طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ

ہدایت

ولو! سنتی ہو؟ جس تعظیم اور ادب سے تم اپنے بڑے بوڑھوں سے
[...]طب ہو کر گفتگو کرتی ہو یا جس محبت اور پیار سے اپنے چھوٹوں سے
[...] وہی تمہارے القاب ہیں اور جن الفاظ سے تم اپنے بزرگوں
[...] کے سر جھکاتی یا اپنے چھوٹوں کو دعا دیتی ہو وہی تمہارے آداب
[...] اس کھیڑے میں نہ پڑو کہ جب تک ہمیں مردوں کیسے القاب و
[...]داب یاد نہ ہو جائیں ہم کیا خط لکھیں اور کیونکر قلم اُٹھائیں۔ اس پیروی
سے تمہاری باتوں کا اثر۔ تمہاری ذاتی لیاقت کا ہنر۔ خاک میں ملجاتا ہے
اور وہ خط مردانہ ہو جاتا ہے۔ کیا تمہارے بول انمول نہیں ہیں جو
تم اُن پر خاک ڈالتی ہو؟ کیا تمہاری زبان کے قدردان دنیا کے پردہ
سے اُٹھ گئے جو تم اس جنس کو اپنے سر سے ٹالتی ہو؟ کیا تمہاری زبان
[...]روتوں کو ہنسانے اور ہنستوں کو رلانے کی قابلیت نہیں رکھتی؟ کیا تم
[...]پنے انہیں الفاظ [...]زیروں کو شیر اور شیروں کو زیر نہیں
[...]بنا سکتیں؟ کیا تم چاہو تو اپنے احدی بچوں کو چالاک اور ڈرپوکوں کو
[...]الو؟ انصاف سے پوچھو تو خدا تعالیٰ نے کسی خاص فرقہ پر کوئی
[...] نہیں رکھی انسان انسان سب ایک ہیں ان میں مرد

ہوں تو اور عورتیں ہوں تو۔ حبش میں ایک ملک ایسا ہے کہ وہاں عورتوں ہی کی فوج اور عورتوں ہی کا انتظام ہے لڑائی پر یہ چڑھتی ہیں چور یہ پکڑتی ہیں۔ جس طرح مرد بہادری کے تمغے پاتے ہیں اسیطرح پاتی ہیں۔ یوروپ اور امریکہ میں بھی ڈاکخانوں اور اسپتالوں میں اکثر عورتیں بھرتی ہوجاتی ہیں بلکہ اب تو اخباروں کی نامہ نگاری بھی کرنے لگی ہیں **غرض** پروردگار عالم کے نزدیک سب یکساں ہیں جو کام انسان کے ہیں وہ ہر ایک انسان سے ہوسکتے ہیں چونکہ ابھی تک کوئی ایسی انشا نہیں بنی تھی جسمیں روزبروز کام پڑنے کی باتیں خاص عورتوں کی بول چال میں اس طرح لکھی گئی ہوں جس طرح وہ آپس میں بولتی چالتی اور بے تکلفانہ گفتگو کرتی ہیں یعنی اگر بھولے بھالے بچے ہیں تو اُن کی سے بھول پن برستا ہو اور جو بڑے بوڑھے ہیں تو اُن کے الفاظ سے بڑپن نکلتا ہو۔ برابر والیوں سے آپس کی بے تکلفی۔ نوکروں سے اُن کی خدمت گزاری اور خیر خواہی پائی جاتی ہو۔ خوشی میں خوشی کا اور غم میں غم کا سماں بندھے۔ جو پڑھے اُسکا دل لگے۔ ادھر خط دیکھا اُدھر جواب پر نظر پڑی جو بات ایک عمر میں آتی چار دن میں آگئی اسلئے میں نے ۱۸۷۵ء میں ڈاکٹر فالن صاحب بہادر انسپکٹر مدارس صوبہ بہار کے فرمانے سے یہ کتاب انشائے **ہادی النسا** انہیں خوبیوں کے ساتھ لکھی۔ کہ کتاب کی کتاب سہیلی کی سہیلی + انشا کی انشا۔ بہنیلی کی بہنیلی + خدا تعالیٰ کی عنایت سے ایسی مقبول عام ہوئی کہ اب دوبارہ ترمیم کرکے چھاپنے کی نوبت پہنچی اور اس فن کی تکمیل کے واسطے دوسرا حصہ بھی لکھکر چھاپنا پڑا۔ ہادی النسا وہ سہیلی ہے جو کہ

مانگنے اور نہ روٹھنے کو جانے۔ ہنسنے میں بھی شریک اور رونے میں بھی شریک۔ غرض تنہائی کی ہٹانے والی اور ہر حال میں دل کی بہلانی والی ہے اسکی عبارت پڑھنے کا وہی ڈھنگ ہے جو باتیں کرنے کا ہوتا ہے۔ اس کتاب کی چار فصلیں ہیں **پہلی فصل** میں بڑھی بوڑھیوں کے نام خط معہ جواب (اس میں دو ایک خط میاں بیوی کے بھی ہیں۔) **دوسری میں** بہنوں بہنوں کے خط اور اُنکے جواب **تیسری** میں برابر والیوں کے نام خط اور اُنکے جواب **چوتھی** میں انّا۔ چھوچھو۔ ماما اصیل وغیرہ کی نام خط اور اُنکے جواب۔ اگرچہ بظاہر اسکا حجم کم معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں نفس کتاب میں کچھ کمی نہیں ہوئی بلکہ بعض خط اور عمدہ عمدہ جوکر بڑھا گئی ہیں البتہ جب فرہنگ ہر ایک فصل کے بعد علیحدہ لکھی ہوئی تھی اب صرف مشکل الفاظ کی معنی فٹ نوٹ میں لکھ دیئے ہیں تاکہ ڈھونڈنے کی دقت نہو اور پاس کے پاس ایک رہبر موجود ہو گو انکی بھی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ اکثر مردان الفاظ کو نہ سمجھنے کی باعث انکا پورا پورا لطف نہیں اُٹھا سکتے تھے اس سبب سے یہ تدبیر کی گئی

فقط سید احمد دہلوی سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ ایجوکیشنل پریس لاہور

پہلی فصل

بڑھی بوڑھیوں کے نام خط اور اُنکے جواب

(۱) دادی جان! تمہارے قربان یہ تو کہو تمنے ابکی عید کیا کیا بنایا ہے؟ جو بی آپا ایک ایک سے کہتی پھرتی ہیں ... کے لئے تو سمجھاتے گوٹے کناری

تکتے ہوئے

کے کپڑے۔ گھنگروؤں کی ٹھاٹ[1] باٹی جوتی۔ ہاتھوں کے کنگن پاؤوا
کے کچھے بنوائے گئے ہیں[2]۔ جب میں نے کہا اور بی تمہارے واسطے
تو بولیں کہ لو[3] اہمسار[4] کے غریبوں کو کون پوچھتا ہے۔ بھلا دادی جا
اس میں جلنے کی کیا بات تھی چھوٹوں کو تو سبھی چاہا کرتے ہیں۔ انہ
اتنی بڑی بیوی کو کون پیار کرے۔ تم دیکھنا جب میں لال لال کپڑ
اور گہنا پہن کر چھم چھم[6] کرتی ہوئی عید کو آداب کو آؤنگی اور ڈھیر
عیدی کے روپے لے کر جاؤں گی تو کتنا انگاروں[7] پر لوٹینگی فقط
اصغری تمام

جواب[2] بیٹا[8] اصغری! تم جتنی چھوٹی ہو اتنی ہی کھوٹی[9] ہو۔ تمہا
حرفت[10] کو میں ہی خوب جانتی ہوں تمہیں منہ کیا لگایا کہ تم سر[11] ہی
چڑھ گئیں۔ کیوں بی تم میری بڑی پوتی کو مجھ سے لڑوانا چاہتی
نا بوا مجھے دونوں آنکھیں برابر ہیں۔ جو تمہیں دونگی اُنہیں پہلے د
تم اپنے جلنے[12] پھپولے نہ پھوڑو۔ اور آگے پیچھے بڑی بہن کے حق
ایسے سخت کلمے نہ بولو۔ نہیں تو تمہیں جانوگی؟ نا[13]! تم کیسی اشراف زا
ہو آپا کا درجہ ماں سے کم سمجھتی ہو؟ لو اللہ حافظ

خط[3] دادی اماں! تمہیں خبر بھی ہے بی آپا[1] آئے دن میرا کلیجہ کو
کرتی ہیں۔ سو دشمنوں کی ایک دشمن ہیں۔ جھری[2] کو پائیں تو مجھکو نہ پائیں

---

[1] کامدار تار باتی [2] ہم جیسے [3] چھن چھن [4] زیور کی جھنکار [5] جلنا رشک کر
حسد کرنا [6] لاڈ سے بیٹی کو بھی کہتے ہیں [7] چالاکی عیاری [8] ربط و اخلا
بڑھانا [9] گستاخ ہونا [10] بغض نکالنا۔ دشمنی کرنا [11] کلمہ تاسف
[12] بڑی بہن [13] دل جلانا [14] مار ڈالیں

کبھی تو اماں کو لگا دیتی ہیں کہ "اماں جان اسکا سینے پر ذرا دیدہ نہیں ٹکتا +
کبھی استانی جی کو سنکار دیتی ہیں کہ دیکھو آتو جی کتاب کھلی رکھی
ہے - شیطان پڑھ رہا ہے - بچی ہے کہ سارے گھر کے جالے لیتی
پھرتی ہے +! ادھر سے اماں مارتی ہیں اُدھر سے استانی جی
گھرکتی ہیں مجھ کمبخت کی بیٹھے بٹھائے شامت آجاتی ہے + میرا تو انکے
ہاتھوں سے ناک میں دم ہے - اور آپ انہیں کو بکوں پر انکا ادب
کرنے کو کہتی ہیں خیر تمہارا کہنا سر آنکھوں پر مجھے اس میں بھی انکار نہیں
مگر ذرا تم انہیں بھی سمجھا دینا + لیجئے آداب فقط

جواب میری جان! تیرا اللہ نگہبان - دیکھ تو یوں بیٹیاں یوں اپنے
بڑوں کا کہنا نا کرتی ہیں + شاباش شاباش +! اے لے اس خوشی
میں تیری گڑیا کے بیاہ کیواسطے پانچ روپے بھیجتی ہوں جس دن چھٹی ہو
اسکا کھانا پکا کر چار لڑکیوں کو لے بیٹھیو

خط نانی اماں! میرا آداب لو اور جو چیزیں میں
بھیجدو - تم جانتی ہو کہ مجھے اپنے ننھے بھائی سے آنت کٹ
دن بھر گودی پر چڑھائے چڑھائے پھرتی ہوں - پر اسکے کھلانے کی
باتیں نہیں جانتی + مجھے یاد ہے کہ ایک دن تم بڑی آپا کے بیٹے کو
پیارے پیارے بولوں سے کھلا رہی تھیں - اور وہ خوش ہو ہو
کر کلکاریاں مار رہا تھا کیا اچھی بات ہو! جو تم مجکو بھی وہی باتیں

---

۱ بہکاتا ۲ دل نہیں لگتا ۳ اٹک دینا ۴ بیہودہ پھرنا ۵ ناحق ۶ جی
بیزار ہے ۷ پچھس - افعال ۸ بدل وجان منظور ۹ [illegible] ۱۰ [illegible] ۱۱ اشراف
زادیاں ۱۱ ازحد ۱۲ ہنسنا - ٹھشا ار نا صرف بچے کے لئے بولتے ہیں ۲۲

لکھکر بھیجدو۔ تو خدا حافظ

جواب میری سگھڑ بنّو! تیرے ہاتھ کا لکھا دیکھ غ باغ ہو گیا

بھلا جس کی ایسی دست و قلم پیاری نواسی ہو کسی چیز کا

کیونکر دریغ کروں؟ بیٹی جو مجھے دو چار تول یاد تھا اوپر سے

صدقے اور قربان ہیں۔ تیرے ماموں کی انّا جس طرح بچوں کو بہلایا

کرتی تھی وہی باتیں مجھے یاد ہو گئی تھیں سو بھیجے دیتی ہوں

بچے کھلانیکے فقرے

(۱) میاں آوے دوروں سے + گھوڑے باندھوں کھجوروں سے

(۲) میاں آوے کیوں کر جانیے + گھوڑے کی ٹاپ پہچانیے

(۳) میاں آوے دوڑ کے + دشمن کی چھاتی توڑ کے (۴)

میاں کو لاد رہی مائی + کھلاؤ دودھ ملائی (۵) میاں آوے علی علی +

پھول بکھیروں گلی گلی (۶) جگ جگ جگ جگ جیا کرو + دودھ

ملیدہ پیا کرو (۷) میاں کو لا رے ہیرا + باجیگا تال مجیرا (۸) رکن

مار اکن کوٹا + میرے راجے چھپے کا لوٹا + چھم چھم کرتی آئی رہی چڑیا +

میرے ننّے کا منگنا لائی رہی چڑیا (۱۰) چھی چھی چھی چھی کوّا کھائے +

دودا بھاتا ننّا کھائے (۱۱) آ بیٹے کچھ دونگی + تیرے مکھڑے کی بیّی لونگی +

تجھے لال سے بنّو دونگی + چھند نا سا بچہ لونگا (۱۲) ڈنگ ڈنگ

---

۱ لکھی پڑھی ۲ افسوس ۳ دودھ پلانے والی نوکر ۴ ہمرا من

طوطا مراد آقا صد خوشی خبر ۵ روتے وقت بہلانے کا فقرہ ہے ۶ الٹی بچہ چپ ہو رہتا ہے

کمال خوشی ۷ نسبت منگنی ۸ منہ دھلاتے وقت کا فقرہ ہے ۹ بوسے

ڈِنگت[1] نا کرو + میاں کا منگتا کرو + میاں کے ساسرے[2] چلو + بیٹھے بیٹھے چوبے کھاؤ + میٹھا میٹھا شربت پیو (۱۳) چندا[3] ماموں دور کے - بڑے پکاویں بور کے + آپ کھاویں تھالی میں + ہمکو دیویں پیالی میں پیالی گئی ٹوٹ + چندا ماموں گئے روٹھ + پیالی آئی اور + چندا ماموں آئے دوڑ +

لو کیا یاد کرو گی بیٹیوں کے کی بھی دو باتیں لکھی دیتی ہوں انہیں بھی دھیان میں رکھنا (۱۴) بیوی بہی تو بائی[4] چنگے[5] دن آئی - جئیں تیرے باپ اور بھائی (۱۵) بیوی بیٹیاں + چھپر کھٹ میں لیٹیاں + مارے مغروری کے جواب ندیتیاں (۱۶) اکھو نکھو[6] میری بیوی کو اللہ رکھو فقط

خط ۷ اماں بی! تمنے تو آپا جان کے ہاں اچھی چھاونی چھائی - اللہ! کسی ڈھب وہاں سے نکلنے کو جی نہیں چاہتا + اچھی کیا مجھ کمبخت کی محبت اڑ گئی[7]؟ اچھی کیا اب میں وہ بیٹی نہیں رہی؟ اچھی میں پوچھتی ہوں اب تمہیں میرے بن کیوں کر کل[8] پڑنے لگی؟ دیکھو بی میرا تو اب بھی یہ حال ہے کہ جب منہہ اندھیرے اٹھتی ہوں تو آداب کیواسطے کونے کونے ڈھونڈتی پھرتی ہوں پر تم یہاں ہو تو پاؤ- میری صورت دیکھو اپنی دکھاؤ- وہ تو میں ہی دیوانی باؤلی ہوں جو روز آیا ہوا جانتی ہوں + جب رستہ دیکھتے دیکھتے دم

۱ ڈنگا ۲ سسرال ۳ رات کو وقت چاند دکھا کر یہ باتیں کرتے ہیں ۴ رانی ۵ سبھ گھڑی ۶ آنکھ اور نکھ سے یہ لفظ بنالیا ہے جب رات کے وقت چراغ کے سامنے بچہ کو لیکر بیٹھتے ہیں تو چراغ کی لو تک ہاتھ لیجاتی ہیں اور پھر بچہ کی آنکھوں اور منہہ پر پھیر دیتے ہیں ۷ جاتی رہی ۸ چین +

الف[1] جاتا ہے تو اللہ میاں سے دعائیں مانگتی ہوں کہ الٰہی تو اپنی خدائی کا صدقہ میری اماں کو جلدی سے بلادے - تیرے نام کی دو کوڑیاں دونگی - جانے انکے دشمنوں کی جان کیسی ہوگی جواب تک کوئی پرزہ سا رکا نہیں لکھا دیکھو بی اماں ! میں کہے دیتی ہوں تمہیں میری جان کی قسم آؤ آؤ آؤ مجھ سے تمہارے گھر کے پیچھے اپنا لکھنا پڑھنا خاک نہیں ہوتا پھر تم جھنجھلاؤ[2] تو میں نہ جانوں ؟

جواب میری بنگالے کی مینا ! تیرا منہہ سے بولتا[3] خط آیا + کلیجہ ٹھنڈا ہوا - چھاتی سے لگایا + کئی دن سے تیری طرف دھیان لگا ہوا تھا - میں یہاں تھی جی وہاں پڑا تھا + بیٹی اب میں آئی کی آئی ہوں - تیری بہن چھٹی نہائی - اور میں آئی + مجھے خود خیال ہے کہ میری صغرا کا جی گھبراتا ہوگا - بیٹا جہاں تمنے اتنے دن صبر کیا وہاں دو دن اور بھی جھیل لو + مینے اپنی بیٹی کیواسطے ڈھیر سے گوند کھانے اور ستھورا رکھ چھوڑا ہے - جب آؤنگی تو اور بھی بہت سی چیزیں خرید کر لیتی آؤنگی + اپنی استانی کو میری طرف سے پوچھ دینا - اور کہنا کہ جب تک میں آؤں میری صغرا کو گھبرانے نہ دیں - سات برس کی بساط[4] ہی کیا ہوتی ہے سارا گھر اسی پر نہ چھوڑ دیں +

خط ۹ اماں جان ! ہا[5] ! مجھے یہ امید نہ تھی کہ تمہارے بُرا چاہنے والے بیمار پڑیں اور تم اُس بندی کو خبر تک نہ کرو - تو خدا بیچاری گلچمن[6] کا بھلا کرے جس نے ڈرتے ڈرتے اتنی بات کہی کہ بیگم تمہاری اماں جان کی طبیعت بھی جم[7] اچھی ہے ایک خط بھیجکر انکی خبر منگا لو + بھلا بی کوئی ایسا بھی غضب کرتا ہے کہ بیٹی کے ہوتے اسے خبر نکرے - اگ

---

[1] دم گھبر جانا [2] خفا ہو [3] دل خوش ہوا [4] حقیقت [5] والدہ تماشہ [6] افسوس [6] لونڈیوں باندیوں کا نام ہوتا ہے [7] اچھی نہیں ہے ۱۲

اگر خدانہ کرے ایسی ویسی ہوئی تو میں کس کی ماں کو ماں کہکر پکارونگی
بس بی تم خدا کو مانکر جلدی اپنی بیماری کا حال لکھو جو میری دل کو صبر آئے
ذات آپ میرے دل کی کنجی بخدا تیری ہزاری عمر کرے تو جب
ترا خط آتا ہے گویا تجھے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی ہوں + آج پانچ اگلی
دس دن ہوئے کہ میرے منہہ میں اڑکر کھیل نہیں گئی - پندرہ بیس
دن سے پڑی کھٹیا سے رہی ہوں + بخار نے خدا استار کھا ہے -
کھانسی جدی جان کو آرہی ہے - دست الگ جاری ہیں + منہہ
بھر بھراٹ - پیٹ پر ورم - پاؤں پر سوجن الگ ہے - غرض
ایک جان اور ہزار بیماریاں ہیں - تمہیں کیوں کر لکھوں کہ اس
بیچینی میں پڑی ہوں - اگر تمہارا اتنا سا جی کڑھ گیا تو میا بندی کو
کون تسلی دیگا - نہیں - ماں تم اپنا دل بھاری نہ کرنا کس کے ماں باپ
سدا رہے ہیں جو تم اپنی ماں کو بچا رکھوگی + میرا جی تو نہیں چاہتا پر
بیٹی تیری خاطر سے پیسہ ٹھیکری کر دیا ہے + اے لو تم اپنی قسمت
تو دیکھو جوں جوں علاج ہوتا ہے مرض اور بڑھتا ہے - بچنے کے
آثار نظر نہیں آتے + بیٹا جسطرح ہو سکے خط میں دیر نکرنا - میری یہی
دعا تھی کہ میں اپنی بیٹی کو گھر بار کا چھوڑ کر جاؤں سو خدا نے میری
سن لی - مگر دیکھو تم میری اس خوشی کو خاک میں نہ ملانا - نہیں تو
میری ارواح بیچین رہیگی اگر تمہارا میاں سید جا ہوتا - اور

۱ براے خدا ۲ ہمراز - رفیق ۳ ہزار سالہ عمر ۴ مخفف بانو مگر یہاں ایک محبت کا
کلمہ ہے جلکے معنی بیوی و بیگم وغیرہ خیال کرنے چاہئیں ۵ صاحب فراش ہوں ۶ ستار ہے
۷ یعنی نکوشہ ۸ ہیچ شمار ۹ روپیہ کی حقیقت نہ سمجھنا ۱۰ بیاہی ۱۱ خلیق - خوش مزاج موفق

تم کالے کوسوں نہ ہوتیں تو ایک نظر صورت ضرور دیکھ لیتی۔ خیر دُور کا سفر ہے۔ جتنی جلدی ہو اتنی اچھی ہے۔ اب قیامت میں یاد کرکے ملیں گے۔ دیکھو تم بھی بھول نہ جانا۔ میں چھاتی پر پتھر رکھکر اتنا خط لکھا ہے۔ بس اب تمہیں خدا کی امان میں سونپکر سیدھی میاں کے گھر چلتی ہوں فقط ✤

خط ۱۱ – ہئے ہئے خالہ جان! ہے ہے خالہ جان! وہ بندی تو ابھی سے بن میّا کی ہوگئی۔ میں کیا جانتی تھی کہ میری ماں دو دن میں چٹ پٹ ہو جائیگی۔ اپنے کہیگی نہ میری سُنیگی ✤ ہائے امّاں تُمنے مجھے کس پر چھوڑا۔ ہائے امّاں اب میں کسکے میکے میں جا کر دیکھونگی۔ ہائے اب کون میرے دل کی سُنیگا۔ ہائے اب کسکو میرا درد آئیگا۔ ہائے اللہ میں نے کونسا بڑا بول بولا تھا جس سے میری میّا کو اُٹھا لیا۔ اے میرے خدا میں نے کیا گناہ کیا تھا جو میرے آگے آیا۔ اے میرے خالق مجھے اُنکی صورت تو دکھا دی ہوتی! اے میرے مالک اُنہیں اپنے بچوں کا سُکھ تو دیکھ لینے دیا ہوتا! ہے ہے میرے ننھے ننھے بچھڑوا سے بھائی کس کس کی ٹھوکریں کھاتے پھرینگے۔ ہے ہے اب اُنہیں کون چھاتی سے لگا کر رکھیگا۔ خیر میرے میاں جو تُونے کیا بہتر اُسکا ہے۔ تو اپنے کام آپ ہی خوب جانتا ہے ✤ خالہ جان کل اُن بہشتن کی سُناونی آئی تھی آج تمکو خبر دی۔

جواب ۱۲ – میری لاڈو خدا تجھے صبر دے۔ اور اُن مرنے والی بیوی کو جنت نصیب کرے۔ واری رونے دھونے سے کیا ہوتا ہے۔ مُردہ پر عذاب ہوتا ہے۔ خدا کھو

---

۱ نہایت دُور ۲ سخت دل کرکے ۳ جُدا ہوتا ہے ۴ حسرت ۵ ندبہ و ماتم۔ افسوس ۶ افسوس ۷ دفعتہً مر جائیگی ۸ غمخواری و غمگساری ۹ کلمہ نحوست ۱۰ پھول کی مانند خوبصورت ۱۱ دردمندی سے رکھنا ۱۲ خبر مرگ ۱۳ قربانت شوم ✤

تم تو دست و قلم پڑھی گنی۔ معنے مسئلے سے واقف ہو۔ پھر ایسی حرکت
کیوں کرتی ہو؟ اِس سے تو اُنکے حق میں دُعا کرو۔ کچھ پڑھکر بخشو۔ لِلّٰہ
اللہ دو۔ جس سے اُنکی ارواح خوش ہو۔ اِس طرح بیان کر کر کے
نا اور جان کھونا منع ہے۔ جو کچھ گزرے دِل پر گزرے۔ مُنہہ سے
اپ نہ نِکالو۔ فقط ؛

خط ۱۳ ۔ اُستانی جی! آداب۔ جب سے آپ فرید آباد سدھاری
یں یہہ وتیرہ باندھ رکھا ہے کہ اوّل تو اُٹھتے ہی ایک سیپارہ پڑھ لیتی ہوں
سکے بعد اپنی پڑہی ہوئی کتابوں کو دوہراتی ہوں۔ پھر دو چار سطریں اُنکے
ال کر لکھنے بیٹھ جاتی ہوں۔ اتنے اور لڑکیاں بھی اپنی خواندگی پھیر لیتی
یں۔ جہاں وہ پڑھ چکیں اور میں نے اُنکو سبق پڑھا دیا۔ اِتنے میں
جان باہر سے کھانا کھانے آجاتے ہیں۔ جو کچھ میں نِکال رکھتی ہوں
سے سُن سُنا کر آگے سبق پڑھا جاتے ہیں۔ جب یاد ہو جاتا ہے تو سینا
نا لے بیٹھتی ہوں۔ آپ خاطر جمع سے جاہیں جب آئیں۔ میں نے
سارا کتب سنبھال رکھا ہے۔ لیجئے آداب۔ فقط

جواب ۱۴ ۔ اُستانی کو شاد اور اپنے سبق کو یاد کرنے والی بیگم! خُدا
تجھے موتیوں ہیں سفید اور سونے میں پیلا رکھے۔ تیرے اِس سلیقے کو دیکھ
دِل سے دُعا نکلی۔ میرا دِل وہیں پڑا تھا۔ لیکن واری ماندگی سے
لاچار تھی۔ ذرا دم میں دم آیا۔ اور میں نے اپنے آپ کو وہاں
پہنچایا۔ اللہ رکھو اب تو تمہاری چھوٹی بہن بھی اُردو فارسی

---

١ خُدا کی راہ میں ٢ خلافِ شرع ٣ تشریف لیجانا ٤ پھیرنا۔ گردان کرنا ٥ آموختہ ٦ بیماری ٧ ناچار
٨ طاقت سیپارہ۔ تیسواں حصہ قرآن کا

کے حرف خاصی طرح اُٹھانے لگی ہوگی؟ دیکھنا کوئی اُسے ساتھ پڑھنے کی عادت نہ ڈالدے۔ نہیں تو میری کی کرائی محنت اکارت جائیگی۔ جہانتک ہوسکے اُسے طبیعت پر زور ڈالنے دیں آپ ایک حرف نہ بتائیں اُسی سے نکلوائیں۔ جب میں آکر مکتب کو اچھا دیکھونگی تو سب کو گاڑیاں بھر کے شاباشی اور دو دو دن کی چھٹی دونگی ✦ تو تمہیں اللہ کی امان

خط ۱۵ چھپی اماں کو میرا آداب پہنچے ✦ حضرت مینے آپ کی برخوردار کی بات ایسی جگہ لگائی ہے کہ آپ بھی سنیں تو اش اش کریں ✦ ہڈی ایسی جسے کہتے ہیں ✦ گھرانا ایسا کہ چراغ لیکر ڈھونڈو تو نپاؤ ✦ لڑکی صورت شکل میں ایسی کہ حور کو چھپاؤ اور اُسے نکالو ✦ رنگ جیسے شہاب یا انار کا دانہ۔ نقشہ چاند سا گول بہت ٹھیک۔ نک سک سے درست ✦ کٹورا سی آنکھیں۔ ستواں ناک۔ بوٹا سا قد۔ لمبے لمبے بھونرا سے بال۔ جٹی جٹی بھویں ✦ باتیں کرتی ہے تو منہ سے پھول جھڑتے ہیں۔ جب کچھ پڑھتی ہے تو موتی پروتی ہے۔

لہ بخوبی سلہ پہچاننا سلہ برباد سلہ نہایت خوش ہونا۔ واہ واہ کرنا یہ لفظ عربی میں اشاش تھا جسکے معنی خوشی منانے کے آئے ہیں۔ اُردو والوں نے اُسی کو بگاڑ کر اش اش کرلیا اور یہانتک ہاتھ صاف کیا کہ عین سے عش عش لکھنے لگے اور اپنے ذہن میں خلاف قاعدہ عیش اسکا مادہ بھی قرار دے لیا حالانکہ اس عشعش کے معنے گھونسلے کے ہیں اُن کو چاہیئے کہ ذرا منتخب اللغات منتہی الارب قاموس وغیرہ کو بھی دیکھ لیں سلہ اصل نسل حسب نسب سلہ نمک بفتح نون سک بکسر سین ہے مگر بول چال میں بکسر نون و بضم سین آتا ہے۔ از سر تا پا۔ ایڑی سے چوٹی تک سلہ خوش تقریر ہونا سلہ اچھی طرح لفظ ادا کرنا

بس جی یہی چاہتا ہے کہ اُسکی باتیں سُنا کروں اور دن بھر بیٹھی
صُورت تکا کروں۔ آگے سُگھڑ[1] ویسی ہی۔ دسوں[2] اُنگلیاں دسوں
چراغ۔ پڑھی گُنی دست و قلم[3] میں اپنی ایڑی[4] دیکھوں گیارہ برس
کی جان نے بیسیوں کتابیں اُلٹ ڈالیں خط ایسا سُتھرا لکھتی
... تم سے کیا کہوں اپنی ماں کی اِکلوتی ہے اِنکے باوا
... میں بڑے چڑھتے بڑھتے تھے۔ انگریزوں کے وقت میں
... دور دورا رہا۔ اب بھی خدا کا دیا سب کچھ موجود ہے دس
... تے ہیں پھپھی اماں اس گئے گزرے وقت میں بھی اتنا دان
... کہ گھر بھر کر باہر پھر لگا اُنہیں روپیہ پیسہ کچھ نہیں چاہیے۔ وہ
... ہی میں ہٹی[5] اور پیوند میں پیوند مچائے اگر تم کو یہ بات
منظور ہو تو ایک رقعہ لکھوا کر میرے پاس بھیجدو۔ میں مشاطہ کے ہاتھ
اُن کے ہاں بھیجدونگی جب بات چیت ہو جائے تو کوئی اچھا
دن دیکھکر مُنہ میٹھا[6] کر دینا آگے تمہیں اختیار ہے میں اپنے
حق سے ادا ہو گئی فقط

جواب ۱۶ آبادی جان! تمہیں اللہ کی امان۔ یہ بات جو تمنے ٹھیرائی
ہے میں اس سے ایسی خوش ہوئی کہ گھر بھر میں پھولی نہ سمائی۔
اور جب تمہارے چچّا نے سُنا تو وہ بھی بہت خوش ہوئے کہ شادی
ہو اور یہاں ہو ... رے بھائی سعادت علی کی باچھیں[7] بھی کھل گئیں

---

[1] سلیقہ مند۔ [2] ایک ایک انگلی ایک ایک ہنر کے چراغ سے روشن ہے
[3] چشم بد دُور [4] جہیز [5] ذات میں [6] نسل میں [7] فصل مناطہ لگینی
کرنا [7] خوش ہونا

ابھی سے اترانے پھرتے ہیں کہ او ہو جی ہمارا تو بیاہ ہوگا - میں دیکھتی ہوں اس زمانے کے بچوں کو بڑوں سے زیادہ خوشی ہوتی ہے - تو اسبات کو سنکر ہزاروں دعائیں نکلیں - خدا تمہیں اپنے بچے بچیوں کا سہرا دیکھنا نصیب کرے - اگر تم اسباب کو ٹھیک ٹھاک کر دو تو جیٹھ منگنی پٹ بیاہ ہو جائے - دیکھو اسمیں نہ چوکنا - گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا خدا نے چاہا تو جمعہ تک میں بھی آؤنگی - تمہارے بھائی امتحان تھا اس سے آج نہ آسکی - بیٹی اگر یہ بات ہو جائیگی تو میں تمہیں بہت سا خوش کرونگی اور سب بہنوں کو منہہ مانگا نیگ بھی دونگی - فقط

خط ۱۲ بھائی اماں ! چاند دیکھے تمہارے غفور کی شادی ہے - دلہن والونکی طرف سے بیاہ کی تاکید پر تاکید آرہی ہے - لڑکی کا باپ باہر سدھارنے والا ہے پھر برسوں پر بات جا پڑیگی - تم جانتے ہو کہ آدمی بیٹی والوں کا اڑا یا اڑ ہے اور بیٹے والوں کا روکا نہیں رکتا - جب کچھ نہ بنی تو مدار کی نویں کو منہدی دسویں کو ساچق - گیارھویں کی برات ٹھیرائی اگر تم جلدی سے آجاؤ تو درستی سے سارا سر انجام ہو جائے - اور جو تمہارے آنے میں دیر ہو تو مجھے ضرور سامان لکھ کر بھیج دو جو میں لگتے ہاتھ ان چیزوں کو ابھی سے خرید کر رکھ چھوڑوں کیونکہ وقت پر اچھی چیز ہاتھ نہیں آتی اور اس سے سمدھیانے میں ناک کٹتی ہے :-

---

۱ بیاہ کرنا ۲ ٹھیرانا مقرر کرنا ۳ ادھر منگنی ادھر بیاہ ۴ دونوں ساتھ ۵ بہنوں کا حق جو بیاہ میں بھائی کی طرف سے دیا جاتا ہے ۶ رخصت ہونا تشریف لے جانا ۷ جمادی الاول ۸ نقل میوہ مہندی وغیرہ جو اکثر ساچق کے روز دولہا کی طرف سے دلہن کو بھیجتے ہیں ۹ بے عزتی ہونا

جواب ۱۸ - بیوی بنّو[1]! مجھے چلے آنے میں کیا عذر تھا - مگر تم یہہ بھی تو دیکھو کہ اگر میں وہاں چلی آؤں تو یہاں بچوں کا سینا پرونا کون کرے - تمہیں یہہ کب گوارا ہوگا کہ میں چار شریکوں[2] میں نکلوں تو بچوں کے گلے میں دو ہزت کے کپڑے بھی نہوں - اماں[3] اپیٹ کا کھایا کوئی نہیں دیکھتا تن کا پہنا سب دیکھتے ہیں - ہاں بری کی سب چیزیں بتائے دیتی ہوں انہیں سہولت میں منگالو - اور جو چیزیں بگڑنے والی ہوں وہ میرے آنے پر رکھو - بلکہ ساچق کے جوڑے کو بھی میں آ جاؤں جب ہاتھ لگانا - کھڑے سات[4] سہاگنوں کو بٹھا کر تیار کرادوں گی - بری میں غریبی موجب اتنی چیزیں ہوتی ہیں آگے اپنا اپنا حوصلہ ہے +

بری

ڈھائی سیر کلاوے - سوا پانچ سیر کھانڈ - سوا من نُقل - پانسیر قُرص پانسیر میوہ - ڈھائی سیر مصری - ایک سہاگ پڑہ جسمیں (چھیل چھبیلا ناگر موتھا - کپور کچری - بالچھڑ - چھوٹی الایچی - لونگ - ہلدی - جوز - جوتری - زعفران تیز پات - صندل - مشک دانہ وغیرہ) تیرہ[1][3] چیزیں ہوتی ہیں - پھولوں کا گہنا - شربت اور دہی کی دو ٹھلیاں جنکے منہہ پر آٹے کی مچھلیاں بنا کر رکھی جاتی ہیں - یہہ میرے آنے پر دیکھ لینا - ہاں سو سوا سو رنگین ٹھلیاں سبتے کو کمہار سے کہہ دینا - سونے کی انگوٹھی چاندی کا چھلا سنار سے تاکید کر کے ابھی سے بنوا رکھو - برات کے دن

---

[1] مخفف بانو [2] ہمسر ہم مرتبہ - رشتہ دار [3] ایک خطابیہ لفظ ہے جو عورتوں کے محاورے میں اکثر آتا ہے [4] خاوند والی - ضد رانڈ [5] مقدور -

اور چوتھی کے جوڑے کا سامان خرید رکھنا + برات کا جوڑا سادہ اور چوتھی کا بھاری ہوتا ہے - یہ بھی بری کے ساتھ ہی جائیگا + ایک جڑتی کا جوڑا - دو سُرخ کنگھیاں - دو مسی کی پُڑیاں دو عطر کی شیشیاں جن میں سے ایک میں سُہاگ کا عطر ہو اور ایک میں موتیا کا - اسکے علاوہ ایک گلاب کا شیشہ - پاؤ سیر چنبیلی کا تیل - ایک سندھی کا ایک قند کا پُڑا - یہ سب چیزیں موجود رہیں + میں چوتھی تاریخ سے اگر سب کچھ درست کر دونگی + آرائش[1] بھی گھری کی گھری بازار سے آ جائیگی - تم خاطر جمع سے بیٹھی ہوئی چھوٹے موٹے کاموں کو سنوار لو خدا سب آسان کریگا دسویں کو نشان[2] چڑھا کر اپنے گھر میں آ جانا - گیارھویں کو برات لے جانا +

خط ۱۹ باجی اماں! بیٹے محمد علی کی شادی کے باب میں تمہاری اماں سے تاکید کی تھی - اُنہوں نے کہا کہ بوا میرے پاس کچھ دینے لینے کو تو ہے نہیں - ننگی بیٹی موجود ہے جس دن اُنکا جی چاہے دو بول[3] پڑھا کر لیجائیں - جو کچھ مجھ سے وقت پر بن پڑیگا اپنی گُڑیا میں بھی سنوار دونگی نہیں تو بیٹی حاضر ہے میں زبان[4] دے چکی اب تم کہو کیا کہتی ہو +

جواب بیٹی مجھے کچھ نہیں چاہیے جسنے بیٹی دی اُسنے کیا رکھا میں تو یہ چاہتی ہوں کہ وہ مجھے اپنے دامن[5] تلے ڈھانک لیں -

---

[1] ابرک کی ٹٹیاں وغیرہ [2] اُسیوقت [3] انگوٹھی چھلا دُلہن کے ہاتھ میں پہنانا [4] بڑی بہن جو ماں کے برابر ہو [5] ایجاب وقبول کرانا [6] اپنی حیثیت کے موافق تھوڑا بہت جہیز دیکر کام چلا دینا [7] اقرار کرنا [8] سایۂ عاطفت میں لینا - غریب کی عزت رکھ لینا +

میری آنکھوں کے سامنے محمد علی کا گھر آباد ہو جائے۔ پھر کون جیسے اور کسکا راج گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہوں۔ مجھے اپنی زندگی کا بھروسا نہیں۔ دم ہے آیا آیا نہ آیا نہ آیا۔ تم جانتی ہو کہ میں ہمیشہ کی مریضن آٹھ پہر دن کی بیمار ہوں اپنی آنکھوں سے محمد علی کا سہرہ دیکھ لوں تو جانوں ؟ نہیں تو یہ ارمان اپنے ساتھ لئے جاؤنگی ÷ تم اُن سے کوئی تاریخ ٹھیرا کر مجھے لکھ بھیجو جب وہ کہیں لڑکے کو لیکر چلی آؤں۔ بیٹی بہن خدا تیرا بھلا کرے تو نے بھائی کے لئے بڑی کوشش کی ÷

خط ۳ اے بی چچی! اے بی چچی! اچھی دیکھو تو یہ کون کھڑا ہے ؟ میں تو جانوں تمہاری امتہ ہے۔ خط کی ڈولی میں بیٹھکر باتیں کرنے آئی ہے۔ پہلے بندگی لو پھر اُسکی گڑیا کی شادی کا سامان درست کردو دیکھنا چچی جان میںنے اپنی گڑیا کیواسطے ایک چھوڑ چار چار بھاری جوڑے بنائے ہیں۔ اور ابا جان سے چاندی سونے کا گہنا منگا یا ہے خدا اُنہیں جیتا رکھے میرا سب مان رکھ لیتے ہیں۔ یہ بھی بتا ہی دوں شادی کہاں ٹھیری ہے ؟ بی میری خالہ زاد بہن ہرمزی بیگم کا بیٹا ہے اور میری بیٹی ہے۔ سو بی بیٹی والوں کو تم جانتی ہو کتنی فکر ہوتی ہے آج جو مجکو سونچ ہے کسیکو بھی نہوگا۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ بیٹھتی ہوں ÷ کھانے جوڑے کے روپوں کی بھی ابا جان نے ہامی بھری ہے۔ چچی ابا جی جم ہیں نہیں تو اُن سے بھی کچھ لیتی اور

سلہ مرنے کے دنوں کو پہنچنا۔ بوڑھا ہو جانا سلہ مریض سلہ سدا۔ دائم۔ دوام سلہ چچوں کا لفظ ہے یعنی میرے نزدیک۔ یا شاید وغیرہ سلہ امتہ الفاطمہ کا مخفف کرکے پیار سے امتہ کہتے ہیں سلہ نہیں ہیں۔

اپنا پونکھ پورا کر دیتی اب بھی تمہارے صدقہ سے کچھ اودا نے دیا کچھ پودا نے ہمارا کام چل ہی گیا - اچھی چچی تم بھی آؤ گی یا نہیں - بھلا بی تم آؤ یا نہ آؤ پر میری بہنوں کو لاکھوں میں بھیجنا - نہیں تو میں ایک دن آکر خوب سالڑونگی - یہاں تو روز سہاگ گائے جاتے ہیں گھوڑیاں گائی جاتی ہیں رات بھر چہل پہل رہتی ہے - پر وہ جو گھر کا کام ہے وہ کرنے والا کوئی نہیں میں سوچتی ہوں کہ اگر بہنیں بھی نہ آئیں تو میرا ایک اکیلا دم ہے کیا کیا کرونگی سمدھنوں کو اتروا ؤنگی یا آئے گئے کی خاطر کرونگی - اب تو ویسے پھیلا چکی کچھ نہیں ہو سکتا جمعہ کا بلاوا پھیر لیگا میری بہنوں کو چاہئے کام کام کی سب چیز بست لیکر جمعرات سے آجائیں فقط اللہ حافظ اللہ نگہبان

جواب ۲۲ ہاں بیٹی! ہاں بھتیجی! تیرے واری گئی کیا کہتی ہے؟ لے کہ - تو خط کیا لکھتی ہے کہ اُس میں ایک آغا مینا بند کرکے بھیج دیتی ہے - میری ایک ایک چیز تیری گڑیا کے اوپر سے صدقے ہے جو چاہے شوق سے منگالے - میں اپنی تو نہیں کہتی پر تیری بہنوں کو شرطی بھیجدونگی - وہ آج ہی سے خوشیاں منا رہی ہیں - ایک ایک گھڑی گن گن کر کاٹ رہی ہیں - تیری گڑیا کا پہلا چالا میں ہی کرونگی - دوسرے تیسرے چالے کو تیری بہنیں کہ رہی ہیں - اگر تم پہلے سے لکھتیں تو چار جوڑے

لہ جوں توں کرکے کام پورا کر دینا ۲ہ یہ پودے کی کہانی کا لفظ ہے یعنی کچھ پسینے دیا کچھ پسینے دیا ۳ہ بالضرور ۴ہ شادی کے گیت ۵ہ ہنسی مذاق ۶ہ مہمان ۷ہ بنگالہ کی مینا مراد گھومٹی خوشی ۸ہ احسان ۹ہ ضرور ۱۰ہ شادی کے بعد چار چالے ہوتے ہیں ہر ایک پھیرے میں جوڑا اور کچھ نقدی وغیرہ دیتے ہیں یہ چالی لڑکے والوں کی طرف سے ہوتی ہیں

میں بھی بنا دیتی اب وقت کے وقت پر دو جوڑوں سے زیادہ نہ ہو سکے
اپنی اماں کو میری طرف سے بہت بہت پوچھنا اور اس شادی کی مبارکباد
دینا کہ بوا خدا نے تجھے یہ دن دکھایا کہ تیری بیٹی گڑیا کا بیاہ لیکر بیٹھی ٭
لو اور سنو قاضی بھی یہیں سے جائیگا ابراہیم کہتا ہے کہ آپا کی گڑیا کا
نکاح میں ہی جاکر پڑھاؤنگا اُس نے نکاح کے بول ابھی سے یاد کرلئے
تم بھی سُن لو میں لکھ دیتی ہوں۔

کاجر کی پینڈی گلاب کا پھول ٭ کیوں میاں گڈّے گڑیا قبول ٭ کالی
مرغی سفید انڈے ٭ مہر باندھا بارہ گنڈے ٭

خط ۲۳ خالہ جان تمہیں بھی سلام[1] اور تمہارے وعدہ کو بھی سلام۔ میری
ننّے کے واسطے لوریاں[2] تو خوب آئیں ٭ خدا جھوٹ نہ بلائے تو کوئی
دس ہی دفعہ یاد دلایا ہوگا میں نہیں جانتی تمہارا کیسا چیتا[3] ہے جو
کوئی بات بھی یاد نہیں رہتی شاید صبح کو تو اپنا نام بھی بھول جاتی
ہوگی۔ ہاں جب لوگ آکر پکارتے ہونگے تو پھر یاد آجاتا ہوگا ٭ بس
بی اس بھول کا خدا حافظ۔ اگر تم نے ابکی دفعہ میرا اُلاہنا[4] اُتار دیا تو
خیر نہیں تو اُس بندی نے اب لکھنے سے بھی ہاتھ اُٹھایا[5] لیجئے آداب ٭

جواب ۲۴ خالہ کی خلیجی[6]! روٹھو نہیں سنجاؤ۔ اللہ رے خفگی۔ اللہ رے
طنطنہ[7]۔ لڑکی تو اپنے تیہے[8] میں جلی ہی جاتی ہے۔ خدا جانے سُسرال

---

[1] طنزاً باز آنے کی جگہ بولتے ہیں [2] بچوں کے سُلانے کے گیت [3] حافظہ۔ ذہن
[4] گِلہ۔ شِکوہ [5] باز آنا دست بردار ہونا [6] اصل میں خالہ زاد بہن کو کہتے
ہیں یعنی برابر کا دعویٰ رکھنے والی چونکہ بھانجی نے برابر والوں کے الفاظ لکھے ہیں اسلئے
طنزاً اُسکو خلیجی قرار دیا [7] مغرورانہ عتاب [8] غصہ

میں کیونکر بھر گئی۔ اور تو کیا اُٹھتے جوتی بیٹھتی لات ہو گی۔ مجھے گھر کے دھندے سے اپنے مرنے کی بھی چھوٹ[1] نہیں تھی۔ تمہیں لوریاں بھیجتی تو کیونکر بھیجتی۔ تمہارا کیا ہے روٹی کھالی اور گُدگُدے[2] مارتی پھریں۔ بہت ہوا ذرا کی ذرا بھائی کو لے لیا۔ یا اُستانی کے سامنے ٹیں ٹیں کرتی بیٹھ گئیں۔ جب کوئی کھیل نہ ہوا تو قلم دوات اُٹھائی اور خالہ کے نام پر خطوں کی بھرمار[3] کر دی اور کچھ نہیں تو یہی شغل ہاتھ لگا۔ ایسی کیسی لوریوں کی ساعت[4] ماری جاتی تھی جو تم اتنی بگڑیں؟ ایلو دس کام چھوڑ کر لوریاں لکھتی ہوں دیکھوں کونسی یاد کر لو گی؟ یوں کہو خط کیا لکھنا آیا سارے جہان کو سر پر اُٹھا لیا۔ وہی مثل[5] ہوئی کہ جو میرے ہے سو راجہ کے نہیں منہ اُٹھایا اور لکھتی چلی گئیں۔ بڑے کا ادب نہ چھوٹے کا لحاظ۔ ہے شرط کہ تمہاری ماں کے پاس یہ خط بھیجدوں؟ للہ میری ان باتوں سے جل نہ جانا۔ دیکھوں تو لوریوں کی خوشی میں کیا کھلاتی ہو؟ میں تو اسی کو غنیمت سمجھوں گی کہ تم من جاؤ گی +

لوریاں

آجا ری نندیا تو آ کیوں نہ جا — میرے بالک کی آنکھوں میں گھل مل جا
آتی ہوں بیوی آتی ہوں — دو چار بالے [illegible]

دوسری

کابل سے منگائی آئی گھڑی ہلا دو ڈور — اللہ نبی جی بند دیں بوجھ میرا دور

دوسری طرح

آرام کا ہی پالنا اور سُکھ کی ہے ڈور — اللہ نبی جی کرم کریں تو طالع تیری زور

[1] فرصت۔ مہلت [2] کود پھاند کرنا [3] بوچھاڑ۔ کثرت [4] وقت گزرا جاتا تھا [5] مثل اور [illegible]

تیسری

تو سو میرے بالے تو سو میرے بھولے جب تک بالی ہے نینڈ
پھر جو پڑیگا تو دنیا کے پھندے کیسا ہے جھولا کیسی ہے نینڈ
کھیل تماشے کرے تو سارے کہتی ہوں تجھے آنکھوں کے تارے
زندہ ہے ماں بھی باپ بھی بارے کرلے تو آرام سید پیارے
تو سو میرے بالے تو سو میرے بھولے جبتک بالی ہے نینڈ
کھیل تم ایسے کھیلنا للنا جس میں نہو ماں باپ کا جلنا
دنیا سے ڈر ڈر سنبھل کر چلنا سکڑی ہے گھاٹی رستا پھسلنا
تو سو میرے بالے تو سو میرے بھولے جبتک بالی ہے نینڈ
پھر جو پڑیگا تو دنیا کے پھندے کیسا ہے جھولا کیسی ہے نینڈ

۴

سو میرے سید جانی سو جا — سو میرے سکھ کی نشانی سو جا
سو میرے احمد پیارے سو جا — سو میری آنکھ کے تارے سو جا
تیرے صدقے ذرا گودی سے اتر کر سو جا — تیری واری نہ بہت جاگ تو دم بھر سو جا
نہ تو گودی میں بلک چین سے بچے سو جا — نہ تو گودی میں ٹھمک چین سے بچے سو جا
اے پنکھا میں ہلاتی ہوں تو پڑ کر سو جا — اہی لو مکھی میں اڑاتی ہوں تو پڑ کر سو جا
تو غنیمت یہ سمجھ ماں کا سلانا سو جا — پھر کہاں ہوگا میسر یہ جھلانا سو جا

پانچویں

اللہ اللہ لوریاں دودھ بھری کٹوریاں
دودھ میں سے نکلی مکھی میری میاں کی جان اللہ رکھی

خط ۲۵ [illegible] آباد رہو! تمہیں اپنی بڑھیا ساس پر ترس بھی آتا ہے کہ دن [illegible] دانیوں کی طرح اکیلی بیٹھی رہتی ہوں۔ تمہارا خاوند

۱ لال - ۲ بیٹا ۳ شاد و آباد ۴ گذار کے ۵ نہایت عزیز ۶ رونا ۷ اچھلنا - کودنا ۸ رونق

تو گھر ہی پہ سدھارا۔ نند کو نندوئی نے بلا بھیجا۔ لے دے کر ایک بڑھیا ماما اور رہ رہی تھی سو کل سے وہ بھی اپنی بیٹی کے جننے میں چلی گئی اب مجھے اکیلا گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے اِدھر بیٹے کے سدھارنے سے جی ویران ہے اُدھر تمہارے بچّوں میں دھیان ہے اگر تم میرے پوتے پوتیوں کو لیکر چلی آؤ گی تو پھر گھر بھرا بھرا[۱] لگیگا اور میرا دل بھی بہل جائیگا آدمی کے دم کی بڑی آبادی ہوتی ہے۔ دو مہینے وہاں رہیں تو ایک مہینا یہاں بھی کاٹ جاؤ جب میری بڑی بیٹی آجائیگی تو چاہنا پھر دس پندرہ دن کو میکے میں رہ آنا ؛

جواب ۲۶ امّاں جان! ایسی کیا بات ہے میں سب طرح حاضر ہوں دور باد[۲] تمہارے بیری دشمن کوّے اُڑائیں کیطرح کیوں بیٹھیں؟ تم ناحق اِس بیکسی اور بے بسی سے خط لکھتی ہو میں تو تابعدار بندہ ہوں ؛ رکھوگی وہاں رہونگی مہینے دو مہینے جب تک تمہارا دل ٹھکانے لگیگا آکر رہجاؤنگی مجھے تو خود اپنے گھر کی کل[۳] ہے کیا کروں بھائی کی شادی تھی نہیں تو میں کبھی اتنے دنوں نہ رہتی اب کوئی قدر[۴] ہی کرے تو کوڑی پانی نہ پیوں خدا نے چاہا تو اسی پیر کو تمہارے گھر میں بیٹھی ہونگی۔ تمہارا پوتا مہینا بھر سے پھلیاں[۵] دھر رہا تھا اب دانتوں پر ہے دست آتے ہیں۔ پوتی کے بھی ٹھنڈی[۶] نکلی تھی پر اب ڈھل[۷] گئی کل پانی پڑ جائیگا جب تک بانگ نہیں مڑی تھی سارے گھر کو نیند حرام تھی۔ تم سنتیں تو اپنا

---

۱ گہما گہم ہونا۔ رونق و آبادی سے مراد ہے ۲ دور باد۔ خدا نکرے ۳ راحت ۴ کچھ ہی کرے۔ دھمکی دے ۵ دانت نکلنے کے آثار مسوڑھوں کا کھجانا اور ابھرنا ۶ چیچک ۷ ڈھلنا۔ رونق گھٹنا۔ کم ہونا۔ مرجھانا

کھانا پینا زہر کر دیتیں مینے تمہاری گھٹی کے لئے نہیں لکھا بھیجئے خدا حافظ فقط

خط ۲۷ بڑی[1] آماں کو آداب ! خیر سلا[2] کے لئے آئی ہوں اور ساتھ ہی ایک اپنا بھی مطلب لائی ہوں ۔ بوا ستید بیگم کے بال بچہ ہونیوالا ہے کہتے ہیں ہمارے بچوں کو مغلی گھٹی راس ہے مجھے اسکی دوائیں یاد نہیں ہیں جو انکو منگا دوں ۔ اچھی تم اس گھٹی کو لکھکر میری پاس بھیجدو تو بڑا ہی احسان کرو ۔ نوبندگی

جواب ۲۸ بیٹی ! تیرا سائیں جئے پور سہاگن ہو ۔ اپنے بچوں کا سہرا دیکھکر پوتوں کا سہرا دیکھے ۔ نواسوں کو کھلا کر نواسوں کا کھلانا نصیب ہو ۔ خط کی کیا حاجت تھی مجھے خود بلا بھیجا ہوتا ۔ اس گھٹی میں کیا ہے یہی دس بارہ چیزیں ہیں (مغلی گھٹی) بڑی ہڑ چھوٹی ہڑ منقی باؤبڑنگ باؤکھمبہ عناب سونف گلاب کے پھول گلاب کا زیرہ نرکچور انارکلی املتاس مصری بعضے لوگ بڑی چھوٹی ہڑ کی جگہ بادام اور اجواین ڈالتے ہیں اور جو گرمی کا موسم ہوتا ہے تو نرکچور اور اجواین نکال لیتے ہیں ۔ بوا ہمارے بچوں کو تو وہی اوپر کی تیرہ چیزیں راس ہیں آگے اپنی اپنی سمجھ ہے ۔

میاں بیوی کے خط

خط ۲۹ میرے سرتاج ! تمہیں کچھ فکر بھی ہے ؟ میری آنکھوں[1] میں خاک لڑکی جوان ہونے کو آئی اور تمنے آجتک اسکے نام کی کوڑی نہیں نکالی ۔ مجھے رات دن یہی ادھیڑ[2] بن رہتی ہے کہ الٰہی

[1] بڑی بی جی [1] چشم بد دور [2] فکر ۔ اندیشہ

ابھی جو اُسکی کہیں سے بات[1] آئے اور بیاہ ٹھیر جائے تو وقت کو وقت پر کیا کرو گی - برابر[2] کی بیٹی کو بٹھا بھی نہیں سکتی اور بٹھاؤں بھی تو کہاں تک آخر کوئی تو حد چاہیئے جہاں دو کپڑے اپنے واسطے بنائے وہاں ایک ایک جوڑا اُسکے واسطے بھی بناتے گئے - کبھی چار برتن ہی خرید کر ڈالدئے کبھی کوئی زیور ہی گھڑوا دیا - غرض تھوڑا ہی تھوڑا کرکے اتنا[3] ہوتا ہے اور وقت پر یہ چیزیں مفت برابر پڑتی ہیں ❊ تمہیں بھی اسکا سوچ[4] کرنا ضرور ہے روز کا خرچ تو چلا ہی جائیگا آگے پیچھے اسباب کا خیال رکھو اور بے فکر نہ بیٹھو ❊

خط[۱۳] بیگم[5]! تمہارا خط آیا - سچی سچی باتوں کا پورا پورا اثر پایا - ان باتوں کا سلیقہ عورتوں ہی کو خوب ہوتا ہے اور اب بھی میں جانتا ہوں تمنے کچھ نہ کچھ ضرور لگا رکھا ہوگا - تمہارا اٹکھرا[6] یا ایسا نہیں ہے کہ اس بات سے خالی ہو - تم اپنی گرہ میں رکھکر مجھے آزماتی ہو میں تمہیں آزماتا ہوں - اچھا مجھسے کیا مانگتی ہو مانگ لو - میں بھی ان باتوں میں عورتوں سے کم نہیں ہوں - اوّل دن سے اُسکے نام کا روپیہ مہاجن کے ہاں جمع کرتا جاتا ہوں آجتک بارہ سو کی ڈھیری ہو چکی ہے اگلے چاند میں اُسکی ہنڈوی بھیجدونگا جو کچھ چاہنا سو بنا بنوا کر ڈال رکھنا ❊ لو تمہارا اللہ حافظ

خط[۱۴] صاحب[8]! تمہارے لڑکے نے بڑا شور[9] اُٹھا رکھا ہے -

---

۱ نسبت - پیغام شادی ۲ جوان - بالغ ۳ بہت ۴ فکر - بندوبست ۵ اعلیٰ خاندان کی عورتوں کا خطاب ہے جیسے شہزادی - سیدانی - مغلانی - نواب زادی ۶ سلیقہ ۷ خاوند سے مخاطب ہوتی ہیں تو یہی لفظ کہتی ہیں ۸ سرکشی کرنا

اسے خدا کی سنوار ہو دو دو دن پڑھنے نہیں جاتا - کسی کی گھُرکی گھسکی کا
خوف نہیں مانتا - دن بھر گیڑیاں ہیں یا گلّی ڈنڈا ہے اور یہ ہے - دیکھئے
یہ کیا کرکے کھائے گا؟ اور تو کیا موا بھیک مانگتا - خاک چھانتا پھریگا
ماں کو تو اتنا نہیں سمجھتا جیسے اڑد پر سفیدی - جب دیکھو ہاتھوں میں
گیڑیاں ہیں اور لئے چلا آتا ہے - روٹی کھانے بیٹھا تو اندھے بگلے کی
طرح چار نوالے مارے اور دیوانوں باؤلوں کی طرح بکتا ہوا چلا گیا -
یوں تو اس کا سنورنا ایک امر محال ہے اور خدا کو سنوارتے کچھ
دیر بھی نہیں لگتی - دیکھو آپا امانی بیگم کا بیٹا کیسا بگڑا اٹھا جدھر نکلتا
تھا تھُڑی تھُڑی ہوتی تھی - انگلیاں اُٹھتی تھیں - اب خدا نے ایسا
کر دیا کہ تعریف کرتے ہوئے منہ سوکھتا ہے - مجھ کمبخت کا تو مارنے کو
ہاتھ بھی نہیں اٹھتا بہت جی جلتا ہے تو اپنے آپ کو کوسنے پیٹنے لگتی
ہوں وہ کھڑا ہوا تماشا دیکھا کرتا ہے یا ہنسا کرتا ہے - اس کے سجھاؤ
بھی نہیں کیا کہتے ہیں اور کسے کہتے ہیں - خدا کو مان کر کوئی جلا دُملا
گھر پہ بٹھا دو جو اس کی بوٹیاں اڑائے دم بھر اُکسنے نہ دے نہیں تو یہ
ہاتھ سے نکلا جاتا ہے - آج کو میرا دم ناک میں کرتا ہے کل کو تمہارے
چڑھے گا -

۳۲ بیوی صاحب! اس میں اس کا کچھ قصور نہیں جیسا تم
اٹھاؤ یا ویسا اٹھائے - اوّل ہی سے روک تھام کرتیں اور آنکھیں

---

۱ بجائے دعائے بد ۲ لفظ تحقیر ۳ آوارہ پھرنا ۴ دُر دُر چھٹ چھٹ ۵ انجد سوانا
۶ تعریف نہ ہو سکنا ۷ اسکو خبر بھی نہیں ۸ ادھیڑ خدا ۹ بے قابو ہونا ۱۰ ستانا
۱۱ گستاخ بنانا ۱۲ سدھانا ۱۳ ڈرانا ۔

دِکھاتیں تو کاہے کو یہ نوبت پہنچتی؟ تم نے اپنے لاڈ میں اُسے خراب کر دیا۔ ابھی تو گڑیاں کھیلتا ہے آگے جوا کھیلے گا کچہری[1] چڑھے گا۔ ایک میرا تمہارا کیا سارے کنبہ کا نام اُچھالے[2] گا۔ چاہیتی ماں کا کلونتا[3] بیٹا ہے۔ ہم کہتے نہ تھے کہ دیکھو اس کے پڑھانے میں کوشش کرو جوا نہ ہارو۔ سونے کا نوالہ کھلاؤ شیر کی آنکھ دیکھو۔ تم کہتی تھیں اُونھ کیا ہے بڑا ہوگا تو آپ ہی لکھ پڑھ لے گا۔ اب بھی گیلی لکڑی ہے کچھ نہیں گیا ہے جدھر چاہو موڑ سکتی ہو۔ میں تو اسے اپنے ساتھ رکھتا مگر تمہیں صبر کب آئے گا جب ناتا[4] اُچھلے گی اور یہ اس میں دُنیا جہان کے کام سے جاتا رہے گا۔ اِس کا جواب سوچ سمجھ کر لکھو تو کچھ بندوبست کروں۔

خط ۳۳۔ اچھی میری امّی[5]! مجھے ہنڈکلیا[6] پکانے کے واسطے ایک ننھی سی پتیلی۔ ایک چمچہ۔ ایک کفگیر۔ دو تشتریاں خرید کر بھیج دو۔ تم دیکھتی ہو مجھ بیتلی نے تو اپنی جماگی[7] جوڑ جوڑ کر تین چار روپے اکٹھے کئے ہیں اور میاں محمد علی کی آنکھوں[8] میں وہ بھی کھٹکتے ہیں۔ سو بی بی میں اُن سے چھپا کر تم کو روپے بھیجتی ہوں تم اُنہیں سنا کر میرے سر لڑائی نہ ٹلوانا وہ ابھی سے کہہ رہے ہیں کہ دیکھو تو کیا اچھی آتشبازی بک رہی ہے کہ میں تجھ سے کیا کہوں۔ بھئی تم تو پھلجھڑیاں اور مہتابیاں چھوڑنا جو ہاتھ بھی نہ جلے اور ہم پٹاخے چھچھوندریں۔ ہوائیاں چھوڑیں گے

---

[1] کچہری تک پہنچنا [2] بدنام کرنا [3] فخرِ خاندان گرمیاں طنزیہ ہے [4] محبت [5] ہڈی خالہ [6] بچّوں کے کھانے پکانے کا کھیل [7] بچّوں کا جیب خرچ جو جیتے سے پہینے یا جمعہ کے جمعہ ملتا ہے [8] ناگوار گذرنا ہو

تم بھی کہو گی کہ واہ میرا بھائی کیا خوب چھوڑتا ہے۔ بڑا ہم تو مردوے ہیں نا؟ لٹو کی آواز سے بھی نہیں ڈرنے کے تم تو ایک پٹاخے ہی کی آواز سے اُوئی کر کے بھاگ جاؤ گی۔ لاؤ اِسی بات پر ایک روپیہ تو دیدو ہم تمہیں چلتے چلتے تماشا دکھاتے جائیں"۔ بھلا بی مجھے اپنے روپے کھونے ہوں تو اِن کے ڈھکوسلوں میں آؤں اور اِنہیں دیدوں۔ نگوڑی ماما کی چھوکری اُدھر اُس کی ہاں[1] میں ہاں ملا کر میرے پیچھے جھاڑ لگا دیتی ہے میں بھی خوب جانتی ہوں اِن دونوں کی ٹلی[2] بھگلت ہے اُن کی آنکھوں[3] میں خاک تو دوں ہی نہیں اِن کے دیتے تو فقیر کو دیدوں اور اِن کو نہ دوں +

جواب ۳۴ اپنی اِمی کی پیاری دُلھن! تیرے واسطے اور ایک پتیلی۔ تیرے واسطے اور ایک چمچہ۔ تیرے واسطے اور ایک کفگیر۔ ہاں نہیں تیرے لئے ایک چھوڑ چار چار پتیلیاں۔ چار چار چمچے۔ چار چار کفگیریاں۔ چار چار تشتریاں خرید کر بھیجتی ہوں + بیٹی تیرے سلیقہ کو شاباش[5] ہے کہ تُو نے اپنا حلق[6] کاٹ کے تین چار روپے سینت[7] رکھے تیرا ہر ایک چیز کا جُگا جُگا کر رکھنا مجھے اوّل دِن سے بھاتا ہے جس گھر میں ایسی سُگھڑ جائے گی اُس کے بھاگ کھل جائیں گے + تمہاری جماگی کے روپے تمہیں کو مبارک رہیں اُن کی میری طرف سے ہنڈکلیا پکاؤ اور اپنی سہیلیوں کو بٹھا کر خوب کھلاؤ محمد علی تو ایک بلّا[9] چھوکرا ہے تم اُس کی باتوں پر کیوں جاؤ؟ مجھے اُس کا ڈر نہیں ہے جو کوئی

[1] شریک الرائے ہونا [2] کانٹے چپٹانا [3] سازش [4] خاک بھی نہ دوں [5] شاباش۔ آفریں [6] کھانے سے بچائے [7] جوڑ رکھے [8] جوڑ جوڑ کر رکھنا [9] بیوقوف

چیز چپرا اچھا پاکر بھیجوں ۔ لو خدا حافظ۔

دُوسری فصل

(بہنوں بہنوں کے خط اور اُن کے جواب)

خط ۳۵ - آپا جان! میرے پاس تمہاری نشانی ابتک امنت[1] رکھی ہے ۔ کہیں سے اتنا گوکھرو نہیں جُڑتا جو اپنی اوڑھنی پر ٹانک کر نیک[2] لگاؤں ۔ اماں سے کہتی ہوں تو وہ اُور خفا ہوتی ہیں کہ میں آپ کوڑی کوڑی کو حیران ہو رہی ہوں لڑکی کو گوکھرو کی پڑ رہی ہے ۔ ابا جان سے اس تنگی میں مُنہ نہیں پڑتا جو کچھ مانگوں - یہ تو میں جانتی ہوں کہ اللہ انھیں جیتا رکھے میری بات نہیں ٹالیں گے اگر نہ بھی ہوگا تو قرض وام ہی کرکے لادیں گے مگر آنکھوں دیکھتے اندھا نہیں بنا جاتا - بی تم نے ٹھپہ دیا ہے تو گوکھرو بھی دو جو ٹانک ٹونک کر اپنی جان کو نیگ لگاؤں نہیں تو اب چار دن کو برسات آتی ہے نگوڑا ماندہ[3] ہو کر جی سے اُتر جائے گا پھر تمہارا ٹھپہ تمہیں کو بھیجدوں گی میرے کس کام آئے گا ۔

جواب ۳۶ بوا مجھے کیا خبر تھی کہ تم نے وہ نگوڑا ٹھپہ اب تک سینت رکھا ہے اگر میں جانتی تو کبھی کا تمہارے بہنوئی سے منگا کر بھیجدیتی اب تم نے لکھا ہے سو وہ بازار نکلیں تو منگادوں تم شوق سے اپنی جان کو لگاؤ پہنو اوڑھو گھِس[4] کر اُترے - آنکھوں[5] کہ کلیجے ٹھنڈک[6] اور جو کچھ چاہئے ہو وہ

---

[1] اصل بامانت تھا اُس سے امانت ہوا پھر امنت ہوگیا - [2] جوڑ کا ڈب [3] کام میں لانا - [4] ہباو ندپڑنا [5] بے رونق - [6] تدعم [7] چشم بار وشن دِل ماشاد

بھی لکھ بھیجو کہ اپنو ساتھ کی ساتھ خرید کر بھیج سکتی ہوں ❖

خط ۲۲ آپا بی تمہیں اپنی بہو کا نوماسہ مبارک ہو میں نے بہتیرا چاہا کہ کسی طرح اُس میں شریک ہوں پر کیا کروں کچھ لوہا کھوٹا کچھ لوہا نہ تو اتنا وقت تھا کہ خط دیکھتے ہی سوار ہوتی اور نوماسہ تک پہنچ جاتی اور نہ آج کل ہمارے دولہا میاں کا مزاج سامان میں تھا جو ان سے اجازت مانگتی۔ آج چار دن سے آپ ہی آپ بگڑے بیٹھے ہیں جب باہر سے آتے ہیں تو اٹوائی کھٹوائی لیکر الگ جا پڑتے ہیں دیکھئے یہ جن کس دن اُترتا ہے۔ خدا کرے تمہاری بہو جلد ہی اپنے ہاتھ پاؤں سے چھوٹ جائے اور اصل خیر سے پلنگ کو لات مار کر کھڑی ہو۔ انشاءاللہ چھٹی تک میں بھی چلی آؤنگی جس دن بال بچہ ہو مجھے تُرت خبر کرنا میں یہیں سے بیٹھی بیٹھی دعائیں مانگ رہی ہوں کہ الٰہی جیتا جاگتا بیٹا ہو! لو اللہ نگہبان ❖

جواب بُوا تمہیں بھی اپنی بھانج بہو کا نوماسہ مبارک۔ مجھے تو پیچے اٹھواڑوں گزر گئے تھے وقت پر نہ پہنچے تو میں کیا کروں؟ ... میں میرا قصور ہو تو پلّے باندھو میں تو تمہارے آنے کی ... میاں کر رہی تھی کہ اب بی عمدہ ریل سے اترتی ہیں اب کوئی ... کہار پکارتی ہیں کہ "سواری اُتروالو" تم وہاں سے چلی ہو تو آؤ۔ ... ہار آکر کیا کریں۔ خانم صاحب تمہارے میاں کا مزاج خفقانی ... اُن سے ڈرتی رہتا پٹھان کا پوت گھڑی میں اولیا گھڑی میں ...

... دنوں سے جو نو دن گذر جاتی ہیں گود بھری جاتی ہے اُسے نوماسہ کی تقریب کہتے ہیں۔

... درست ۵ غمزدہ ہو کر ۵ غصہ ۵ فراغت پانا ۵ تندرست اٹھنا ۵ ذمہ ڈالنا

بھوت۔ ایسے لوگوں کو انہیں کے مزاج پر چھوڑ دیتے ہیں۔ تم اُن کی کسی بات میں نہ بول اُٹھا کرو ہاں میں ہاں ملانے سے کام رکھو۔ تمہیں ساری عمر اسی رسّی سے گردن گھسنی ہے جہانتک ہوسکے زبان سے اُف نہ نکالو نہیں تو سسرال بھر میں انگشت نما ہو جاؤ گی جس دن لڑکا بالا ہو گا تمہیں تاریں خیر دونگی اکیلی راہ نہ دکھانا فقط

خط ۳۹ آ ہا آپا! خیر وصلاح؟ تمہارے بچّے تو اچھے ہیں؟ تم تو اچھی ہو؟ بھائی گھر میں ہیں یا کہیں سدھارے۔ مجھے تو اماں جان کے مرنے سے دق کا لگ گیا آپ ہی آپ دل بیٹھا جاتا ہے کچھ ایسا حال ہو گیا ہے کہ گھڑیوں اور پہروں غفلت میں پڑی رہتی ہوں دن ہے تو اُن کا خیال ہے رات ہے تو اُنکا دھیان ہے ہر وقت اُن کی صورت آنکھوں میں پھرتی ہے خدا اُن بہشتن کی ارواح اُدھر ہی رکھے جہاں کوئی بات یاد آئی اور کلیجہ پر ایک گھونسا لگ گیا۔ کبھی تو خواب میں دیکھتی ہوں سفید برّاق پوشاک پہنے کھڑی ہیں اور سمجھا رہی ہیں کہ بیٹی یہ دن سب کے واسطے ہے تو کیوں اپنی جان گھلائے دیتی ہے کبھی دیکھتی ہوں کہ نماز کی چوکی پر بیٹھی ہیں اور یہ کہکر جگا رہی ہیں "اٹھو بنّو! اٹھو بیوی! صاحبزادی اٹھو۔ لڑکی اٹھو۔ ابلو چڑیاں بولنے لگیں نماز بھی پڑھو گی یا نہیں؟ منہہ ہاتھ بھی دھوؤ گی یا نہیں؟ جب آنکھ کھلجاتی ہے تو پھر وہی غم چھاتی کا جم آن موجود ہوتا ہے بہتیرا ٹالتی ہوں کسی ڈھب نہیں ٹلتا ہے

۱؎ دم نہ مارنا ۲؎ انگشت نما ہونا ۳؎ خیر وصلاح۔ خیر وعافیت ۴؎ تشریف لیجانا ۵؎ دق کا مرض ہونا ۶؎ غفلت ۷؎ وہم سی کہتی ہیں تاکہ خواب میں نہ آئیں ۸؎ صدمہ پہنچنا ۹؎ گرانِ خاطر۔ بارِ دل۔ ملک الموت

ارادہ ہے کہ دو چار دن کو پھپھی جان کے ہاں چلی جاؤں وہاں چار آدمیوں کی صورت دیکھکر دل بھی بہلے گا اور رنج بھی کٹیگا آگے جو تمہاری صلاح ہو وہ کروں +

جواب ہاں بہن! خیر صلا خیر عافیت بچے دعا کرتے ہیں ہیں بھی اسکی جناب میں شکرانہ بھیجتی ہوں - میاں تو آج آٹھ آٹھ دن سے جھجم ہیں - اے بہن مرنے والی تو مر گئیں اب تم رنج پر رنج کھا کھا کر اپنی جان کیوں ہلکان کرتی ہو؟ آخر میں بھی اسی ماں کی بیٹی ہوں کیا میرے دل پر سانپ نہیں لوٹتا؟ کیا مجھے ماں کی مامتا نہیں ہے؟ سب کچھ ہے - پر آدمی کو چاہیئے کہ ذرا دل پر بھی قابو رکھے اگر اتنا بھی نہ ہو تو چار دن میں کوتر اکر مرجائے پھر یہ چھوٹے چھوٹے بچے کسکا منہہ دیکھتے پھریں - وہ بڑی خوش نصیب تھیں جو ہمیں تمہیں چھوڑ کر مریں + میری صلاح بھی یہی ہے کہ تم ضرور ضرور دو چار دن کو واسطے میرے پاس چلی آؤ یا پھپھی جان کے ہاں چلی جاؤ - نہیں تو اس غم میں تمہارا ابرا لکھا ہو جائیگا اور جو کوئی بیماری لگ گئی تو لینے کے دینے پڑ جائینگے

خط ۱۴ اچھی آپا کوئی میرا کلیجہ مسوسے لیتا ہے کیا کروں کدھر جاؤں کس سے کہوں کسے سناؤں ایک آگ ہے کہ تمام تن بدن کو پھلسے دیتی ہے پچیس برس کی عمر میں خدا خدا کر کے ناک رگڑ کر ایک چھوٹنرا دیکھا تھا آج اللہ میاں نے اسکو بھی اٹھا لیا کل تک تو اماں اماں کرتا

ل نہیں ہیں ۲ برباد - ہلاک ۳ ملولا آنا - صدمہ گزرنا ۴ محبت ۵ دیوانہ ہو کر ۶ حال - درجہ ۷ حال دگرگوں ہونا - جان پر آبننا ۸ دل مروڑنا ۹ جلانا پھونکنا ۱۰ بمشکل تمام ۱۱ بعجز دعائیں مانگ کر ۱۲ بچہ ۱۳ بلا لیا

بچھڑا اسا کو دیتا پھرتا تھا بڑی فجر کو رات[1] والا کیا اور قبر کی گود میں جا سویا۔ ہائے میں تو یہ جانتی تھی کہ وہ مجکو جا کر رکھیگا[2] ہائے میں کیا کروں میرے کلیجہ میں آگ لگ رہی ہے۔ ہائے میرے لال تجھے کیا کہکر روؤں! ہائے میرے گودیوں کر چڑھنے والے تجھے کیا کہکر پیٹوں[4]! ہائے اللہ نے میری اتنے دنوں کی محنت لے لی۔ ہائے میں کیا جانتی تھی میرے لال کہ تم مجکو چھوڑکر چلے جاؤ گے۔ کیا تو گودی میں بھی نہیں سوتے تھے اب مٹّی میں جا سوؤ گے۔ کیا تو تکیوں پر سے سر پھینک پھینک دیتے تھے اب پتھروں سے بھی انکار نہ ہوگا۔ کیا تو زمین پر پاؤں نہیں رکھتے تھے اب بچھونا بھی چھوڑ دیا۔ ہائے ایسے رُوٹھے کہ دنیا کے پردے سے اُٹھ گئے! ہائے میرے لال ایک دفعہ تو چھاتی سے آنکر اور لگجا۔ ہائے میرے سیاں[5] تمنے جنگل[6] آباد کر لیا۔ ہائے میرے میاں نے مجھے نہ بُلا لیا۔ ارے میرے لال تو مجھے چھوڑ کر کہاں چلا گیا ہائے اب امّاں امّاں کرتا کون آئیگا۔ ہائے اب کسکے لئے چیز لگا کر رکھونگی۔ ہائے یہ لال لال کپڑے پہنکر کسکا لال[9] خوش ہوگا۔ ہائے اب کونے میں کھڑا ہوکر کون کہیگا کہ امّاں تا[10]! ہائے اب کون میرے ہاتھ میں مٹھائی دیکھکر کہیگا کہ امّاں ہمیں! اچھے ننّے مُنّہ سے تو بول۔ اچھے ننّے آنکھیں تو کھول۔ اچھے دیکھ تو سہی یہ کون دُکھیا[11] رو رہی ہے اچھے پہلے تو تو مجھے روتا

---

[1] ہیضہ [2] دفن کرنا [3] پیارے [4] ماتم کرنا [5] بیٹے [6] جنگل میں بسنا مراد از قبرستان [7] پروردگار [8] مٹھائی [9] بیٹا [10] ایک لفظ ہے جو چھوٹے بچے کسی چیز کی اوٹ میں کھڑے ہوکر مُنہ نکال کر کہا کرتے ہیں یعنی دیکھو ہم کہاں ہیں [11] مصیبت زدہ

دیکھکر آنسو[1] پونچھا کرتا تھا اب ایسا کڑا[2] ہو گیا کہ تیری کان[3] پر جوں نہیں چلتی
ہائے غضب ہائے غضب کوئی بھی اپنا نہیں - آپا مجھ پر تو بڑی بن گئی دن بھر
اُس سے دل بہلا کرتا تھا اب دیکھئے میرا کیا درجہ[4] ہوتا ہے اگر اُسی کوستی
تھی تو اوپری دل سے کوستی تھی اور جو مارتی تھی تو پولے پولے ہاتھوں
سے مارتی تھی اور دن کی طرح دُھواں دُھوں نہیں نکلتی تھی - مینے پانچ
برس خدمت کی اور پھر کچھ نہ دیکھا - خیر خدا کو میری محنت پسند نہ ہوئی
اُسکی امانت تھی لے لی اس میں کمکا زور ہے صبر اور شکر کے سوا
کچھ نہیں بن پڑتا +

جواب ۴۲ بوا نور و زہی بیگم! مجھے بھی تیری بیٹے کے مرنے کا بڑا ہی قلق
ہے پانچ برس کی جان دُنیا جہان کی باتیں کرتا تھا آگے موٹا تازہ خوبصورت
بھی ویسا ہی تھا اسکا خالہ[5] اماں تھا لہ اماں کہکر پکارنا ایسا پیارا لگتا
تھا کہ میں تم سے کیا کہوں - جانہار[6] بچے ایسے ہی ہوا کرتے ہیں - یہ داغ
وہ ہے کہ خدا دشمن کو بھی نہ دے - میں اسی دن کو پیٹتی[7] تھی کہ
دیکھ بوا آٹھوں پہر کا کوسنا اچھا نہیں ہوتا خدا جانے کوئی گھڑی کیسی ہے
کوئی کیسی ہے پر تیری ذرا بھاویں نہیں تھا - ہمنے تو جب سُنا اِس
جل گئی زبان سے یہی سُنا اِی ہوئی جوانہ[8] مرگ ای ہوئی غارتی[9] - ای
ہوئی جائیا[10] - ای ستیاناس گئے ای جانہار تو دنیا کنے پر دے سے اجڑ جائے
تجھے ڈھائی[11] گھڑی کی موت آجائے کسی کی آہی[12] تجھے لگ جائے تیرا جنازہ

---

[1] تسلی دینا [2] سخت سینگیں دل [3] خبر نہونا [4] حال [5] خالہ اماں [6] مرنے والے [7] صدمہ [8] منع کرتے تھے - یہی روز بد پیش نظر تھا [9] دعا کہ جوان مرگ [10] غارت ہو کر قابل [11] مرنے جو کاملہ پہر بھر کے اندر مرجائے [12] موت

دیکھوں - تیرا مردہ دیکھوں - تجھ کو پیٹوں - الٰہی تو جل جائے - الٰہی تو اپنی جوانی کا سُکھ نہ دیکھے + غرض کہاں تک کہوں صبح اٹھکر یہی وظیفہ تھا اب تمھیں ہو کہ سر پیٹ ہاتھ دھر کر روتی ہو - کرتا تو سب کچھ خدا ہے پر آدمی کو ہزار طرح کی وہم گذرتی ہیں چلو اب صبر کرو اللہ رکھو جان جوان ہو ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے - خدا میاں کو زندہ رکھے اور بہتیرے بچے ہونگے مگر وہ جو کہتے ہیں سہاگن کا بچہ بچھواڑے کھیلتا ہے وہ یہی تو بات ہے خدا کی درگاہ میں شکر کرو اور صبر ہی ہو بیٹھو رونے دھونے سے کچھ نہیں ہوتا - قیامت کے دن یہی بچہ تمہیں بخشوائیگا اور اپنے ساتھ جنت میں لیکر جائیگا فقط الٰہی تو اپنی خدائی کا صدقہ میری بہن کو صبر دے اور اسکا دل ٹھکانے لگا +

خط ۴۴ آپا جان! تم تو آتی کی آتی ہی رہیں اور میں اپنی بھاوج کو جننے میں ہو بھی آئی لگاتار سات دن تک گانا بجانا رہا - اُن کے ہاں کی عورتیں سب کی سب ملنسار اور تمیزدار تو معلوم ہوتی ہیں - مگر پھر بھی بنیا کی بُو پائی جاتی ہے - اللہ زیادہ کرے روپیہ پیسہ تو انبار ون ہے پر ہوا دل نہیں پیسہ کی جگہ دھیلا اٹھاتی ہیں اور اس میں سے بھی بنے تو دو چار کوڑیاں بچا رکھنے کا ارادہ رکھتی ہیں - پانچ دن پانوں کی وہ رِلوں بِلوں رہی کہ زردا ہے تو چھالیہ نہیں - اور چھالیہ ہے تو کتھا نہیں + ہاں چھٹی کے دن دل کھول کر پیسہ اُٹھایا سو وہ بھی سمدھیانہ والوں کو دکھانے کو - آج کے دن مجلس بھی اچھی جمع ہوئی لوگ بھی

---

۱ کمال افسوس کرنا ۲ مخلوق ۳ گنوارپن ۴ بہت بے شمار ۵ حوصلہ ۶ ہانک پکار - کمی ۷ بخوبی - فراخ حوصلگی سے

ڈور ڈور سے آئی ہیجڑوں چونڑوالیوں۔ ڈومنیوں کا شمار نہ تھا۔
باہر ہیجڑے تالی پیٹ رہے تھے گھر میں ڈومنیاں اور چونڑے والیاں[1]
تھئی تھئی[2] کر رہی تھیں زچہ کے میکے سے چھٹی[3] بھی اچھی آئی۔ بچّے کو کئی کئی
جوڑے۔ رضائیاں پوتڑے۔ سوزنیاں۔ دوہریں۔ زچہ کو جوڑا زچہ کے
میاں کو جوڑا۔ دو سو روپیہ کا گوشوارہ[4] زچہ کے سر باندھنے کو اور سو روپیہ
کی پٹی[5] بچّے کے سر کو۔ گہنا بھی ہزار پانسو روپے سے کم نہ تھا۔ چاندی
کے چھنے بٹے۔ چاندی کی چسنی۔ چاندی کے جھنجھنے۔ ایک پنگورا ایک
پلنگڑی۔ مرغیاں مرغیوں کے ٹاپے۔ کوئی آٹھ دس گھی کے ہنڈے۔
منوں موٹھ منوں چاول غرض سب چیزیں تھیں۔ جس وقت زچہ
چھٹی نہا اُن پٹیوں کو اپنے اور بچّے کے سر سے باندھ کر دودھ پلانے
بیٹھی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی رانی مہارانی یا کسی ملک کی
شہزادی بیٹھی ہے۔ جب تارے[6] دکھانیکا وقت آیا تو میں پڑ کر سو گئی۔
سات دن کو دیکھو اور سونے کو دیکھو کب تک نہ سوتی کمر سیدھی
کرنے کی تو فرصت تھی ہی نہیں کہاں کہ اپنی نیند سونا اور اپنی
نیند اُٹھنا۔ ہاں یہ تو میں کہنا بھول ہی گئی کہ اِن پانچ دنوں میں
اُن کے کنبے والوں نے خوب خوب چچا گیریاں گائیں اور عجب عجب
سانگ بھرے ٭

---

[1] ایک طرح کی ڈومنیاں ہوتی ہیں [2] ناچ گا رہی تھیں [3] وہ چیزیں جو بچّہ کے لئے زچہ کے میکے سے آتی ہیں [4] زرّین گوشوارہ [5] کھانچہ [6] ایک زنانہ رسم ہے کہ چھٹی کے دن زچہ کے ادھر اُدھر دو تلواریں ننگی کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اُسے آسمان کے تارے دکھاتے ہیں جس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ آج سب بلائیں ٹل گئیں بچّہ بچ جانے گیت

جواب ۴۳ تو میرا آنا اس سبب سے نہیں ہوا کہ ایکا ایکی خدیا ساس کے دشمنوں کی طبیعت ماندی ہو گئی تھی لیٹر کر دینے پڑ گئی تھی خدا خدا کر کے اب آرام کی صورت دیکھی ہے چلو تم چھٹی دیکھ آئیں گویا میں نے ہی دیکھ لی جتنی باتیں تم نے لکھی ہیں مجھے تو شاید یاد بھی نہ رہتیں اور لکھنا تو کیسا؟ اگر وہ بچا گیریاں تمہیں یاد رہی ہوں تو مجھے بھی لکھ بھیجو تمہاری بھانجیوں کو انکے سننے اور یاد کرنے کا بڑا ارمان ہے لو اللہ حافظ

جواب ۴۳ کا جواب آپا! مجھے وہ ساری گیت تو یاد نہیں رہے مگر ہاں دو ایک یاد ہیں دیکھو اُن کا سرا یاد کر لوں تو لکھوں ایلو پہلا گیت تو یاد آ گیا شاید لکھتے لکھتے اور بھی یاد آ جائیں — لو میری بھانجیو سنو!

جچا گیریاں

۱ آج جنم لیا میری راج دلاری نے پالنا بناؤنگی — ری (پالنا)
گھی کھچڑی بھیجی بابل جب رنگ سگھڑ جچا کو میں مار کھاؤنگی — ری (پالنا)

ایضاً

۲ جچا نے چاہے ہیں پان کہ چادر پیک بھری — ایلی کی چادر پیک بھری
اندر رہیں سلطان کہ باہر فوج کھڑی — ″
نکل پڑی سلطان نقاروں چوب دھری ″
بن کھانڈی تلوار جچا میری خوب لڑی — ″

ایضاً

۳ ایلیلے مجھے درد دیا — سانولیا نے مجھے درد دیا — پاتلیا نے مجھے درد دیا

ل۱ اچانک — دفعۃً ل۲ علیل ل۳ ماندی ہو گئی تھی

جائے کہولڑکے کے باوا سے اُونچی نوبت دھراؤرے - البیلے نے مجھے درد دیا-
جائے کہولڑکے کے نانا سے رنگ بھری کھچڑی لاورے - "
جائے کہولڑکے کے ماموں سے ہنسلی کڑے لاؤرے - "
جائے کہولڑکے کی خالہ سے کرتے ٹوپی لاؤرے - "
جائے کہولڑکے کے باوا سے بھانڈ بھگتی نچاؤرے - البیلے نے مجھے درد دیا

ایضاً

۴- بیرن بھیا ہیں تیری ماں کی جائی - ہولر سنکر بدھاوا لیکر آئی (بیرن) چھاتی دُھلائی کٹوری لُونگی- تو لٹ دُھلائی روپیا- پاؤں دُھلن کو چیری لُونگی تو خصم چڑھن کو گھوڑا- (بیرن بھیّا) بس بُوا اسی طرح کے اور بہت سے بڑے بڑے گیت تھے میرا جیتیا تو اتنا بھی نہیں کہ دس پانچ یاد کرلیتی- فقط-

خط ۴۶ - واہ واہ بُوا صدرحمت! تمہیں یہی چاہیئے- مجھے اپنی بلا[1] میں پھنسا کر آپ بے فکری سے اماں جان کے ہاں جا بیٹھیں- ایک تمہیں تو اپنی عاقبت[2] سنوار وگی مجھے خدا کو تھوڑا ہی منہ دکھانا ہے؟ بس بُوا خدا کو مانکر جلدی آؤ- اور اپنے گھر گھروا ے کو سنبھالو- مجھ سے کسی کے گھر میں نہیں بیٹھا جاتا- اس اخیر وقت میں بھی اُن سے نہ ملوں گی تو کیا قیامت میں ملونگی؟ میں آؤں تو مہاجن کے پاس سے اُن کا جمع کیا ہوا روپیہ نکالکر قرض خواہوں کو چکا دوں اگر کل کلاں کو خدا نکرے اُنکی آنکھ بند[3] ہوگئی اور مہاجن مکر گیا تو قیامت میں قرض خواہ میری ماں کی بوٹیاں کاٹینگے[4] تمہارا کیا جائیگا تمہیں تو دین دُنیا[5] کی کچھ بھی خبر نہیں اللہ کے جی ہو تم کیا جانو کیا ہوتا ہی اور کیا ہوگا

[1] اولاد [2] نیک کام کرنا [3] انتقال ہونا [4] انکار کرنا [4] یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص کسی کا قرض ادا کرکے نہیں مرتا تو عاقبت میں اُسکی عوض اُسکی بوٹیاں کاٹی جاتی ہیں [5] دُنیا و مافیہا سے بیخبر- بھولے آدمی

جواب ۴۳ - اللہ بی فیروزی دنیا کے لہو[1] ایسے سفید ہو گئے کہ تم پہرے دو دن بھی رہنے میں اتنی بے رخ ہوئیں اچھا بوا تمہیں وہاں رہنا بھاری[2] ہے تو میرے بچوں کو خدا پر چھوڑ کر چلی آؤ مجھ سے تو اماں جان کو اس حال میں چھوڑ کر نہیں آیا جاتا گھڑی ساعت[3] کی مہمان ہیں ہچکی لگ رہی ہے - میں تمہاری عاقبت کیوں خراب کرنے لگی ہوں آؤ تمہیں آکر انہیں خدا سے[4] ملاؤ - مہاجن سے حساب لو قرضخواہوں کو چکاؤ - بوا تم کچھ[5] اور گمان نکرو مجھے انکی کوڑی کوڑی الٰہی[6] مہر ہے میں اللہ کی مست ہوں تو آپ کو ہوں اور تنگ دست ہوں تو آپ کو ہوں - بس تمہیں بھی دیکھ لیا + فقط +

جواب ۴۴ - بوا اپنے احمد علی کو تمہاری خاطر سے بھیجتی ہوں دیکھنا میرا اللہ آمین[7] کا ایک بچہ ہے اندھیرے اجالے نہ نکلنے دینا اسکی ماما[8] بھی ساتھ آتی ہے تم اپنے ننگہ[9] کو دوسرے تیسرے خیر صلا لیکر بھیجتی رہنا اور میں اسکے کوکا[10] کو دن میں ایک دفعہ بھیجا کروں گی - یہ بھی[11] شام سے سوتا ہے اور منہہ اندھیرے اٹھکر چیز بتی[12] کی دھوم ڈالتا ہے - کھاتا تو کیا ہے کچھ چڑیوں کو کھلاتا ہے کچھ کھنڈاتا[13] ہے اپنا جی بہلا لیتا ہے - حلوا سوہن[14] کی ٹکیاں اسکے ساتھ کئے دیتی ہوں اچھی تمہیں میرے سر کی قسم ہے احمد علی کو اپنی جان کے برابر رکھنا ذرا آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دینا میرا دل اسی میں پڑا رہیگا +

---

[1] محبت نہ رہنا [2] دو بھر مشکل - ناگوار [3] بھلائی کرنا - دین میں سرخرو کرنا [4] امانت - واجب الادا [5] ناز پروردہ - بچہ کن کا اسکی تحقیق ارمغان دہلی میں دیکھو [6] بچہ پالنے والی عورت [7] ترکی میں انگہ جیسے باپ آیا ہے مگر اہل قلعہ دودھ پلانے والی کے خاوند کو کہتے ہیں جو باپ کی بجائے خیال کیا جاتا ہے [8] دودھ پلانے والی کا بیٹا یا بیٹی [9] سر شام [10] شیر چینی - مٹھائی [11] بکھیرنا - پھیکنا -

جواب ۹۴ — بہن! میاں احمد علی نانی کی گودی پر چڑھے ہوئے میرے گھر میں دَرّانہ گھسے چلے آئے۔ میں نے کہا مردُوے تُو آواز دیکر نہیں آتا؟ دیکھ تو چھپنے والے بیٹھے ہیں اور تُو مُنہہ اُٹھائے چلا آتا ہے؟ تو کہنے لگا اچھا بی اب مُنہہ دھانپ لُوں میںنے کہا ہاں ڈھانک لے تو دیکھنا اُسنے آنکھیں تو بند نہ کیں فقط مُنہہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ میں نے کہا واہ واہ تم بھی خوب ہو یُونہی مُنہہ ڈھانکا کرتے ہو سنگے؟ تو بولا اچھا اناں ہیں تو اسی طرح مُنہہ جانتا ہُوں کیا آنکھوں پر تو بھی مُنہہ چھپتے ہیں؟ اِلیو میں تمہارے مُنہہ میں چھپ ری دیتا ہوں بھلا تم آنکھوں سے مُنہہ سے کہتا تو جاؤ تُم لو مُجھ سے اِسکا کچھ جواب نہ بن پڑا اپنا سا مُنہہ لیکر رہ گئی۔ ماشاء اللہ خُدا اِسکی عُمر دے ابھی سے بڑوں کے کان کاٹتا ہے۔ ایک گلہ یہ کیا موقوف ہے کوئی نہ کوئی آدمی روز تمہارے پاس خبر لیکر پہنچے گا آدمیوں کا اُوڑا نہیں پڑا ہے۔ چار پیسے ڈولی پر تو مکان ہی ہے ایسا کچھ دُور بھی نہیں جو کسیکو اَلکسی آئیگی وہ میرا کلیجہ ہے میں اُسے اپنی جان سے عزیز سمجھتی ہوں تم اِس بات سے بیفکر رہو یہاں آتے ہی بچّوں میں اُسکا دل لگ گیا۔ اے دیکھو وہ جھا جو کڑی میچاتا پھرتا ہے کیوں احمد علی تیری ماں کو کہلا بھیجوں کہ اِسنے سارا گھر سر پر اُٹھا رکھا ہے ایسا چُنچلا ہے کہ کان پڑی آواز نہیں سُنائی دیتی۔ وہ ہو جی میلی اماں تو مجھے ایسا جانتی ہی نہیں۔ تمہارے رہنے سے کیا ہوتا ہے" + بوا مُجھے اِس بات کا بڑا گلہ ہے کہ تمنے میرے گھر کو اپنا گھر نہ سمجھا۔ بھلا موئے حلوا سوہن کی بھی کچھ حقیقت تھی کہ اِسکی ٹکیاں بھی ساتھ کردیں خیر کیا مضائقہ ہے اپنا اپنا وقت ہے

لہ بے محابا! لہ شرمندہ ہوجانا لہ بات کرنا لہ قحط۔ کال لہ کود مچانا لہ شور وغل مچانا لہ باپ

ہے اور اپنی اپنی بات ۔

خط ۵۰ اے[1] بوا پانچ برس پیچھے میرا سید جانی آیا اُسے دیکھ کر جان میں جان آگئی[2] گویا سوکھے دھانوں پانی پڑا مجھے کب اُمید تھی کہ میں اپنی زندگی میں اُسے دیکھوں گی پر اُس کی خدائی[3] سے کچھ دُور نہ تھا اب میں اُس کے آنے کی شادی کرتی ہوں ۔ پرسوں پیر دیدار[4] کا گونڈا کرونگی[5] تم بھی اپنے بال بچوں کو لیکر چلے آؤ اور بھانجے سے ملجاؤ پھر وہ کہاں اور تم کہاں تمہیں پوچھتا بھی تھا کہ خالہ اماں اور اُن کے بچے تو اچھے ہیں؟ میں نے کہا ہاں میاں سب تندرست ہیں ۔ وہ بھی تمہارے دیکھنے کو پھڑکتی[6] ہیں ۔ بوا خوشی ہوئی نہ ہوئی برابر ہے کُلّہم دو اٹھواڑے رہے گا ۔ اس کا فرنگی بڑا خلل ہے دم بھر کی چھوٹ نہیں دیتا بھلا اس میں کیا جی بھر کر صورت دیکھوں گی خیر مامتا[7] نہ مانے گی تو ساتھ ہی چلی جاؤں گی کیا ہوا[8] دو چار مہینے لدھیانے رہکر چلی آؤں گی ۔

جواب ۵۱ آپا میرے بھانجے کا آنا تمہیں مبارک اور مجھے سلامت کیا کروں شام ہوگئی دونوں وقت ملنے لگے نہیں تو ابھی ڈولی منگا کر چلی آتی میرا جی خود اپنے بھانجے کے دیکھنے کو لوٹتا[9] ہے دیکھئے اس خوشی میں رات کیونکر کٹتی ہے ۔ تم نے دیکھا ؟ اب بھی بدن[10] پر بوٹی چڑھی یا ویسا ہی دھان پان[11] ہے ۔ چلو[12] خدا نے تمہاری اُمید پوری

---

۱ آگاہی کا کلمہ ہے ۲ تسلی ہونا ۳ قدرت نشان ۴ عورتوں کا ایک فرضی ولی ہے مگر درحقیقت جامع المتفرقین کو کہنا چاہیے ۵ نیاز ۶ مشتاق دیدار ہونا ۷ محبت ۸ کیا ڈر ہے ۔ کیا بڑی بات ہے ۹ ترستا ہے ۱۰ موٹا تازہ ہونا ۱۱ دبلا پتلا ۱۲ حرف تردید یعنے ان باتوں کو چھوڑو ۔

کردی اُس کی درگاہ میں شکرانہ بھیجو اور اب اِس کا کوئی اچھا سا گھر[1] دیکھکر کہیں ٹھکانا[2] کردو۔ صاحب نِسا جلیبیوں کا گونڈا۔ صدقے کے ٹکے۔ تیل ماش کا خوان لیکر آتی ہے اسے رات کو وہیں ٹھیرانا اور میری طرف سے اپنے سیّد کی چٹ چٹ اُوپر تلے[3] بلائیں لینا دِن نکلے تو میں بھی سواری منگا کر آن اُتروں ٭

خط ۵۲۔ لو[4] لو! اور سنو! بی خانم جان نے کیا اُشقلا[5] اُٹھایا ہے کہ یہ شام ہوئی اور خالہ اماں کے بچوں کو کوسنے بیٹھ گئیں بھلا بوا غضبِ خدا میرا اُن کا باپ مارے کا بیر تھا یا ملک ملکات کا جھگڑا تھا یا اُن کے معصوموں نے میرا کچھ بگاڑا تھا جو میں کوستی؟ پہلے اپنی چھاتی[6] پر ہاتھ رکھ لوں تو کسی کے بچوں کو کوسوں اِس تنک[7] چھری نے تو خوب بیرا کھیری پر کمر باندھ رکھی ہے۔ اچھی تمہارے قربان جاؤں تم اُنکے دل سے یہ بات دھوڈالنا نہیں تو خالہ بھانجیوں میں خدا[8] واسطے کا بیر پڑ جائیگا اور اِس بہتان اُٹھانے والی سے تو خدا سمجھے گا ٭

خط ۵۳۔ بہن! تم خانم جان کی باتوں پر نہ جاؤ ٹڑا[9] بھونکنے دو وہ انہیں باتوں سے سب میں اُتو اُتو[10] ہو رہی ہے اِس کی جان پر غضب ٹوٹے اِس نے کس کس پر تو تیا طوفان[11] نہیں جوڑا وہ تو کوئی اسے منہ نہیں لگاتا نہیں تو یہ وہ غضبن ہے کہ ایک طوفان[12] روز کھڑا کرے اوّل تو خالہ اماں کے

---

۱ خاندان ۲ شادی کرنا ۳ تواتر لگاتار ۴ حرفِ خطاب ۵ بہتان ۶ اپنا سا دل اور کا سمجھنا ۷ محبت کی جڑ کاٹنے والی۔ لڑائی کرا دینے والی ۸ بغض بلا ناحق کی دشمنی ۹ ایک بے پروائی کا لفظ ہے ۱۰ نکو ہونا۔ بدنام اور بُرا ہونا ۱۱ فساد بھری ۱۲ بہتان ٭

فرشتوں کو بھی خبر نہیں اور اگر ہو بھی تو وہ ایسی نہیں ہیں کہ تیری میری لگائی بجھائی میں آ کر تم سے بیر باندھ لیں کچھ انہوں نے اپنے بال دھوپ میں نہیں سفید کئے آخر تم سے چار کپڑے زیادہ ہی پھاڑے ہیں ۔ تم کچھ بات منہ سے نکالو جبکی بیٹھی تماشا دیکھ رہی ہوں ایسے کیسے ناک چنے چبواتی ہوں ۔

خط ۴۵ ۔ کیا بہن ! کل تمہارے پاس کرامت علی گیا تھا وہ کہتا ہے کہ اماں تم نے مہاجن سے روپے نکلوا لئے ہوتے خالہ سے ناحق لے لئے وہ مجھ مجھ پر رکھ کر ایسی ایسی باتیں سناتی ہیں کہ میرا جی جلتا ہے کبھی تو کہتی ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں ایسی نادہندی سما گئی ہے کہ ہوتے ساتے میرے روپے انکے جی سے نہیں نکلتے کبھی کہتی ہیں وہ باپ بیٹوں کی کمائی آتی ہے اور پھر پوری نہیں پڑتی ۔ کبھی سناتی ہیں پھوہڑ عورتوں کے ہاں کبھی خیر ہوتی ہے نہ برکت سدا خرچ کی بلوں بلوں رہا کرتی ہے بوا اگر تمہیں اپنے روپیوں کی حاجت ہو تو آدھی رات پچھلے پہرے جب چاہو مجھ سے منگا لو تمہارے روپے دودھ پیتے ہیں کہیں مار نہیں گئے اٹھائے تھڑے کو لگا رکھے تھے ۔

جواب ۵۵ ۔ بوا بجا حاشا للہ حاشا جان میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں کہ تمہارا لڑکا کب آیا اور کب چلا گیا وہ ایک جھوٹا لپاٹی متفنی ہے ۔ اسکی بات کا تمہیں کو اعتبار ہوگا وہ جھوٹ نہ بولے تو اسے روٹی

[1] محض لاعلمی سے مراد ہے [2] کہنے سننے میں آکر [3] ناتجربہ کاری [4] تنگ پڑنا ۔ عاجز کرنا [5] قرض لینا [6] کفایت نہ ہونا [7] بے سلیقہ [8] بیکار ۔ ناک تنگی ۔ [9] غضب ہونا [10] وقت بے وقت [11] قسم سخت ۔ خدائے پاک کی قسم ہے یا پناہ مانگتی ہوں خدا سے [12] فریبی ۔

ہضم نہو پیٹ پھول جائے۔ اُسنے کہا کہ اور کچھ نہیں تو آؤ آج یُوں ہی بات بناؤ کہ میں خالہ پاس گیا تھا اُنھوں نے کہا کہ ایسا کیا اُوڑا پڑ گیا جو تیری میّا میرے روپے نہیں دیتی باپ بھائی اِتنا کُچھ کماتا ہے اور پھر گزر نہیں ہوتی آٹھوں پہر خرچ کی پکار رہتی ہے خُدا ایسے طُوفانی[1] بچّے سے بچائے اِسے تو خُوب مینڈھے لڑوانے آتے ہیں۔ جِس میں جنگی ڈال جا لو دُور کھڑی اوّل[2] تو بہن مُوئے دو پیسی رُوپلّی کی کائنات[3] ہی کیا ہے دُوسرے جس وعدے پر سِرتے لئے ہیں ابھی اُنہیں بھی مہینوں کی دیر ہے۔ ایسی کیا میری عقل جاتی رہی تھی جو اپنے قول قرار سے پھر جاتی۔ ہاں یُوں کہو میاں کرامت علی کو گُل چھرّے[4] اُڑانے کے واسطے ضرورت پڑی ہوگی اُنہوں نے کہا کہ اور تو کوئی ڈھب نہیں بنتا اِسی بہانہ سے آاں کے پنجہ سے رُوپے نکالو اور چکّے چکّے مزے اُڑالو تم اُس سے کہو کہ تُو خالہ کے مُنہ در مُنہ کہدے میں اُنکے رُوپے پھینکدوں دیکھو تو کیا کہتا ہے ؛

خط ۵۶ - اچھی میری خالہ جانی ! میں تیرے واری[5] ہوکر مر جاؤں۔ اپنی مُغلانی سے بھانجے کے انگرکھے پر ترنج بنوا دے۔ اُسے عید کی بڑی خوشی لگ رہی ہے۔ میری مُغلانی تو خدا جانے کہاں اُجّشٹر گئی۔ وہ دِن کو کہہ کر گئی تھی آج بس[6] دِن ہونے آگئے۔ عید کا جو سِرا[7] ہے تو کوئی درزی

---

[1] بہتانی [2] لڑائی کرادینا [3] اصل۔ حقیقت [4] مزہ اُڑانا۔ عیش اُڑانا [5] ربعد [6] صدقہ ہو جاؤں [7] سینے پرونے والی نوکر [8] چلی گئی۔ غضب ہے کہاں ہے [9] قریب ہونا

ورزی بھی ہاتھ[1] نہیں دھرتا۔ نہیں تو اُسی کو دیتی۔ حد لاچار[3] ہو کر تمہارے آدمی کو تکلیف دیتی ہوں۔ دیکھو میں نے کبھی نہ کبھی منہ[4] پھوڑ کر کہا ہے تم عید سے ایک دن آگے ترنج بنوا کر میرے پاس بھیجدینا اور اگر انگرکھا تیار ہو کر نہ آئے گا تو تمہارا بھانجا برس کے برس دن ٹوٹا ٹوٹا پھرے گا۔ خدابخش رکونہ[5] یہ خط اور انگرکھا لیکر آتا ہے اُسی کے ہاتھوں جواب بھیجنا۔ لو تمہارا خدا حافظ ؀

جواب ۵۷ بُوا! ایسی کیا بات ہے میں بھی تمہاری مُغلانی بھی تمہاری کسی غیر کا کام تو نہیں ہے اپنا ہی کام ہے سو دفعہ ہزار دفعہ آنکھوں سے ترنج بنا کر بھیجدے گی اور آج کل تو غیر کا کام بھی ہوتا تو میں اُسے منع نہ کرتی کیونکہ وہ اِن دنوں میں گھر کا سینا پرونا اُٹھا کر کبھی کی ہاتھ[6] پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے کام جو آگے نہیں ہے تو خالی بیٹھی گھبراتی ہے۔ اِس پر کیا موقوف ہے جب کچھ کام ہوا کرے باشوق بھیجدیا کرو خدا[7] نے چاہا تو میرے بھانجے کا انگرکھا الوداع کو یا عید سے دو دن پہلے پہنچ جائیگا مار مار کر کے سلواؤں گی جب تک تیار نہو گا آٹھ پہر مُغلانی پر کھید رکھوں گی۔ اوّل تو وہ خود تمہارے بیٹے کا کام چاؤ[8] سے کرتی ہے اُسے کچھ کہنے سُننے کی حاجت بھی نہیں فقط تمہارا بھی اللہ بیلی اللہ نگہبان ؀

خط ۵۸۔ کہو بُوا محمودی بیگم! اپنی خالہ زاد بہن کے بیاہ میں گئی تھیں؟ کیا کیا کھایا؟ کیا کیا دیکھا؟ بہن میں یوں نہ آسکی کہ اُسی روز میرے ہاں مہمان آگئے امّاں جان نے بھیجنا مناسب نہ جانا چلو جیسے تم گئیں ویسے

---

[1] اقرار نہیں کرتا۔ [2] ہامی نہیں بھرتا [3] ناچار [4] جیانبک [5] ہرکارہ [6] بیکار خالی۔ [7] انشاء اللہ تعالیٰ [8] شوق سے ؀

میں گئی۔ دُولہا کیسی شکل کا تھا؟ سمدھنیں کیسی بنی ٹھنی تھیں؟ چڑھاوے میں کیا چڑھا؟ تمہاری طرف سے سلامی میں کیا پڑا؟ اُن میں بھی کوئی لڑکی پڑھی لکھی تھی یا سبھی سب خدا رکھو ہم ہی جیسی تھیں۔ لو خدا حافظ

جواب ۵۵ بہن! اُس روز شاموں شام تمہاری راہ دیکھی جب تم نہ آئیں تو آخیر کو ہار کر مغرب کے لگ بھگ دادی امّاں کی ڈولی میں بیٹھ لی دیکھنے کی نہ پوچھو اب تو جس مجلس میں جاؤ ایک نہ ایک بات نئی دیکھ کر آؤ لباس میں پوشاک میں وضع میں طریق میں روز بروز انہونی[1] باتیں نکلتی چلی آتی ہیں۔ اور بُوا تمہاری جان کی قسم کچھ دُھکلی بھی معلوم ہوتی ہیں۔ میں نے کئی بیویوں کو دیکھا کہ اُن کے کانوں میں صرف ایک ایک بُندا ہاتھوں میں ایک ایک سونے کا کڑا کلیونڈار سفید بجائے سفید ہی دوپٹے اُن پر ریشمی فیتہ لاکھ لاکھ بناؤ دیتا تھا اور بہت سی سمدھنیں ایسی بھی تھیں کہ تولاں جوڑے اُن کے بدن پر تھے اور گہنے میں ٹوٹی پڑتی تھیں جس وقت یہ چھم چھم کرکے اُتریں سب نے مِلکر اُتروایا اور عزت سے بٹھایا الائچی پان چھالیہ زردہ[2] کسی چیز کی کمی نہ تھی گلوریوں پر گلوریاں کھلائیں رات کو بھی ڈومنیاں گائیں اور دن کو بھی گائیں مگر شرع توڑے والی بیویوں نے دائرہ کے سوا دوسرا باجہ نہ سُنا۔ دُولہا بدن کا چھریرا صورت کا اچھا تھا اِس زمانے کی دُلہنوں سے زیادہ اُسے شرم تھی کیا مقدور جو ذرا آنکھ اُونچی کی ہو چاہا سو اُس بیچارے سے کہلوایا اور اُس نے کہا چڑھاوے میں نک سے سُک[3] تک دوہرا گہنا اور سب کا سب بھاری چڑھایا شربت پلائی بھی اچھی دی یہاں سے بھی ساٹھ سو روپیہ کے قریب سلامی پڑی۔ اُن کے گھر کا بچہ بچہ پڑھا لکھا تھا تمنے تو طعن سے لکھا تھا کہ ہم ہی جیسی تھیں یا اُن میں کوئی لڑکی پڑھی

[1] نئی اَنہونی [2] کھانے کا تمباکو [3] صحیح نک سے سُک یعنے از سر تا پا

کیسی بھی تھی؟ میں آنکھوں دیکھی کہتی ہوں کہ اگر ہمارے کنبہ میں یا ہماری بہنیلیوں
میں کوئی ایسی ہوتی تو میں اُسکے پاؤں دھو دھو کر پیتی جس روز برات رخصت
ہوئی اُس روز کا حال سنو تو اچنبہ میں رہ جاؤ صبح کے وقت ڈومنیاں گانے
بیٹھیں اوّل تو اُنہوں نے بہادر شاہ دہلی کے بادشاہ کی بنائی ہوئی ایک
پہیلی گائی اور پھر جس وقت جہیز نکلنے کی تیاری ہوئی تو منڈھا گانا شروع
کر دیا۔ اِس وقت کی نہ پوچھو عورتیں تو عورتیں مردوں کا یہہ حال تھا
کہ ڈیوڑھی میں کھڑے ہوئے دھاروں[1] رو رہے تھے اور بس یہہ معلوم ہوتا
تھا کہ بیٹی کی محبت آج ہی کے دن تک تھی پالا پوسا چھوٹے سے بڑا کیا اور
دوسرے کو سونپ دیا کلیجہ کا یہہ حال تھا کہ اُس گیت کو سن سنکر
پھٹا جاتا تھا یہانتک کہ سب جہیز کا نکلنا تو بھول گئے اور کبوتروں کی طرح
بن چھری تڑپنے لگے یوں تو یہہ ہندوانی گیت تھے اور انہیں لوگوں کی
اِن میں باتیں تھیں مگر بوا میں تم سے کیا بیان کروں اُن میں کیسا اثر کوٹ
کوٹ کر بھرا تھا خدا جانے پورے سمجھ میں آتے تو کیا غضب ڈھاتے میں نے
جو اُدھر نگاہ کی تو کیا دیکھتی ہوں کہ کئی سمدھیانے کی لڑکیاں ہاتھوں میں
سرمہ کی قلم اور کاغذ لئے بیٹھی ہیں اور جھپ جھپ اُس گیت کو لکھ رہی
ہیں پھر تو مجھے بھی شوق ہوا مگر اُس وقت نہ قلم نہ دوات نہ کاغذ نہ تختی
لکھتی تو کاہے پر لکھتی میں اِدھر سے اُٹھکر اُن کے پاس جا کھڑی ہوئی
کہ بوا یہ کیا لکھ رہی ہو اُنہوں نے کہا کہ جس گیت نے تم سب کو رُلا رکھا
ہے ہم اُسی کو لکھ رہے ہیں میں نے کہا کیا تم کو خبر تھی کہ وہاں یہ گیت گایا
جائیگا وہ بولیں نہیں مگر ہم سرمہ کی قلم اور سادے کاغذ کی چھوٹی سی
کتاب اپنی جان کے ساتھ رکھتے ہیں۔ جو بات ہمیں پسند آتی ہے

[1] زار و قطار رونا۔ آٹھ آٹھ آنسو رونا

یا یاد رکھنے کے قابل ہوتی ہے اُسی کو لکھ لیتے ہیں میں نے کہا بھلا تو اِس کی نقل ہمیں بھی دوگی اُنہوں نے ہنسکر کہا آنکھوں سے ہم چلنے چلتے تمہیں دیکر جائیں گے سو وہی گیت میں تمہیں بھی بھیجتی ہوں دیکھو تو کیسے اچھے اور درد کے بھرے ہوئے ہیں۔

فقط محمودی بیگم۔

پہیلی *

سُن ری سہیلی موری پہیلی بابل[۱] گھر میں رہی البیلی[۲]

ماتا پتا[۳] نے لاڈ سے پالا سمجھے مجھے بس گھر کا اُجالا ایک بہن تھی ایک سہیلی

یوُنہیں بہت دن گڑیاں ہیں کھیلی کبھی اکیلی کبھی دُوکیلی

جس سے کہا چل تماشا دکھا لا اُسنے اُٹھاکر گودی میں لیلی

کچھ کچھ ہوئے سمجھ جو آئی ایک جا ٹھیری موری سگائی[۴]

آون لاگے بامہن نائی کوئی لے روپیا کوئی لے دھیلی

بیاہ کا میرے سما[۵] جب آیا تیل چڑھایا منڈھا چھوایا

سالو سُوہا سب ہی پہنایا مہندی سے رنگ دئی ہاتھ ہتیلی

سا سرکے لوگ آئے جو میرے ڈھول دمامے نبجے گھنے رے

شبھ گھڑی شبھ دن ہوئے جو پھیرے سیّاں نے موہے ساتھ میں لے لی

آئے براتی سب رنگ رس کے لوگ کُٹم[۶] کے سب ہنس ہنس کے

چاوت[۷] تھی یہی گھر سے نکسے[۸] اور کے گھر میں جائے دھکیلی

[۱] باپ [۲] بے پروا [۳] ماں باپ [۴] نسبت ۔ شادی [۵] وقت [۶] کنبہ قبیلہ [۷] چاہتے تھے [۸] نکلے

* چیستاں ۔ بجھول ۔ بجھارت

سے کے چلے پی ساتھ جب اپنے — روون لاگے پھر سب اپنے
کہا کہ تو نہیں بس کی اب اپنے — جا بچی تیرا نندھی بیلی
سکھی پیا کے ساتھ گئی میں — ایسی گئی پھر وہیں رہی میں
کس سے کہوں دکھ ہائے دئی میں — سیاں نے موری بانہ گہیلی
ساس جو چاہے سوہی سناوے — نند بھی میٹھی باتیں بناوے
کیا کروں کچھ بن نہیں آوے — جیسی پڑی میں ویسی ہی جھیلی
جیا بیاکل روت انکھیاں کہاں گئیں سب سنگ کی سکھیاں
شوق رنگ گڑیاں طاق پہ رکھیاں نہ وہ گھر ہے نہ وہ حویلی

منڈھا

ہرے ہرے بانس کٹا مورے بابل ٹیکا منڈھا چھواو رے
پربت پہاڑ بانس منگا مورے بابل یا نوں منڈھا چھواو رے
بھائی کو دینی بابل اونچی اٹریا ہمکو دینا پردیس
نو مہینے گربھ میں راکھی آج نہ راکھی جائے رے
ڈولیاں پربت بجیں بابل انگنا بھیو ہے بدیس لے بابل گھر اپنا ہم چلے پیا کے دیس
طاق بھری گڑیاں چھوڑیں اور چھوڑا سہیلیوں کا ساتھ رے
سونا بھی دینا بابل روپا بھی دینا دینا جڑت جڑاؤ
ایک نہ دینی سسر کو رے کنگھی ساس نند بولی بول رے
ہرے ہرے بانس کٹا مورے بابل ٹیکا منڈھا چھواو رے

۱ دولہا۔ ۲ خاوند ۳ خدا حافظ ۴ ماں ۵ شاعروں نے ضرورت کے باعث حرکت بڑھا دی اصل میں گہلی ہے یعنے پکڑلی ۶ دل ۷ بے چین ۸ پیٹ
۹ یہاں رخصت کے گیت سے مراد ہے

تیسری فصل

چھوٹیوں اور برابر کی بہنیوں کے خط مع جواب

خط ۵۸ بی صاحب جان سلامت رہو آج ہی تمہاری منجھلی بہن میرے گھر آنکلیں۔ میں نے پوچھا کہو کدھر رستہ بھول گئیں جو ادھر مہربانی ہوئی کہنے لگیں۔ تم سے ملنے کو جی چاہا اتفاقاً اس طرف آئی تھی تو آگئی۔ میں نے کہا جیتی رہو تم چھم چھم آیا کرو میرے سر پر میری آنکھوں پر آ کر بیٹھو۔ صاحب سلامت کر کے تھوڑی دیر بیٹھی رہی ہونگی کہ اتنے میں کھانا تیار ہو کر آیا دسترخوان بچھا جو کچھ دال دلیا ساگ پات رکھا تھا کر کے ہم تم کھانے بیٹھیں اس وقت میں تمہاری خیر صلاح پوچھنے لگی تو کہا ... ان کا نام نہ لو میں نے کہا بیبی ان میں کیا برائی ہے ... خبر ہی نہیں۔ لو اور سنو سوسوں کی ایک سوم اور ... کبھی جھوٹی ہاتھ سے کتا بھی نہیں مارتیں میں نے دنیا کے پردہ پر ایسا آدمی ہی نہیں دیکھا کہ ہو پیسا کی اپنی جان کو تو لگا رکھے خود بھی ترسے اوروں کو ترسائے۔ بچے ہیں تو دیدوں کیطرح تیرا میرا منہ دیکھتے پھرتے ہیں نوکر ہیں تو ایک ایک چیز کو پھڑکتے پھرتے ہیں۔ میں تو ایسے پیسے ایسے روپے کو آگ لگا کر دھر دوں ہوا نہ ہوا برابر ہے۔ بس بوا اتنا کہنا تھا کہ میرے تن بدن میں آگ ہی تو لگ گئی آؤں تو جاؤں کہاں تم جانتی ہو میں کسی کی لگی لپٹی نہیں رکھتی اور تو اور اسکے باپ کی تو سنتی ہی نہیں کہاں کہ اس مردار کی۔ وہ لڑاک ہیں تو میں بھی ننگی شمشیر[1] ہوں جھٹ کٹاری سے ہاتھ اٹھا سنبھل سنبھلا کر ہو بیٹھی کہ لے موئی نفاختی[2] آج تو ہے اور میں ہوں اگر تجھے ٹھیک نہ بنایا تو دنیا میں رہی جیتے بنے

[1] بیباک ۔ نڈر [2] نفاق والی ۔ ایک حقارت کا کلمہ بھی ہے

کہا تو تمہارے منہہ میں خاک تم ایسی فال تو نہ نکالو تم سارے کی سیکڑوں
اُن کی آگے ہاتھ پسارتی ہوئی جاتی ہیں اور کچھ نہ کچھ لیکر ہی آتی ہیں تمہاری
وُہی مثل ہے جس کا کھاؤ اُسی پر غرّاؤ خدا جھوٹ نہ بلائے تو میں تو تمہیں
کو بیسیوں دفعہ چھناچھن روپے لیتے اور ہزاروں دعائیں دیتے دیکھا
ہے آج تم کس منہہ سے زہر اگلتی ہو یوں کہو اب کہ جو کچھ نہیں ملا تمہارا
جی جل گیا سو یہی تم اُن کا گنہ بناتی پھرتی ہو۔ سردار بہو کا پرچھاواں
تو خدا کل جہان پر ڈالے وہ ایک کوڑی بیجا نہیں اٹھاتیں۔ اپنا بھی
آگا پیچھا سوچیں یا تشار کی الفتیوں کا بھرنا بھرتی پھریں کہ جن کے دیئے
کا عذاب نہ ثواب تمہارے دینے تو راہ چلتوں کو دکر پر تمہیں کوڑی نہ دے
آگے پیچھے میرے سامنے اُن کی برائی نکرنا نہیں تو تمہیں جانوگی؟ چلو چپکی
بیٹھو۔ غرض اس وقت جو جو منہہ میں آیا خوب ہی تو سنایا اسپر بہت جزبز
ہو کر اٹھ گئیں اگر ذرا اور ٹھیرتیں تو اس سے بھی زیادہ فضیحتی کرتی یہی
خوب ہوا کہ وہ پتّا توڑ کر بھاگ گئیں۔ دیکھئے اب میرے اُوپر کیا کیا طوفان
جوڑتی ہیں اور جیتیں تو جوڑا کریں میں کسیکی کنوڈی نہیں جو دبیل ہوں۔ تم کہو تم
سے کس بات پر بگاڑ ہوا۔

جواب ۱۱ بوا خدا نکرے ڈیڑھ پاروہ تگڑی سی میرے منہہ بولی بہن کیوں ہونے
لگی تھی یوں کہو ایک محلّہ میں رہنے سہنے سے جان پہچان ہو گئی تھی اس سے
بہن بہن کہتے منہہ سوکھتا تھا نہیں وہ کون اور میں کون جب تک آدمی
سے آدمی کو کام نہیں پڑتا اُس کی برائی بھلائی نہیں کھلتی پہلے تو بڑی

۱ برا بھلا کہنا۔ بد بیان کرنا۔ دشمنی نکال لینا ۳ رسوا عام کرنا ۴ غیر۔ بیگانہ۔
۵ بگڑ کر۔ خفا ہو کر ۶ جلد ۷ شرمندہ

سیدھی سیدھی اور چپ چپ رہیں پھر ناحق کی چھیڑ ڈالنے کو لگیں
کبھی کہتی ہوئی آئیں "کہ بچوں پر تین تین دن صاف گزرتے ہیں" کبھی
روتی ہوئی آئیں کہ "چوکیدار کو اٹھا رہے لئے جاتا ہے" کبھی کہتیں "قرضخواہوں
نے دروازے کی مٹی لے ڈالی" کبھی کہتیں "مہاجن نے میاں پر نالش
کردی چپراسی ڈھونڈتا پھرتا ہے تنخواہ کا زیادہ پڑینگی قید ہوگی کچھ ہو تو دے ٹلو
آج برتن بکتے ہیں کل کپڑے بکتے ہیں" میں سیدھی آدمی ترس کھا کر
کبھی دس کبھی پانچ ان سے چھپاتی اور دیدیتی ایک دن میں نے کہا لاؤ
دیکھوں تو یہ سچ کہا کرتی ہے یا مجھے احمق بنا کر بیجا یا کرتی ہے میں نے ماما فضیلت
کو چپکے سے ان کے گھر بھیجا اس نے جا کر دیکھا کہ کچھ بھی نہیں بیوی کو زبان کا
مزا ہے جب تک چار آنے روز کی ملائی نہ کھالیں نیت نہیں بھرتی چٹورپن
نے اس درجہ کو پہنچا یا ہے کہ چولھے آگ ہے نہ گھڑے پانی۔ اسپر غضب یہ ہے
کہ کیا مقدور ہے جو ذرا سی چیز بچوں کو دیں یا میاں کو دکھائیں صبح کو سٹھورا
بنتا ہے شام کو ملائی کی چسکیاں ہوتی ہیں وہ بیچارا کماتے تھک گیا مگر یہ
اٹھاتے اٹھاتے نہ تھکیں یہ الٰہی خرچ کہاں سے آئیگا قارون کا خزانہ بھی ہو
تو پوری نہ پڑے جب میں نے یہ بات سنی تو ان کو دینے سے ہاتھ کھینچا
اور بالکل منہہ لگانا چھوڑ دیا اب ان کو اختیار ہے چاہیں سوم بنائیں
چاہیں کنشک ٹھہرائیں وہ بندی تو اب ان کے ہتھکنڈوں میں آنے والی نہیں
ہے اسکو بگاڑ سمجھو یا سنوار جانو ورنہ کوئی بات نہیں ہوئی ٭

خط ۶۲ لو بوا حمیدی بیگم تم تو ساری جتن کر ہاریں پر بی تمیشی بیگم
کو تم سے منا ٹھکانہ منہیں۔ انشاء اللہ تعالے بلی کا منہہ کالا میں جاتی ہوں
اور انہیں منا منو کر لے آتی ہوں۔ دیکھوں وہ تم سے کیونکر نہیں ملتیں

[illegible]

یہ کہاں کی بات ہے کہ اگر کچھ لڑکی کہہ دی گرفتہ خیال سے تمہیں شاد کیا کرو تم
بیٹھیں جمعہ کے دن تمہارے گھر میں آن کر قرآن پڑھا کروں تو سینہ پر تمہارے کہہ دیا تم
اُن کی تنہا ریاں کر رکھو اگر وہ نہ آئیں تو تمہارا اپنا پچاپا دن اپنے گھر میں
اور تم کو ایسی زمین سے ہمیشہ کنارہ کشی رکھنی +

جواب سعادت بیگم۔ تمہارے شہر میں بھی شکر ہے تم میری اپنی
کو مجھ سے زیادہ کی تو میں جانتی کہ تم نے مجھے دل لیکر چھوڑ دیا ہیں اس گھر
کو نہیں پاتی جس گھڑی تم میرے پاس سے اُٹھ کر چلی گئیں تب سے
میرے دل پر اُن کی دل پر نقش آیا یہ بیتابی پشیمان ہوئی کہ دن میں کئی
کئی دفعہ روتی ہوں اگر اماں جان پوچھ بیٹھتی ہیں کہ کیوں بیٹی کیا ہوا خیر
تو ہے؟ تو کہہ دیتی ہوں کہ بی آپ ہی آپ میرا دل اُٹھا جاتا ہے جب دل
کھول کر پھر اس نکال لیتی ہوں تو دل ٹھکانے لگتا ہے وہ ہول دل
سمجھکر چپکی ہو رہتی ہیں۔ نہیں معلوم اُس خدا کی بندی کو کیا آن پڑ گئی
ہے کہ سنا ہے نہیں سنتی جو آدمی مان بھی کرتا ہے تو غیر سے کرتا ہے وہی کہاوت
ہے کہ سانپ سب جگہ ٹیڑھا چلتا ہے پر اپنے گھر میں سیدھا ہی ہو کر جاتا
ہے اس کے سوا اپنوں سے سب سر جھکاتی ہیں ہاں تو اُن کے رشتہ کی بھی
ہوں اور سہیلی بھی ہوں اس دوسری دوسری ناسمجھی پر یہ پٹکی پڑتی ہے
کہ نقشوں کی لکیریں مٹانی چاہتی ہیں۔ میرا آدمی بھی جاتا ہے تو یہی خبر لاتا
ہے کہ اس وقت بیگم صاحب آرام فرماتی ہیں۔ ابھی تو آنکھ لگی ہے اُن کا
مزاج ایک طرح کا ہے کون جگا کر لڑائی مول لے وہ بیچارہ آخر کو کھڑا کھڑا رکر چلا آتا
ہے بھلا ایسی ضد کا کیا ٹھکانا ہے +

لہ افسوس کرنا لہ ضد سے ضرور لہ رشتہ۔ سبب لہ آفت ہے غضب ہے لہ نوکر

[illegible] لو [illegible] ۔

[illegible] ہو ۔

[illegible] تمھیں کا [illegible]

تم دیکھو گی کہ لو اپنی طرف سے کچھ نہ ملا [illegible] ہیں

[illegible] سمجھنا جو کچھ

[illegible] لکھتی [illegible] ہوں

[illegible]

[illegible] سمجھ تو اب

اب تک خط بھیجا آتا [illegible] تو [illegible] ڈنکا [illegible]

[illegible] تم [illegible]

سو تم اپنی دھن میں ہو آتو [illegible] تو اپنے دھیان [illegible]

[illegible] جب تمہارا لکھا چکی اور اُن

کی طرح [illegible] کرنا یا تو بڑی [illegible] ٹکڑوں سے خط [illegible] پھاڑ کے

رکھیں۔ اب میں نئے سرے سے دوبارہ لکھتی ہوں ۔

بوا [illegible] بیگم [illegible] تم کیا کیا [illegible] کو

تو ایک خط بھیجا اور مجھ نگوڑی کو [illegible] کیا میں [illegible]

تھی کہ [illegible] کیا تھا تم کو کیا [illegible] نہیں لکھا اگر تم

امیر ہو تو اپنے گھر کی ہو اور میں [illegible] ہوں تو اپنے گھر کی ہوں روٹھو گی تو میرا کیا

لو گی [illegible] روٹیاں سو کھاؤ گی۔ سیدھی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی

تو مجھ سے کیوں بولو کیوں اوڑھنی بدلو۔ جب بیوی صاحب کو کوئی منہ نہیں

لگاتا تو مجھ نگوڑی کو راتوں جگاتی ہیں اور کہانیوں پر کہانیاں سنتی ہیں

۱ جلنا - خفا ہونا ۲ شرمندہ

اِس وقت تو میری بات تمہاری سمجھ میں خاصی آجاتی ہی یا یوں کہو کہ مجھے گُتیا سمجھکر پھوڑ کا یا کرتی ہو خیر ہوا اب کیا گیا ہی ایک دن کہ سو سا ٹھ دن ہیں میں بھی ایسا بدلا لوں کہ تم بھی یاد کرو - پھر مجھ سے گلہ نکرنا میں نے گھلی کھلی کہدی نقط تقا احافظ تمہاری ساتھ کی کھیلی قمر النسا ٭بلکہ قمر النسا

جواب ۵ یہ ہوا تو ہوا تو تمہاری مزاج کا بھی اللہ بیلی ہی زبان وہ کچھ غصہ یہ کچھ میں نے اسلئے تمہیں خط نہیں بھیجا کہ اُسکے بدلے تمہاری بلانے کا ارادہ کر لیا تھا اس میں ایک پنتھ دو کاج ہو جاتی تمہاری صورت بھی دیکھ لیتی اور ہاتھوں کر - سمجھ کر - بھوؤں کر اشاروں سے کوئی کوئی بات بھی سمجھ لیتی اگر تمہیں خط بھیجتی اور تم اُس کا جواب لکھتیں تو اِن دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہ ہوتی وہ خط سارے میں مارا مارا پھرتا مگر کوئی اُس کے مطلب کو نہ پہنچتا ہوا تم نہ سیلی کنو تڈی نہ لونڈی - قرض دار نہ دیندار - بھوکی - پیاسی نہ میں امیر نہ تم فقیر - میں روٹھوں نہ منوں - تمہاری بات پوری پوری سمجھتی تو نہیں مگر گردن ضرور ہلا دیتی ہوں اور اگر یہ نہیں کرتی ہوں تو تم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھاتی ہو اسپر مجھے ترس آجاتا ہی کہ کہیں خدا کو بری نہ لگو اسلئے اوڑھنی بھی بدلی بہن بھی بنا یا کہانیاں بھی سنتیں اپنا مغز بھی خالی کیا تمہارا مغز بھی پھرایا کیا تمہیں یاد نہیں ؟ کہ تم بیٹھی کہانیاں کہا کرتی تھیں اور بندی چاہین سے اور لڑکیوں سے باتیں کیا کرتی تھی جہاں تمہیں چپ ہوتی دیکھا اور ایک ٹہوکا دیکر دیا - کون کمبخت تمہیں گُتیا سمجھتی ہی میں تو ہوا اکیلی دوسکیلے کا سہارا جانتی ہوں تو خفگی جانے دو اور دو دن کو مہان چلی آؤ مجھے ایسی

پیاری ملا پیار کہاں ملو گی جو دن بھر اپنی باتوں سے ہنسائی اور لٹاتی رہے بوا تم میری جگر کی بہن ہو ہنسی کی باتوں سے برا نہ ماننا میری اصل دوستدار ہو تو تم ہو اور سچی صلاح کار ہو تو تم ہو اگر تم نہ آئیں تو ناک میں تیر دم کر لاؤنگی اور جب کسی مجلس میں نکلوگی تو رلاؤنگی تم تو سمجھتی ہی رہو گی یہاں سب کچھ ہو ہوا جائیگا - دیکھو قمر اللہ ہماری بہنیلی ہوگی تو خدا دیکھتے ہی چلی آئیگی + فقط تمہاری باتونکا مزا لینے والی خورشید بیگم

خط اللہ اللہ بوا صدر بن[۱] چھکی پڑے تمہارے دشمنوں پر - تم بڑی کلونتی[۲] بیٹی پیدا ہوئی ہو ماں باپ کو خوش کر رکھا ہے ایسا تمہیں کیا چلایا تھا کہ تم روٹھکر پھپھی کے گھر جا بیٹھیں بوا تمہاری جننے تو پتھر جنتیں جو اُن بیچاری کو صبر ہوتا نہیں معلوم تمہیں کیا لکھا کر جنا تھا جو تم اُن کی صورت سے بیزار ہو گئیں - بڑی چھوٹوں کو سمجھایا ہی کرتے ہیں اگر انہوں نے سینے پرونے کی تقید[۳] کی تو کیا برا کیا کونسا غضب ڈھایا اگر تمہارے ہاتھ میں ہنر پڑا ہوگا تو کس کے کام آئیگا تمہارے ہی کام آئیگا وہ تو اپنی بھگت چکیں تھوڑی رہ گئی ہے سو وہ بھی بری بھلی حالوں ڈھیر ہو جائیگی آج موئے کل دوسرا دن - شامت تو تمہارے نصیبوں کی ہے کہ بیوی صاحب کو کوئی پاس بھی نہیں بیٹھنے دیگا - ہنر ہوگا تو آنا[۵] ساس بھی پاؤں دھو دھو کر پئے گی خصم بھی آنکھوں پر رکھیگا نندیں بھی بچھی جائینگی - حق ہمسائی کی عورتیں بھی آئینگی - خوشامد بھی ہوگی خاطر بھی ہوگی اور جو یہ نہیں ہے تو کوئی یہ بھی نہیں پوچھنے کا کہ تم کس کھیت کی مولی ہو یا کونسی ڈال کی ٹوٹی ہو ہاتھ اُٹھایا لونڈی باندیوں کی طرح تم کو بھی روٹی دیدی کہ لو زہر مار کرو اور جانوروں کی طرح پڑی رہو تم جانتی ہو ہنر کیا ہے برے وقت کا ساتھی

۱ ستانا تنگ کرنا ۲ آفت ۳ فخر خاندان ۴ تاکید ۵ ہدایہ جا بکوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ٹیپاں کا [illegible] کا کھیل [illegible]

نصیبوں سے تمہیں پالا اُس کو [illegible] تم اُن [illegible] کی پیاسی [illegible]

[illegible]

[illegible]

جیسے اُن پر سفیدی آ گئی حال ہے تو خدا کو کیا منہ دکھاؤ گی؟ جہاں تک ہو سکتا ہے

کی دعا لو۔ دوستی کرو اپنی عاقبت [illegible] ہو جاتی [illegible]

تلے بہشت ہے اگر ان کو جلاؤ گی تم بھی کل نہ پاؤ گی کسی کا کچھ نہیں جاتا تمہیں

اپنا گھر دوزخ [illegible]

اپنی ماں کو [illegible] زہر پلایا تھا [illegible]

جلتا ہے خیر خدا کے گھر کی خدا جانے مگر ہاں خدا کو مانو تو ان باتوں سے باز آؤ ان کو

پیچھے کوئی اتنا کہنے والا بھی تو ہو گا خدا کرے میری باتیں تمہاری سمجھ میں آ جائیں

اور پھر زندگیں ماں بیٹیوں میں پھر ویسا ہی پیار اخلاص ہو جائے یہ جو کہ

ماں بیٹیوں میں [illegible] لوگوں نے جانا [illegible] فقط الٰہی تمہیں [illegible] کی توفیق

ہدایت دے آمین آمین ۔

جواب خط ۱۴ میری ساتھ کی کھیلی دُکھ سکھ کی شریک بہن تیرا نصیحت

کا بھرا خط آیا پڑھا دیکھا سوچا سمجھا دل کو سمجھایا جو کچھ تم لکھتی ہو وہ

۱؎ [illegible] کا لونڈا [illegible] ۲؎ [illegible] ۳؎ ماتمی کا شور ۴؎ دشمنی

سب سچ ہے ماں کی خدمت جنتی ہے اگر وہ بازار میں کھڑا کرکے بیچ ڈالے
تو منہہ سے اُف نہ نکالے سیئے پرونے میں ٹیں سنوارنا ہے میں اُس گھر کو نہیں پالتی
کہ اپنی ماں کو کوسنے بیٹھے بیٹھ گئی کیا کرو رہوں جب کوئی ذرا
لیتا ہے یا طعنے مہنے سے کام نکالنا چاہتا ہی آلگتی ہے کہ اپنی اسکی بات ایک دو
مجھ سے اپنے منہہ کو نہیں سیا جاتا میں نے نی میرا آج کسی کام پر جی نہیں لگتا اچھی
میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں آج معاف طرح کفن پھاڑ کر بولیں کہ جیسے
ابھی کھا جائینگی سچ کہوں مجھے بھی برا لگا۔ میں نے کہا ایسی کیا بھاگڑ مچی ہے جو مجھ پر
میں برا ہوگا ہو رہیگا اُسوقت تو جانے کیا نیکی کے دم میں تھیں زہر کا سا گھونٹ پیکر چپکی
ہو رہیں مگر دو گھڑیاں نہیں گزرنے پائیں تھیں کہ پھر نیل گھونٹنا شروع کر دیا اور وہ پلنگ
ڈالی کہ سارا محلہ تردد کرنے لگا جب دو کو خبر تھی اب دس کو ہو گئی ہیں کہتی تھی
زمین پھٹے تو وہ نبدی سما جائے زہر ملے تو وہ نبختی کھا جائے یارب کیسی آئی مجھے آ جائے
ہوا تھا جب گھر کی باتوں کو سارے میں الم نشرح کر چکیں تو سیدھی اٹھی بڑی بہن کے ہاں چلی گئیں
میں نے بھی روکا نہ ٹوکا۔ دوسرے دن کھانا بھیجا تو کہا اُسی مردار کے سر مارو مجھے اسکے ہاتھ کی
روٹی بری بست ہے اسپر میرے اور بھی آگ لگ گئی اور میں ڈولی منگا اپنی بڑی پھپھی کے ہاں چلی
آئی کہ لو تم جانو اور تمہارا گھر۔ اب تمہارا خط دیکھکر خدا یاد آیا۔ اپنے بکنے جھکنے سے آپ نادم ہوں
رواں رواں کانپنے لگا خوب چیخیں مار مار کر رولی اور منہہ ہی منہہ پیٹا۔ اس کمبخت زبان
کاٹ کر اور اس قلم کو چیر کر پھینک دوں تو ذرا آہ نہ آئے بلا سے کچھ ہی ہو میری ماں بلا سے۔
اچھی اگر تم آکر ملا دو تو بڑا ہی احسان ہو جنم جنم کو تمہاری لونڈی ہو رہوں پھر ایسی خطا نہیں
ہونگی تین گناہ خدا بھی بخشتا ہے اُنکے آگے ہاتھ جوڑونگی توبہ کرونگی پاؤں پڑونگی جسطرح
ہوگا اُنہیں مناؤنگی اور اپنی خطا بخشواؤنگی ❊

خط ۲۶۔ جواب رات کو تو ایسا امن چین آیا کہ سارا گھر ہل گیا۔ چھت کی کڑیاں

لگیں۔ جتنی بیویاں کھڑی تھیں جھپاک سے بیٹھ گئیں۔ کوئی تو جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو کہنے لگی۔ کوئی ذکر یا کرم کرو۔ یا رحیم رحم کرو پکارنے لگی کسی نے کہا الٰہی خیر الٰہی خیر زمین تھر تھر کانپنے لگی کوئی بولی آسمان کا ہے کوئی بولی نہیں زمین کا ہے۔ میں نے پوچھا اچھی اماں جان یہ کیا تھا جو زمین نیچے اوپر ہونے لگی سکی سٹی بھول گئی۔ چڑیاں گر پڑیں گڑیاں بولنے لگیں انہوں نے کہا بیٹی بہن اسے بھونچال بھی کہتے ہیں اور زلزلہ بھی کہتے ہیں اس سے خدا اپنی امان میں رکھے اگر ذرا سی دیر ٹھیر جاے تو تلے کی زمین اوپر ہو جائے کہتے ہیں زمین کے دھر نیچے ایک گائے ہے وہ بیچاری ہمکو تمکو۔ پہاڑوں کو درختوں زمین کو مکانوں کو اپنے ایک سینگ پر لئے کھڑی ہے۔ جب لوگ گناہ کرتے ہیں بیٹیاں ماں سے بیٹے باپ سے لڑتے ہیں بری بری حرکتیں ہوتی ہیں تو وہ گائے گناہوں کے بوجھ سے تھک کر اپنا سینگ بدلتی ہے اس سے ساری زمین ہلجاتی ہے اگر اسمیں کوئی گر پڑتا ہے تو ہاتھ پاؤں سے کنونڈا ہو جاتا ہے پھر جنم بھر اچھا نہیں ہوتا۔ میں نے کہا ہاں اماں یہہ بھی بات ہے؟ بولیں ہوا اسی لئے تو بیٹھ جاتے ہیں نہیں تو بھاگ کر باہر چلے جاتے۔ جب قیامت آنے کو ہوگی تو سنا ہے جب بھی روز روز بھونچال آئیگا۔ بوا ان باتوں سے میرا ایمان کانپ گیا۔ میں نے تو یہ بات سنکر جھوٹ بولنا۔ گڑیاں کھیلنا۔ ماں باپ سے لڑنا جھگڑنا کسی کو پیٹھ پیچھے برا کہنا۔ دل میں کنا[1] رکھنا۔ بیر باندھنا۔ ایک سرے سے سب کچھ چھوڑ دیا میری بوا میری بہن میری دوستدار ہو تم بھی ان باتوں پر خاک ڈالو سب سے مل جلکر رہو۔ نمازیں پڑھو۔ روزے رکھو۔ اسکی جناب میں روؤ۔ گڑگڑاؤ توبہ کرو۔ گناہ بخشواؤ۔ لو اللہ بیلی۔ فقط

جواب ۶۹۔ ملاپ کی پکی دل کی سچی بھولی بھالی بہن! تمہارے ہاتھ کا لکھا پہنچا۔ کچھ ہنسی آئی کچھ محبت آئی۔ ہنسی تو ہماری الٹی سمجھ پر تھی۔ اور محبت تمہارے بھولے پن پر۔ بلکہ نیک باتیں اختیار کرنے پر تو اور بھی پیار آیا ہیں تمہاری بوا

[1] کنا۔ اصل میں کینہ تھا

تمہاری بہن تمہاری دوستدار ہوں - ان سب باتوں کو مانتی ہوں اور اپنا
ایمان جانتی ہوں - گڑیاں توڑ مروڑ کر پھینکدیں جھوٹ کو جھوٹوں نہیں بولتی
ماں باپ سے پوچھ بوجھ کر زبان نہیں کھولتی - کسی کو برا جانوں نہ برائی کروں - نماز بھی
پڑھتی ہوں روزے بھی رکھتی ہوں - توبہ بھی کی استغفار بھی کی - پر بھونچال
کی تحقیق میں دھکڑ پکڑ رہی - یہہ بات اچھی طرح جی کو نہیں لگی - پڑھے گنے کچھ
کہتے ہیں ہم کچھ سمجھتے ہیں - ہماری سمجھ جو اوندھی ہے تو اوندھی ہی اوندھی باتیں
سوجھتی ہیں - ہماری شرع جو نرالی ہے تو نرالے ہی مسئلے چھانٹے ہیں اب کے بھونچال
آئے تو میں جان بوجھ کر گروں اور دیکھوں کہ میرا کونسا ہاتھ کونسا پاؤں ٹوٹتا ہے
اور کونسا رہتا ہے + میں نے تو یوں سنا ہے کہ جس طرح زمین کے اوپر رنگ
برنگ کے پہاڑ ہیں اسی طرح اسکے نیچے لوہے تانبے گندک کی کانیں ہیں جہاں
الغاروں گندک یا اسکی بڑی کان ہوتی ہے وہاں سے تنور کی طرح آگ کے
شعلے نکلا کرتے ہیں - اور جہاں تھوڑی گندک ہوتی ہے وہاں کے کوؤں کا پانی
کھولا کرتا ہے - بہت سے پہاڑوں سے ایسی آگ نکلا کرتی ہے کہ معاذ اللہ اسکی
لپٹ کسی پرند کو اوپر سے اڑکر نہیں جانے دیتی اور اگر جائے تو جل بھنکر کباب
ہوجائے اور آدمی ذات کو تو کوسوں پرے سے کہتی ہے کہ وہیں رہو - جب کسی
ملک میں آگ کا نیا پہاڑ نکلتا ہے تو شہر کے شہر غارت غول ہو جاتے ہیں
ڈھونڈھے خاک نہیں ملتی زمین کا پردہ پھٹ جاتا ہے تہلکہ مچ جاتا ہے - اِس
صدمہ سے جو زمیں کو لرزہ ہوتا ہے اُسیکو زلزلہ اُسیکو بھونچال اُسیکو بھونچال کہتے ہیں
کہتے ہیں جب بھونچال آیا کرے تو جان لیا کرو کہ یا تو کوئی آگ کا نیا پہاڑ نکلا ہے یا
کسی پہاڑ کی آگ ایکا ایکی بھڑک اٹھی ہے اسی نے زمین کو ہلا مارا ہے تم دیکھتی
نہیں ہو جب نیچے زمین میں سرنگ لگاتے یا آتشبازی کا گولہ زمین

ہیں گاڑ کر آگ دیتے ہیں یا کہیں توپ چھوٹتی ہے تو زمین کیا [illegible] تکانی ہے
جہاں کے لاکھوں کروڑ [illegible] ہوں آگ [illegible] وہ نکلی وہ انکا کیا حال ہوگا جن ٹکڑوں میں اس طرح کے
بہت سے پہاڑ ہیں [illegible] آتش فشاں [illegible] تم ہیں پڑتے بھی [illegible]
نہ ٹھہر رہتا ہے [illegible] [illegible] پر سے [illegible] تو وہ
[illegible] دوسری ہے [illegible] قسمت [illegible] [illegible]
جوڑیں گی جو حال ہوگا پیچھا چھڑانا مشکل پڑ جائیگا - اور اگر تمنے [illegible] دکھاؤ [illegible]
رکھنا میں صاف مکر جاؤں گی اور ساری باتیں تمہیں پر ڈال دونگی - میں تمہیں یہ
خط لکھ چکی تھی کہ میری استانی جی آگئیں انہوں نے ایک بات اور بھی بتائی وہ کہتی
ہیں زمین جو گردش کرتی رہتی ہے تو اس سے اندر ہی اندر آگ پیدا ہو جاتی ہے جب
وہ ایکبارگی اپنا رستہ کرکے نکلتی ہے تو اسکے زور سے زمین ہل جاتی ہے
آگے خدا کے گھر کی خدا جانے - فقط

خط ۷ - کیوں بوا عقل کی سردار ہماری پہیلیاں بوجھتی ہو؟ اگر
سب کی سب بتا دو گی اور اتا پتا نہ پوچھو گی تو میں تمہاری لونڈی
ہو رہوں گی اور جو نہیں بتاؤ گی تو تمہیں اپنی لونڈی بنا چھوڑوں گی - لو دیہان
دھر کر اور کان لگا کر سنو

پہیلیاں

(۱) دیس بدیس پھرے ایک ناری ۔ جن دیکھی ان چیری پھاڑی
دیکھو لوگو الٹا دور ۔ گونگی آپ بکا دے اور (چٹھی)

(۲) سر حالی پیٹ خالی پسلی ایک نہ ایک [illegible] (مونڈھا) تجھکو آوے یہی پرکھ [illegible] گردن مونڈھا ایک

(۳) بسیں سامنے اندر بھید ۔ رنگ ہے ان کا سیاہ سفید
دشمن کو دیکھ لبھائی ہیں ۔ کیا سونا لینے آئی ہیں (آنکھیں)

نار تھی ایک گھر بڑا ہیں دو۔ ایک چلے ایک رہے سو سو	ناک	ہر دم نار کو یہی سانسا۔ ان دونوں کا ایک ہی باسا
ایک ہی شکل اور ایک ہی نام بیچ میں انکے رہتا کام	کان	بول نہ جانیں سنتے سنگ ان دونوں کے بیچ میں رنگ
ایک نار کے پیٹ نہ آنت اوپر نیچے دانت ہی دانت	کنگھی	شہنہ سے بیوی جان نکال کسکے سر پر پڑے وبال
سامنے آوے کمر دے دو	آئینہ	مار اجا سے تو زخمی ہو
زریا بیٹھی ہو سو بہو۔ چپکی بیٹھی رہ دو برو	آرسی مصحف	دو ملے جدائی نا۔ پر بات بیچ میں آئے نہ
ہری تھی وہ ہر کی چولی پہنے زر کی	زعفران	آ سوداگر مول کر سونا دوں گی تول کر
کاجل کی کجلوٹی اور دوں کا سنگار	جامن	ہری ڈال پر بیٹھی کوئی ہے ڈھونڈ جن ہار
بن سے نکلی پیا پیاری کر دلہن کا بھیس۔	لال [illegible]	شوہا جوڑا اس نے پہنا سبز کلاہ ہیش۔
سرخ سفید ہے اسکا رنگ لاگ رکھ وہ تیرے سنگ	ناخن	چوری کی ناخون کیا۔ سر کیوں اسکا کاٹ لیا
ایک نار وہ دانت دبیتی۔ پتلی دبلی چھیل چھبیلی		نت اٹھ اسکو لاگے بھوک سوکھ پڑے جیا اور دکھ
کیوں ری سکھی کہاں ونتا	آری	ادھر آری میں تجھے بتاؤں
ایک نار ونڈو سے اتری ماسے جنم نہ پایا		باپ کا نام جو اس سے پوچھا آدھا نام بتایا
آدھا نام پدر کا خسرو کون دیس کی بولی	نیم کی بولی	اسکا نام جو اس سے پوچھا اپنا نام نہ بولی
ایک نار ترور سے اتری سر پر وا کے پاؤں		ایسی نار کنار کو میں نا دیکھن جاؤں

جواب اے ہاں تو اوور بیٹھی بیٹھی چترائی کرنے والی اس شرط پر پوچھتی ہوں

کہ اگر آدھی پہیلیاں بتا دوں تو آدھی لونڈی ہو رہنا اور چوتھائی بتا دوں تو چوتھائی

یعنی اگر آدھی بتاؤں تو مہینے میں پندرہ دن غلامی کرو پندرہ دن آزاد رہو اور چوتھائی

بتاؤں تو سات دن بندی سات دن آزاد۔ نہیں بوا یہ جھگڑے کی باتیں ہیں ساری

پہیلیوں پر ایک ڈھولی۔ آدھی پر آدھی چوتھائی پر چوتھائی کھیلنا۔ لو بتاہی

دوں! پہلی پہیلی کی بوجھ کیا ہے؟ تو وہ ہی چیز ہے جو تم مجکو لکھتی ہے دوسری بھی

بتا دوں اس کا نام اسی میں موجود ہے تیسری نہیں بتائی جاتی ہے چوتھی کے معنی

کر ناک ہو تو ڈوب مرو ✤ پانچویں بھی کہدوں وہی ہے جو دوسرے کے سر کی کرے تو بیڑہ چڑھ جاے پانچ کی بوجھ انکھی لکھی دیتی ہوں (۹) زعفران (۱۰) ضامن (۱۱) لال مرچ (۱۲ – ۱۳ – ۱۴) انکے نام انہیں میں دھرے ہیں ✤ کہو اننو پوٹی لونڈی سے زیادہ ہوگئیں یہی لکھکر بھیجا کروں گی اب میری پہیلیاں بتا کر یا تو آزاد ہو یا ڈولی کرکے خدمت کرنے چلی آؤ ✤ نہیں تم یہاں ہی بھید بتا مجھے یہ بھی بہت ہوں گے ✤

پہیلیاں

ذرا سی بٹیا گلبدن سا پیٹ	چھالیا	آدھا لگا رہا پھاڑ لگا پیٹ
ایک ناری نے اچرج کینا	چراغ کی بتی	سانپ مار کر تال میں دینا
الٹا سانپ تال کو کھاوے		تال سوکھے تو سانپ مر جاوے
دو پرکھ آپ کپٹ ٹھاڑے	پٹ	جب ملیں جب نت کی گاڑی
جترا ہو سو چٹ پٹ بوجھے		مورکھ کو گھر بار نہ سوجھے
اٹھے تو ایک روگ اٹھاوے بیٹھے تو دکھ دے	آنکھ	جاوے تو اندھیری دے آوے تو سکھ دے
ایک ناری پیل بوجھ ہو بینا	اگالدان	جن بکھیا تن تھو تھو کینا
ایک پرکھ مندر میں بیٹھا انگ بھبوت لگائے	اسنہ	آگے آوے تسکو کھاوے منہہ میں سینک سجائے
ایک ترور کا پھل ہو نر پہلے ناری پیچھے نر	آم	وا پھل کا یہ دیکھو حال باہر کھال بھیتر بال
ایک نار دکھن کو آوے	عینک	جو دیکھے سو آنکھ لگاوے
دھوپ لگے تو سوکھے نہیں اور چھاؤں لگے کملائے	پسینا	میں تجھ سے پوچھوں اے سکھی پون لگے مرجائے
سو نر کی دو نار کہاوے	چارپائی	بنا کسو کی بان دکھاوے
ہاتھ کاٹے پاؤں کاٹے کاٹی منہہ کی صورت	[illegible]	زندہ اوپر مردہ ناچے دیکھو ہنر کی صورت
ادھر گھونٹا ادھر گھونٹا	سنگھاڑا	لگائے مرکھنی دودھا بیٹھا
ایک تھال موتیوں بھرا	آسمان اور تارے	سبکے سر پر اوندھا دھرا

چار دن گھونٹ وہ تھال بھرے   سو تی اُس سے ایک گرے

یہاں نہیں وہاں نہیں خانم کے باز آئی نہیں یا اولا   چھیلو تو چھلکا نہیں جو سو تو گٹھلی نہیں

ایک مندر سہنس دوار ہر در میں تریا کا گھر شہد کا پیچ میں واکے امرت تال اسکی بوجھ بڑی محال

گرمی میں وہ پیدا ہووے دھوپ لگی لہرائے پسینا اے سکھی میں تجھسے پوچھوں پون لگی مرجائے

بوا تسے وہ پہیلیاں یاد تو ہیں مگر سب کی سب آسان ہیں تھی تیاعہ تو ہار و جھک مار تو آجکل بھابو

خط ۳ — بُوا احمد زمانی تمنے کہا تھا کہ میں اپنی نانی سے مکریاں لیکر بھیجوں گی سو میں اب تک دیکھ رہی ہوں شاید تم بھول گئیں مجھے اِن کے سُننے کا بڑا شوق ہے فقط

جواب ۳ — ہاں بہن! میں نے تم سے وعدہ کیا تھا اور مجھے یاد بھی تھا مگر نانی جان دلی چلی گئی ہوئی تھیں کل وہ آئی آج تمہارا خط آیا اسی وقت لکھکر بھیجتی ہوں لو تم مکریاں لکھتی ہوں وہ کہتی ہیں ہمارے بچپن میں انکو سہیلیاں کہا کرتی تھیں

مکریاں

۱ وہ آوے جب شادی ہووے   اُس بن دوجا اور نہ کووے
میٹھے لاگیں واکے بول   اے سکھی ساجن نا سکھی ڈھول

۲ ایک سجن میرے دلکو بھاوے   جا سی مجلس بھلی سہاوے
سووت سُنوں اُٹھ دوڑوں جاگ   اے سکھی ساجن نا سکھی راگ

۳ دُر دُر کروں تو پھر پھر آوے   دھر اڑ دھکا میرا سب کچھ کھاوے
جب دیکھوں جب آنگن سہتا   کیوں سکھی ساجن نا سکھی کتا

۴ راہ چلت میں پڑا جو پایا   کھو کھر کھراتا وہ پرکھ یا
کھویا جاوے تو ہووے کھیا   اے سکھی ساجن نا سکھی پیسا

۵ سر پہ سلونا سب گن بھیکا   واہ بن سب کچھ لاگے پھیکا
واکے سر پر ہووے کون   اے سکھی ساجن نا سکھی لون

خط ۴ — بوا رحمت بیگم! قسم ہے آج تو تم مجھے رہ رہ کر یاد آرہی ہو ہائے اُس رات کی

ہیں ساری سہیلیاں ساری کی سہیلیاں موجود ہوں اور ایک تمہارا دم نہ ہو میرے آنے کی تم پوچھو
کہیں تمہیں چھوڑ کر یہاں کیونکر چلی آئی کسی بات کا بھی ایسا گمان نہ تھا نہیں تو میں اندر نہیں
لیکر نہ آتی۔ نواب صاحب خفا ہوتے تو ہو جاتے تم کو ہی لیکر آتی یا اجازت دلوا ہی دیتی۔ پرسوں
کا ذکر ہے کہ ابا جان کے پاس اکیلا اکیلی ایک چوبدار آیا کہ صاحب عالم بہادر آپ کو حضور نے یاد
فرمایا ہے قطب صاحب کی تیاریاں ہیں پندرہ دن تک شمسی حوض کے بھرنے پر زنانہ
رہے گا تمام بیگمیں نوکریں وہیں رہیں گی آپکو بھی چلنا ہوگا ابا جان جو تھے تو یہ سنتے ہی
سوار ہو کر موتی محل میں پہنچے وہاں بھی وہی بات پائی حضور نے فرمایا کہ اماں آج چار گھڑی
رات سے سواریاں لگیں گی۔ تم۔ تمہاری بیگم۔ میری نواسی۔ انکی سہیلیاں دن نکلے سے
پہلے پہلے وہاں پہنچو۔ خیر اسی حال میں کہ اندھیری جھک رہی تھی۔ بجلی کوند رہی تھی۔
جگنو سب جگنے ادھر کے ادھر چمکتے پھر رہے تھے گھٹا گھنگھور چھا رہی تھی میں بی اماں
جان۔ جہاں آرا۔ گیتی آرا۔ گل افروز۔ مہر جہاں۔ حسن جہان۔ بلقیس زمانی۔ سکندر
زمانی + نور جہاں شاہجہاں سب کے سب رتھوں میں سوار ہو ہو کر صبح کے تڑکے جھٹ
قطب صاحب میں پہنچیں۔ دن بھر نے پر جا نکالا یہاں کی کیفیت مت پوچھو تالاب لبالب
رہا تھا جھرنا جاری تھا۔ جھرنے چل رہی تھی فوارے چھوٹ رہے تھے۔ ننھے ننھے بچے کود رہے
تھے۔ کوئی سیدھا آتا تھا کوئی سر کے بل آتا تھا۔ مینڈک ٹرا رہے تھے مور جھنگار رہے تھے
پپیہوں کی پی پی کوئل کی کوک دل میں کھبی جاتی تھی۔ طرح طرح کے پھول کھل رہے تھے
سبزہ لہلہا رہا تھا۔ لہر بہر ہو رہی تھی جل تھل بھر رہے تھے۔ کوکلا کی آواز سے چھاتی پھٹی جاتی
تھی جھینگروں کے غل سے کان اڑے جاتے تھے۔ دل کے دل بادلوں کے چلے آتے تھے۔
ایک گھٹا آتی تھی ایک جاتی تھی۔ گھر گھر کر مینہ آتا تھا اور جھوم جھوم کر برستا تھا کبھی پھوار
پڑنے لگتی۔ کبھی موسلا دھار پڑنے لگتی۔ کبھی تو چھاجوں پانی پڑ جاتا تھا کبھی چھینٹوں
چھینٹوں برس جاتا تھا گھڑی گھٹتا تھا گھڑی برستا تھا کہیں جھولے پڑے تھے کہیں تھم

رکھے تھے کہیں پکوان ہو رہا تھا کڑھائی چڑھ رہی تھی کوئی کھاتا تھا کوئی چھینتا تھا کوئی
چپٹتا تھا کہیں بیسنیوں کی بہار تھی اچار کی پکار تھی کہیں عورتوں کا جھرمٹ کھڑا تھا
کہیں چار چار سہیلیاں آواز ملا کر گا بجا رہی تھیں دو جھولتی تھیں چار جھوٹے دیکر
بڑھا رہی تھیں کوئی اپنے دم سے اکیلی ہی پینگ چڑھا رہی تھی ایک ایک تماشا کھڑا ہو
دیکھتی کوئی گر پڑی کوئی پھسل پڑی کوئی آپ ہی گری اور کو بھی لے گری کسی نے پائنچے چڑھائی
لپٹنے کو ہاتھ بڑھائے کسی نے ایک پوشاک بدلی دوسری منگا لی جب تھوڑا ساون کا
ترڑا سا جوڑے پہن پہن کر بادلوں کے رنگ سے رنگ ملانے لگیں کسی نے کاہی
پہنا کسی نے گل شفتالو کوئی سرخ کوئی نارنجی کوئی سرمئی کوئی دھانی پوشاک بدل کر ادھر ادھر پون
میں بسنے لگی ایک نے کہا آم توڑو کسی نے کہا ٹپکے کے کھاؤ کسی نے کہا نہیں ڈال
کے تنکے دو - کوئی بولی چلو بھی پھول چننے کسی نے کہا ہاں بالیاں بھر لینگے کسی نے کہا
لو اندھیرا آیا پتنگے کوئی آسمان کو دیکھ کر کہنے لگی کیا بہار کی کمان نکلی ہے کوئی دھنک کی دیکھ لو
آسمانی رنگوں کو دیکھو گویا اللہ میاں نے اپنے ہاتھ سے رنگی ہیں مولا مگر یہ بھی کیا رنگ لگا
ہے - کسی نے کہا نہیں تو اودا بادل اچھا معلوم ہوتا ہے کوئی بولی نیلا کیا برا ہے کسی نے
کہا سنہری تو شفق کا رنگ لیا ایک ہنسی سے بول اٹھی اچھا یہی دیا - کوئی لال کوئی گلابی
دو دیکھ کر آتش کرنے لگی - اتنے میں شام ہو گئی خاصہ کی دھوم پڑی ماماں
دوڑی آئیں چلو سب ہاتھ لیے بیٹھے ہیں خاصہ نوش جان فرماؤ پھر آجانا - کھانا کھایا
ہاتھ دھو کے ایک ایک گلوری منہ میں دبائی خاصہ ان نوکروں کو دے پھر جھولا جھولنے
کیسے گانے کو چلیں - اچھو چھو قدرا اگنی کو کہا کھلائی سب کی سب اللہ بسم اللہ
اللہ بسم اللہ - اللہ کی امان - رسول کی امان کہتی ہوئی ساتھ ہوئیں اور اپنی اپنی
سنگھنیاں کھلانے لگیں کوئی بولی بیگم دیکھنا ادھر پاؤں نہ رکھنا - کسی نے کہا ہاں
جاؤں اوجھڑ جاؤ رات کو کون ماہے وہی چیز رہتی ہے وہ کہتی کیوں نہیں

۱ بیسن کی روٹیاں ۲ آم کے درختوں کا جھرمٹ ۳ اس کی تحقیق اور بحث گذر چکی ہے
۴ خیرخواہی ؛

کیو ریسنی کو کہتی ہے؟ ہاں وارثی ہاں ۔ کوئی پڑھ پڑھ کر دم کرنے لگی کوئی پھونک پھونک کر قدم رکھنے لگی ۔ ڈرتے ڈرتے خدا خدا کرکے جھولے تک پہنچیں تھوڑی دیر نہیں گذری تھی کہ چاند نے کھیت کیا آمیں آمیں ہوگئی ۔ گیت گانے شروع ہوئے ۔

برسات کے گیت

گھر آئے بادر کارے چھپ گئے تارے پیہو پیہو پپیہا پکارے گھر آئے
کوئل کوکے گھنی امریاں ات برکھا میں جھلنگ سیاں ہری ہری بن گھر لا جھنکارے گھر آئے

گیت

میں جھیلی رات کاری پیا بن لاگے بوند کٹاری پیا بن لاگے رین بھاری میں جھیلی
ایک تو میں اکیلی ڈروں دوجے ٹھنڈی سانس بھروں شوق رنگ کیندی میں ہاری پیا بن لاگے بوند کٹاری

گیت

کاری کاری بدروا کاری رین کہیں لوا بالن کو جا ونگی ۔ راہ نہ جانوں گلیاں نہ جانوں شوق رنگ پیا بن جیرا بے چین

کارے کارے بدروا کاری رین

چندا توری چاندنی اور رنجنہ آوے کو سیاں کو ڈھونڈت موہے نین کارے کارے بدروا کاری رین

گیت

رین میں گل ناہیں پڑھو دشی رابولے مورا ۔ موری پچھواڑی مرلا جگت ہر کوئی ست ماروڑا ۔ دی مارا بولو مورا
روڑی کا مارا مرجائیگا مورا مجھ برہن کا جوڑا ان بہت مار دروڑا ۔ دی مارا
میں اپنے مورا کو کوٹے گھڑا دوں ۔ گل نعرے نے دا توڑا ۔ دی مارا

گیت

موہے جھولا ڈلا دو مہاراج امواکی چھیاں تلے ۔ ہم تم ملکر پینگ چڑھا دیں ۔ شوق رنگ مہاراج ۔ امواکی چھیاں تلے

گیت

جھولا کن نے ڈالا ہے امریاں ۔ چار کنیں جھولیں ہتبیاں ۔ جھولی جھولی ڈولیں جھلنگ سیاں ۔ جھولا کن

لہ اللہ مارا ۲ے فراق زدہ

رین اندھیری تال کنارے۔ مرلا جھنکاری بادل ؎ بت۔ برسن لاگیں بوندیں پھیاں پھیاں جھولا گن

گیت

اب ہو ہی جو بندری کون نکادری پیا ہوتی تو میں کھم کرا تی ۔ سیاں ہوتے تو دو ری منگاتی۔ شوق رنگ اب مجھی جو بندری

کھو جھولا جھولوں میں کس نگر۔ کیوں آت رین بن کس سنگ ۔ میری برہا جلا سی امنگ۔ میرے پیا کو کون بلاوے

گیت

سکھی آئیر بدروا گھوم کے مجھ رین اندھیری کاریاں ۔ سب سکھیاں بال نیچے پیا بن بتی چلی ماریا سکھی آئی

میری ساس نے دیں ہیں گاریاں۔ میری سنا ہیں بالیاں ۔ کالی کوئل بنی بولیاں مجھ رین اندھیرا کاریاں سکھی آئی

میری پایں سیجیں سونیاں میں دو سر برگا گر بھاریاں ۔ میں تو درشن پی کی پاریاں۔ مجھ رین اندھیری

گیت

سیاں برکھا لینے آئے ۔ ہم سکھیوں جھولت نائے ۔ چار کہار موزنی ڈولیا لائے جسی پاکوئی ترنا سیاں برکھا

ہنڈولنا میرے کون جھلن کو سکھی آئیں۔ ایک تو سکھی جھولیں گا نے دوجی آئی ہیں میری جھلن کی اری پیا ہے ہنڈولنا

جواب ۵۷ – آہا آج کدھر کا چاند نکلا۔ کیا تھا جو بیگم صاحب نے خواجہ صاحب میں جا کر مجھے یاد کیا میں اسکا بھی احسان مانتی ہوں کہ آپ ایسی سیر میں مجھے نہ بھولیں سنا اور جھرنے کی کیفیت اسطرح لکھی کہ گویا میں نے اپنی آنکھوں سے یہ بہار دیکھ لی۔ خوب ہوا جو تمنے میرے ہاں آدمی نہیں بھیجا اُس دن ایک شادی میں گئی ہوئی تھی تم برسات کے گیت سن سنکر برسات منا رہی تھیں میں شادی کے گیتوں کو سن سنکر اپنا دل بھلا رہی تھی۔ بھول بھلیوں اور مرتیوں کو دیکھ کر جسطرح تمہارا دل شاد شاد ہوا اسیطرح ہمایوں کے مقبرہ اور اُسکی سر سبزی دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہوا۔ بھلا تمنے تو میرے واسطے برسات کے گیت لکھ کر بھیجے میں تمہارے لئے کیا بھیجوں اسوقت تو وہی شادی کے گیت ذہن پر چڑھے ہوئے ہیں جو دو روز سے برابر سن رہی ہوں۔ ساری کیفیت لکھنے کی تو فرصت نہیں انہیں کو لکھے دیتی ہوں۔ سنا ہے تمہارے بھائی کی شادی

؎ یہ گیت بہادر شاہ بادشاہ دہلی نے جھرنے پر بیٹھے بیٹھے اپنی بہو مرزا ابلاقی کی بیگم پر جنکے میاں اُن دنوں میں

کے ۔ ۔ ۔ [illegible]

ابھی لگ بھگ ہے ابھی سے کان میں ڈال رکھو گی تو اُسوقت سمجھ میں خوب آجینگے فقط

بیاہ شادی کے گیت جو عورتیں گاتی ہیں

سُہاگ

شبھ گھڑی آیاری بنا نت گھڑی آیاری بنا — بنا نبڑی کیلئے شبھ گھڑی آیاری بنا

سیجیں مخمل کی بچھیں تکیے مشجر کے لئے لگ — نُور کے تنبُو تلے لاکے بٹھایاری بنا

ایک تو بنا بنا اور بنے کے باوا بنے — چلکے دیکھو ری سکھی سب میں سوایاری بنا

ایک تو بنا بنا اور بنے کے بھائی بنے — چلکے دیکھوری سکھی سب میں سوایاری بنا

ایک تو بنا بنا اور بنے کے چچا بنے — چلکے دیکھوری سکھی سب میں سوایاری بنا

سُہاگ

انگنا میری بنڑی بنو مانگی گی رنگ رلیاں — چنر میری بنڑی بنو مانگی گی رنگ رلیاں

سُہاگ

آج کی رین سہاگ کی بنرے کو بنایا — آجکی رین

بہاؤ جب رنگ بدھاوا امیر رب نے دین دکھایا — (سنجوگ ملایا) آجکی رین

بنڑا بنڑی تکمت پر بیٹھے آرسی مصحف دکھایا بنڑی کو بنایا - آجکی رین سہاگ کی بنرے کو بنایا
تخت

سُہاگ

بنرے کے واری گئی اری اے ری ما — نوشہ کے واری گئی اری اے ری ما

بنا میرا جب سہرا باندھے جدھر کے واری گئی — اری اے ما بنرے کے واری گئی اری اے ما

بنا میرا جب بنا پہنے کلغی کے واری گئی — اری اے ما

آنگنا بیچ سہاگ کی بیٹ آمیرے آنگنا — میرا اچھا رے بنا کیسا لالال بنا

بنرے کے واری گئی اری اے ری ما

سہاگ گھوڑی

اے میری نیدان بنو باژو بند ڈھیلے نین تیری رسیلے

باز و تیرے جوشن سوہیں اور اِکوں کی جوڑی — ای میری نیدان بنو باژو بند ڈھیلے نین تیری رسیلے

ہاتھ تیرے پہنچیاں سوہیں اور کنگن کی جوڑی — پیروں تیری جھانجن سوہیں اور چھڑ یونکی جوڑی

اے میری نیدان بنو باژو بند ڈھیلے نین تیری رسیلے

کھائے نہ جانے پنڈیاں لاڈو میری باندھے نہ جانے بند ...... سیانی ہونے دو

بابا نے کس دیا لاڈو لا اماں پی پی جانے نہ دے — سیانی ہونے دو

چچانے کس دیا لاڈو لا چچی پی پی جانے نہ دے — سیانی ہونے دو

بھائی نے کس دیا لاڈو لا بھابو پی پی جانے نہ دے — سیانی ہونے دو

پھوپانے کس دیا لاڈو لا پھوپی پی پی جانے نہ دے — سیانی ہونے دو

خالو نے کس دیا لاڈو لا خالہ پی پی جانے نہ دے — سیانی ہونے دو

ناجوای گھونگٹ کھول

گھونگٹ میں تیرے چندربت ہے — لال لگے انمول ناجوی گھونگٹ کھول

گیت

آیا ری لاڈو تیرا بنا بن آیا — منھ مقنع سر سہرا براجا چھے بنو گھر لایا

آیا ری لاڈو تیرا بنا بن آیا

سہرے والا ری بنا ہریالا ری بنا — آیا ری لاڈو تیرا بنا بن آیا

سہرا

سہرا بنے کا گوندھ لاؤ ری مالنیا

لاڈو ری مالن بیٹھو مورے آنگن — کر سہرے کا مول چکاؤ ری مالنیا

سہرا بنے کا گوندھ لاؤ ری مالنیا

لے بازو — بازو کے زیور — لاکھ

شادیانہ

ہووے مبارک شادی   جم جم نت نت آبادی
نت نئی ہریالی بنو   ہووے مبارک شادی

ٹونا

ڈھائی پونی کچا سوت   میں باندھوں سائیں کا پوت
باندھ بوندھ کر کیا غلام   دلھن[1] بٹھا کرے سلام

خط ۹ بوا! کہتے ہیں امی جی کے دنوں میں جب قلعہ آباد تھا بادشاہ جیتے تھے اس اُجڑی دلّی میں بھی وہ رونق تھی جو آج کلکتہ میں نہیں۔ جسطرح انگریزوں میں بہو بیٹیاں مینا بازار لگا کر بیٹھتی ہیں اور اُسمیں طرح بطرح کی ولایتی اور دستکاری کی چیزیں سجا کر اپنے ہنر کی داد لیتی ہیں اسیطرح ہمارے قلعہ میں بھی دستور تھا بادشاہ سلامت کیطرف سے کبھی مہتاب باغ کبھی حیات بخش میں زنانہ بازار لگا کرتا تھا اور تمام شہزادیاں بیگمیں وغیرہ وہاں آکر جمع ہوتی تھیں غیر مردوں کی ممانعت تھی اور شہزادوں کو اجازت کیونکہ ان میں نہ پردہ جب تھا اور نہ اب ہے۔ میری ایک منہ بولی بہن نظام الدین میں رہتی ہیں انہوں نے قلعہ ہی میں ہوش سنبھالا اور وہیں پرورش پائی جب نگوڑا غدر پڑا تو انہیں اٹھارہواں[2] برس تھا ایسی ادان نہ تھیں جو بھول جاتیں بہت سی باتیں انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور بہت سی بڑی بوڑھیوں کی زبانی سُنی ہیں۔ ایک دفعہ اُنہوں نے **حیات بخش** باغ میں زنانہ ہوکر میلہ چڑھنے اور بادشاہ کیطرف سے باغ لُٹنے کا حال اس مزے سے بیان کیا کہ میں تمسے کیا کہوں اُنکا بیان ہے کہ بادشاہی محل کے آگے ایک بہت بڑا باغ تھا اور حیات بخش اُسکا نام تھا۔ بیچوں بیچ میں ساٹھ گز سے ساٹھ گز چوکور حوض حوض میں جل محل تھا نہریں آمنے سامنے دو مکان ساون بھادوں قائم ہے پاؤں تک سفید سنگ مرمر کے بنے ہوئے تھے۔ اُن میں چھوٹے چھوٹے حوض

[1] دلہن نوعمر ۔ [2] اٹھارہواں

حوضوں میں پانی کی چادریں[۱] گر رہی تھیں ۔ چاروں طرف لال پتھر کی نہریں ۔ نہروں میں پانی جاری تھا اُن کے گرد اگرد لال پتھر کی گلکاری[۲] کی کیاریاں ۔ کیاریوں میں گیندا گل مہدی گل نورنگ گل طرہ کھل رہا تھا ۔ موتیا ۔ چنبیلی جوہی رائے بیل گلاب مولسری کے پھولوں سے باغ مہک رہا تھا ۔ بلبلیں چہک رہی تھیں سبزہ لہلہا رہا تھا ۔ آم ۔ جامن ۔ انار ۔ امرود ۔ رنگترہ ۔ نارنگی ۔ چکوترہ اپنے اپنے موسم کے پھل پھولوں میں لدا ہوا جھوم رہا تھا ۔ مینہ کا جھمکا لگ رہا تھا مور جھنگار رہے تھے ۔ پپیہا پیہو پیہو کر رہا تھا ۔ کوئل کوک رہی تھی ۔ ایک دفعہ ایسے بہار کے موسم میں ۔ سب شاہزادے اور شاہزادیوں نے ملکہ بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور باغ کے زنانہ کا حکم دیں **فرمایا** ۔ ہوں ۔ یعنی اچھا ۔ اُسی وقت سب نے لال جوڑے منگوائے مار امار کر کے اُن پر مصالحے ٹکوائے ۔ باغ میں زنانہ ہوا ۔ خیمے کھڑے ہوئے ۔ حوض کے چوگرد لکڑیوں کی باڑیں بندھیں ۔ اُن پر فرش ہوا ۔ ایک طرف بادشاہ کا جہاں نما کھڑا ہوا ۔ حوض میں نواڑے چھوٹے دکانیں لگیں مالنیں ۔ تنبولنیں ۔ ترکاری میوے والیاں قرینے قرینے سے بیٹھیں ۔ بڑے پوریاں پھلکیاں ایک طرف تلی جانے لگیں کبابنیں کہیں بیٹھیں کباب لگانے لگیں دہی بڑے والیاں ہنڈے سر پر لئے پھرنے لگیں ۔ حلوائیوں کے چھوکرے پوریاں کچوریاں مٹھائیاں بیچتے پھرنے لگے سادے کاروں بساطیوں کے لڑکے انگوٹھی چھلے اور طرح طرح کا اسباب سجا کر بیٹھ گئے اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک طرف سے کچھ ایلٹیوں کے چھوٹے چھوٹے لڑکے بندوق توشہ دان[۳] لگائے قطار باندھے برابر قدم سے قدم ملائے چلے آتے ہیں ۔ دوسری طرف سے ننھے ننھے گولہ انداز نیلی نیلی وردیاں پہنے منگنا سی توپیں کھینچتے آتے ہیں ۔ تھوڑی دیر میں جابجا کچھ ایلٹیوں کے پہرے لگ گئے ۔ توپیں الگ ایک جگہ کھڑی ہو گئیں ۔ اب مکانیں آنی شروع ہوئیں جدھر دیکھو لال لال چونہایاں جھمجھماتے جوڑے پہنے سونے میں پیلی موتیوں میں سفید چھم چھم کرتی چلی آتی ہیں ۔ ساتھ ساتھ

[۱] چادریں [۲] توشہ دان ۔ کارتوس رکھنے کا بکس [۳] چھوٹا چھوٹا [۴] شوخ رنگ [illegible]

انّا ددا - لونڈیاں - باندیاں ہاتھوں چھاؤں اللہ اللہ بسم اللہ کرتی صدقے قربان ہوتی
چلی آتی ہیں - ایک کہتی ہے دیکھنا بلائیں صدقہ گئی واری گئی بیچ بیچ میں چلو - سفید چادر
اوپر اوڑھ لو اس چھتے میں چول ڈالا رہتا ہے - اور رستے کا بھی ڈر ہے دور پار شیطان
کے کان بہرے کہیں کسی کا سایہ جھپیٹا نہ ہو جائے تو یہ بولا چھا چونڈا کو رستے اُستر سے
مونڈا جائے - رستے میں جو کسی نے بناؤ کو ٹوکا تو قہر آ گیا - انّا - ددا مانی بنیے جھاڑ کے
اُسکے پیچھے چمٹ گئیں - حف تمہاری نظر - تمہارے دیدوں میں رائی نون دیکھو تمہاری
ایڑی میں کیا لگا ہے اچھی دیکھو اُس کل جبھی نے ایسا ٹہو نسا ہے تو آج اپنی بچی کا پنڈا کچھ
پھیکا پھیکا معلوم ہوتا ہے - ورا اُس کے پاؤں تلے کی مٹی چولھے میں جلانا :: غرض
اب چاروں طرف باغ میں گانا بجانا ہونے لگا اور ہمجولیاں آپس میں ہلکے جھولوں اور
ہنڈولوں میں جھولنے لگیں اور ایک پر ایک بولیاں ٹھٹولیاں مارنے لگی ہنسی (ایک)
آج تو اِس لال جوڑے پر چوٹ ہے (دوسری) جھوٹ تو تمکو کون ستھرے جوڑے کو
کالی گوٹ لگا کلیجی پھیکا کر دیا (پہلی) واہ اچھی یہ برا معلوم ہوتا ہے؟ (دوسری) خاک
تمہاری ارواح - کیا تمہیں نہیں سوجھتا دشمنوں کے دیدے پٹم ہو گئے + اوہو
ہو - اچھی تمہیں ہماری جان کی قسم ہمارا حلوا کھائے ہمیں کو ہے ہے کر کے پیٹے جو
اِس مینڈھیل کی دھج کو نہ دیکھے - سر گالا منہ بالا سینگ کتا بچھڑوں میں ملیں - منہ میں
دانت نہ پیٹ میں آنت لال جوڑا اٹکائے کیا ٹھسے سے بیٹھی ہیں - الہی یہ اور قہر توڑا اپنے
منہ میں مستی کی دھڑی سلاتی ہے سوکھی سوکھے ہاتھوں میں مہندی بھی لگی ہوئی ہے -
اچھی یہ لال کپڑے تو خیر حضور کا حکم ہے - مگر یہ کمبخت مہندی اور مسی کی دھڑی جمائے
کیا انکو سوجھی تھی (لونڈیوں پر غصہ) ارے گلبہار نسترن بہار - نوبہار کدھر اُڑ گئیں - الہو
وہ باغ میں گدگڑے مارتی پھرتی ہے - بھلا رے علامہ! ایسا دیدیکا ڈر نکل گیا کیسے
ٹکلے کے سے بل نکالتی ہوں (بچہ پر خفگی) تو تم بھی کیا تنتنی ہو ذرا ذرا سی بات

پڑوسن سے بھاتی ہوا ایسا کیا نعمت کی ماں کا کلیجہ تھا جو تم ایسی بلک گئیں چھوٹی بہن بھی اگر
اُنہوں نے آم لے لیا تو کیا ہوا آؤ میں تمہیں اور منگا دوں ارے کالا کا جا میری بیوی کے
لئے آم جلد لائیو۔ بیگم صاحب میں ابھی دیکھ کے آیا ہوں اور نہیں ہیں ایسا کیا باغ
میں اُوڑ اٹھ گیا یہ موا کام چور نوالے حاضر ہیں بیٹھا بھیگی بلی بنتا ہے ارے یاقوت تو
جا جہاں سے ملے ابھی لیکے آ۔ چلو آؤ من جاؤ بہت چونچلے نہ بگھارو۔ اللہ وہ چھوٹی بہن
کیا کہہ رہی ہے ہم بھی جلے کو جلائیں گے۔ نوں ہر چلیں لگا بیٹھنگے۔ جسوقت چار گھڑی دن
باقی رہا حضور کی آمد آمد کی خبر ہوئی جسولنیوں نے آواز دی خبردار ہو اتنے میں سواری
آئی کہار پالکی اُتار کیا اسپے تکان ہوادار کندھوں پہ لئے چلی آتی تھیں ساتھ ساتھ خوجے مورچھل
کرتے پیچھے اُٹھ ہاتھ میں لئے اور حبشنیاں ترکنیاں قلماقنیاں اُردا بیگنیاں۔ جن کے ہاتھ
میں کمر پڑے جسولنیاں آگے آگے خبردار ہی پکارتی چلی آتی تھیں بادشاہ کی بھی لال پوشاک
لال [illegible] ہوئے ہاتھ کے مورچھل تھے ایک دفعہ ہی پیچھے الینوں نے جھک کر سلامی اتاری
[illegible] سب دعائیں دینے لگیں سب نے سروقد کھڑے ہو کر آداب بجالایا
[illegible] رونق افروز ہوئے یہ سب حوض پر آبیٹھیں اور حوض کے پھر کر دیا
[illegible] ٹنے کا حکم ہوا ساری بیگمیں کیسی بے تحاشا گرتی پڑتی تو [illegible]
اور سب [illegible] ڈھونڈو کی جان جاتے ہی [illegible]
پھول توڑوں تک نوچ کھسوٹ ڈالی ہمجولیاں چھوٹی پھیلائے نیچے کھڑی ہیں لونڈیاں باندیاں
اوپر سے توڑ توڑ کے آنا فانا گودیوں میں ڈالنے لگیں کوئی کہتی ہے اچھی بی بادشاہ مجھے وہ
نگسترہ توڑ دے۔ کوئی کہتی ہے اچھی میری آنچل تو مجھے وہ بڑا سا کھٹا توڑ دے میں تجھے
ایک روپیہ دونگی ایک جو آئیں انہیں کچھ نہ ملا تو وہ کسی کی گودی میں کسیکے ہاتھ میں سے اچک
لے گئیں بیچ نہ تکتی رہ گئیں۔ لو بی چوروں پر مور پڑے اپنے کچھ ہاتھ نہ آیا تو مفت مارنے کو
اوروں کا لوٹ لیا اب یہ سرخرو چونڈا ایاں کھونڈا سب میں بیٹھ کے شیخیاں بگھار رہی گی

له محیط - سه بڑا حقه - سه یہ سب عمدہ دار عورتیں ہیں - سه چوبدارنیاں - سه یا دل کی آرائش -

ہم بھی لوٹ لائے ہیں کبھی کوس کوس کے ڈھیر کر چکی الٰہی چھریاں لٹا دن ہوکر جب
شام ہوئی اور دونوں وقت ملے تو آپس میں کہا بس صاحبو! اپلواب حوض اور نہر و پنجی
پٹریوں پر بیٹھکر چاندنی منائیں لو اڑدوں میں بیٹھکر حوض میں پھیرو۔ وہاں جاکر دیکھا تو
کہیں ڈھولکی بج رہی ہے گانا ہو رہا ہے کہیں دس گلڈا پچیسی کھیلتے کہانیاں پہیلیاں رہا
مکریاں ہو رہی ہیں۔ کہیں آنکھ مچولی بھٹی چھپول ہو رہی ہے۔ سات دن تک روز اسیطرح
نئی نئی رتیں انوکھے کھیل نرالی باتیں ہوتی رہیں۔ آٹھویں دن جمعرات کو پنکھے کی تیاری ہوئی
وہ بھاری بھاری گلدان نئی نئی دھج کے لال لال جوڑے ہیرے یاقوت زمرد موتیوں کے جڑاؤ
گہنے پہنے نک سے سک تک بناؤ سنگار کر کے سارے شہر کی عورتیں آ مٹ آئیں باغ کے
میں ایک چمن کھل گیا دیکھنے والے اش اش کرنے لگے ٹولیاں ہاتھ پسارنے لگیں جب
چار گھڑی دن باقی رہا تو چاندنی چوک کے باغ سے پنکھا اٹھا ہاتھی پر سونے کا پنکھا
سچے موتیوں کی جھالر اسمیں ٹنکی اوپر سونے کا مور اسکے پیٹ میں گلاب کیوڑا
بھرا ہوا پنجوں میں سے نکل نکل کے سب کو معطر کرتا جاتا تھا آگے آگے پھولوں کی چھڑیاں
نفیری بجتی ہوئے ہزارے چھٹتے ہوئے سپاہیوں کے غول باجا بجاتے ہوئے پیچھے سلاطین اور
امیر امرا ہاتھیوں پر سوار دو طرفہ آدمیوں کے ٹھٹ بھیڑ بھاڑ اس دھوم دھام سے باغ کے دروازہ
پر پنکھا پہنچا سب لوگ باہر ٹھہر گئے سلاطین پنکھا لیکے اندر گئے حضور سوار ہوئے چھوٹی
چھوٹی توپیں ننھے ننھے گولہ انداز دھنا دھن چھوڑنے لگے بھیرا پلٹنیں سلامی اتار آگے پیچھے ہولیں
آگے پیچھے تاشے باجے روشن چوکی والیاں تاشہ ڈھول جھانجھ طبلہ نفیری بجاتی چلیں ان
کے پیچھے سلاطین پنکھا لئے ہوئے پنکھے کے پیچھے حضور ہوادار میں سوار خوجے شور غل
کرتے۔ حبشنیاں ترکنیاں قلماقنیاں اردابیگنیاں شور کرتے جسولنیاں خبردار پکارتی
شاہزادے تخت کا پایہ پکڑے شاہزادیاں بیگمیں نوکریں چاکریں لونڈیاں باندیاں شہر کی
عورتیں ساتھ چلیں۔ اسوقت کی بہار دیکھنے کے لائق تھی کبھی بیٹھے بیٹھے ہوا اٹھتے

تھی کبھی چھٹیاں چھیٹیاں مینہ برسنے لگتا تھا آسمان پر کالی گھٹا گھمنڈ گھمنڈ رہی تھی زمین
پر گویا لال گھٹا اُمنڈ رہی تھی اُدھر بادل کی گرج بجلی کی چمک اِدھر گوٹے کی جھلک جواہر کی دمک
سے آنکھوں میں چکاچوند سی آتی تھی نفیری میں پیرِ ساون آیا کی آواز ٹھہر ٹھہر آتی تھی محل کی ہمجولیاں
اور لڑکیاں غٹ کے غٹ کوٹھوں پر ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے کہیں تل دھرنے کو
جگہ نہیں۔ تھالی پھینکو تو سر پر گرے جدھر نگاہ اُٹھا کے دیکھو ایک چھت پر بیبیاں
سے دکھائی دیتی تھیں اس تجمل اور کرّ و فر سے درگاہ میں شام کو پنکھا چڑھا کے باغ میں
روشنی کی تیاری ہوئی حوض کے چوگرد نہر کے کنارے پیڑوں پر دو رستہ فانوسوں کے ٹھاٹھ لگے تھے
میں لال لال کنول۔ انہیں دفعتہً روشن ہوئے چاروں طرف ایک آگ سی لگ گئی
فوارے نہیں روشنی جیسے پھلواڑے حوض میں پھیل رہے ہیں۔ درختوں میں قمقمے
جگنوؤں کی طرح چمک رہے ہیں کہیں بین باجا بج رہا ہے کہیں بادشاہزادی کا سوانگ بن رہا ہے کہیں ناچ رنگ
ہو رہا ہے ساری رات اسی سیر و تماشے میں گذری صبح کو سب اپنے اپنے
گھر [illegible] سب میلا ہو چکا۔ فقط تمہارے دیکھنے کی آرزو ہے آرزو مند امراؤ بیگم

تمہارا خط آیا اور حیات بخش باغ کی بہار اپنے ساتھ لایا [illegible] ہوئی گل تم دیکھ
کہہ [illegible] بہت دھوم دھام ہو رہی ہے ایسا کون ہے جو انہیں نہیں جانتا نام
میں [illegible] اُنکے منہ سے تو سنا ہے اُنہوں نے قلعے کے حال میں ایک کتاب
لکھی ہے بلکہ اُسکا نام بھی بڑی آپاجی کی صلاح سے رکھا ہے اور دیباچہ بھی انہوں
نے لکھا ہے دیکھو تو کیا اچھا نام ہے **خواب محفل**۔ یعنی اُس محفل کا حال جو آنکھوں
کے دیکھتے دیکھتے خواب ہو گئی۔ بوا یہ بڑی ہنر والی بیوی ہیں اُنکے گھر کا بچہ بچہ
پڑھا لکھا ہے لڑکیاں ہیں تو دسوں انگلیاں دسوں چراغ لڑکے ہیں تو عالی خیال
روشن دماغ۔ اُس کتاب کو میری ایک سہیلی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور منتیں کر کے
نقل کرنے کو مانگی مگر وہ اس بات کو ٹال گئیں یہ بھی چھپ رہی ہیں ابھی سے ایک جمل انہیں

؎ یکساں۔ یک لخت

یاد ہے۔ دیکھو کیسی غضب کی ہے۔ فقط ۔ تمہاری دوستدار نشاط بیگم +

چُہل

دلّی میں بِل جھکلے آو ہمیں بیٹھی ہنس بول رہی تھیں ۔ ایک موئے شیطان اُچھلا پیچھے آ ایک کالا چینتھڑا لا جھکے سے ایک کے سر پر پھینکدیا وہ دُو دی دُو دی کرتی ساتھ ہی جتنی بیٹھی تھیں گدبد اوپر تلے گرتی پڑتی چیخیں مارتی بھاگیں ۔ ایک جیجم جاجم بچھا دی سارا چہل سر پر اٹھالیا ۔ تو دوڑ میں دوڑ ۔ ارے کیا ہوا ایک کہتی ہے اوپر سے مُردار[1] سی گری ۔ دوسری کہتی ہے واہ جی ۔ نہیں سنتی ہے مجھے کِلکِلی سوجھی تھی اے بی آ آجان اے بی بچا بچھونہ ۔ اے بی نا نا حضرت[2] اے بی دادا حضرت ! اچھی فساد دیکھنا میرے کلیجے پر ہاتھ رکھنا جو قت سے یہ نگوڑی گر پڑی ہے کیا چار چار ہاتھ اچھل رہا ہے ۔ اری سنیل ۔ ارمی ستو بر چڑیل نامرادیں کد ھر آرگئیں ۔ جی دو نکلے تمہارا جی دیکھو تو مُردار ہی ہے تو جلدی سے سونے کا پانی لاؤ میں اپنی بچی کا پنڈا دھوؤں رستی ہے تو صدقے کے لئے خوردہ منگاؤں ۔ ہے ہے خدا نے میری بچی کی جان بچائی دور پار شیطان کے کان بہرے اگر ایسی ویسی کچھ ہو جاتی تو وہ بندی کسکی ماں کو ماں کہتی + لونڈیاں باندیاں لالٹینیں شمعائیں لیکے دوڑیں ۔ دور ہی سے کھڑی کہہ رہی ہیں ۔ اے بیبی ہوی خدا جھوٹ نہ بلائے یہ تو رستی ہے جب پسنتی پُھد پُھدا کے اسکی طرف پھینکنے لگیں ایک کہتی ہے بوا یہ تو کمبخت ایک جائے جم ہو گیا نگوڑا ہلے نہ جلے ۔ دوسری کہتی ہے واہ میں نے اسے کچل دیا ہے ۔ بھلا کیا مقدور یہ ہے سرک تو سکے ۔ لو تو بوا ایسی ہی تم بھی چھِتیا[3] ہو ۔ ایسا ہی تمہارا پھو چھپکا ہے ۔ چل دور ۔ ارے خوبوں کو بلاؤ ۔ لکڑیاں لے لیکے خوجے دوڑے پاس جاکے جو دیکھیں ایک کالا چینتھڑا پڑا ہے ۔ کہیں رستی ہے نہ مُردار ہی ۔ سبکو اُٹھا کے دِکھایا ۔ کہ واہ حضرت اچھا چہل کا ٹیل بنایا ۔ جن کا یہہ کرشمہ تھا ایک دفعہ ہی بے ساختہ قہقہہ مار کے ہنسیں ۔ سب کی سب لعنت ملامت کرنے لگیں ۔ شاباش بوا تمکو ۔ درگور تمہاری صورت ۔ ہیں

[1] چپکلی ۔ چھپکلی سہ چلیا سہ ۔ [2] اہل قلعہ نانی کو نانا حضرت دادی کو دادا حضرت کہتے ہیں ۔ [3] ستیا ستی ۔ پاگل دامن

ایسی چہل بازی نہیں بھاتی – تمہارے نزدیک تو ایک ہنسی ہوئی یہاں جلوؤں لہو سوکھ
گیا فقط +

خط ۷۸ – بوا میں نے تمکو خواب محفل کا حال لکھا تھا اور اُسکے چھپنے کی آرزو ظاہر
کی تھی آج خدا تعالیٰ نے ایک کتاب **صورۃ الخیال** چھپی چھپائی ایسی دکھائی کہ
بس سارے قصّے اور ساری کہانیاں اُسکے آگے جی سے اُتر گئیں – یہہ کتاب مولوی
سید علی محمد صاحب عظیم آبادی نے لکھی ہے اِس میں ایک بیوی ولایتی بیگم کی مصیبت
دانائی اور شادی کا قصہ ہے – جب یہہ بیاہی گئیں تو اُنکا پیر ایسا آیا کہ آتے ہی سُسر کے
کو کھایا – میاں کو نیا نواب بنایا – جتنی دولت تھی چار دن میں اُف ہوگئی – بیوی کی بات
نہ پوچھو کہ جیتی ہے یا مرتی ہے لیکن بیوی ایسی عقلمند تھی کہ اُسنے خطوں ہی خطوں میں کاغذ کے
گھوڑے دوڑا کر میاں کو موم کر لیا جتنی بُرائیاں تھیں ایک دفعہ ہی سب بھلائیوں سے بدل گئیں
اور اُس نے خوش ہو کر اپنی بیوی کو بڑے چاؤ سے بلوایا – جب یہ غریب گھر سے چلی تو
رستہ میں ڈاکا پڑا سب آپ آپ کو بھاگ گئے نگوڑے ڈاکوؤں نے جہاں مال اسباب
لوٹا تھا وہاں اس بدبختی کی ڈولی بھی اپنے ساتھ لے لی تھوڑی ہی دُور چلکر ڈولی تو چھوڑ دی
اور اُسے پاؤں پیدل اپنے ساتھ لیکر چلے گئے جیسی جیسی مصیبتیں ولایتی پر پڑیں اور جن جن
وسیلوں سے خدا نے اُس کی آبرو بچائی اُنہیں سن سنکر ایمان کانپتا ہے آخیر میں ولایتی
کے ہنر نے اُس کے خاوند سے ملا دیا اور اسطرح ملایا کہ بڑے بڑے حاکموں نے اُس کی
عصمت کی گواہی دی اور اِس حال کے چھاپنے کی ہدایت فرمائی ابھی تک میں نے پہلا
ہی حصہ دیکھا ہے – سُنا ہے دوسرا بھی تیار ہو رہا ہے – قیمت بھی کچھ بہت نہ
کہیو آنے اُسکے اوپر سے صدقے ہیں الٰہی تو وہ دن کر کہ ہم بھی اپنے لئے آپ
بنا کر اپنی بہنوں کو اندھیرے رستہ سے نکالیں +

جواب ۷۹ – بہن! میری عزیز ہو تو تم ہو اور باتمیز ہو تو تم ہو

سلمہ قدسرہ

کو ترقی دے اور تمہاری طفیل سے ہمیں بھی نئی نئی کتابیں دیکھنی نصیب کرے اس کی ایک جلد مجھے بھی منگوا دو اور جب تک میری کتاب آئے اپنی کتاب مانگے کو دیدو۔ میری بڑی آپا۔ خالہ اماں۔ ممانی جان جب سے تمہارا خط دیکھا ہے آٹھوں پہر تقاضا کرتی ہیں کہ لڑکی وہ کتاب آئی یا نہیں۔ آج ایک بیوی سے سنا کہ اس کی دوسری جلد ہدیۃ المقال بھی چھپ گئی اسمیں دریا کی مصیبتیں خوب خوب بیان کی ہیں فقط

چوتھی فصل

نوکروں چاکروں مثل اناّ چھچھو وغیرہ کے خط اور ان کو جواب

خط ۸۔ انا پیاری! تو اماں سے خفا ہو کر کیا گئی کہ میرے دیکھنے کو بھی نہیں آئی؟ تو نے مجھے دودھ پلایا۔ تو نے مجھے گودیوں میں کھلایا۔ پالا تو نے۔ پوسا تو نے۔ لالوں کا لال تو نے کیا چونچال تو نے کیا۔ جو ہٹ کی وہ اٹھائی جو چیز مانگی وہ کھلائی۔ اب سے دور جب مجھے کوئی بیماری ہوتی تھی۔ تو آٹھ آٹھ آنسو روتی تھی کندھے سے لگائے کھڑی پھرتی تھی آنکھیں بند ہیں تو تو اجا رہی ہے یوں بھی نہ مانا تو کنڈی کھڑکا رہی ہے منتیں کرتی دوائی پلاتی ہتو کھلاتی۔ اب میں وہی ہوں کہ مجھے دیکھنے سار کو نہیں آتی کھلانا پہلانا کیا صورت نہیں دکھاتی۔ مجھے اب بھی تیری وہی محبت ہے مگر تجھ میری الفت نہیں رہی۔ تیرے کارن اناّ جان سے روز لڑتی ہوں کہ بی تم میری دشمن ہو مجھے دیکھ نہیں سکتیں تمنے میرے اناّ کو اٹھ لٹھ کر نکالا۔ مجھ جسکی کل بھی اسیکو اجاڑا۔ تمہارا کیا گیا میں بے چین ہو گئی۔ جب میری انا تمہاری آنکھوں میں کھٹکتی ہے۔ تو مجھ بھی پیار نہ کرو۔ ایک دن یہ کہکر میرا جی بھر آیا آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے بلبلا کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور چھاتی سے لگا لیا۔ پھر تو

مجھے اور بھی رونا آیا ہچکی بندھ گئی پانی پلایا اور قسم کھائی کہ کل ہی تیری انا کے پاس آدمی بھیجونگی تو اپنا جیوڑا مت کڑھا سو اچھی انا اب زیادہ پاؤں نہ پھیلانا ۔ نہیں نہیں ضد چڑھ جائیگی تو پھر تمہارا کچھ جائے گا نہ اُن کا میں بن آئی مرجاؤں گی فقط

جواب ۱۸ ۔ واری جاؤں! جب آدمی ایک طوطے کا بچہ پالتا ہے تو اُس کی بھی اتنی محبت ہوتی ہے کہ دم بھر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا تم تو ماشاء اللہ آدمی آدم زاد آنکھوں کی پتلی کلیجے کی کور ہو ۔ تمہاری جدائی کا جتنا قلق ہو تھوڑا ہے ۔ میں جیتے جاگتے تو چلی آئی پر کیا کہوں کیا کیا مصیبت کیسی کیسی آفت اُٹھائی جیسی کی تھی ویسی بھلی دیوانی باولی ہڑکھائی بنی پھری ۔ سڑن خفقن کہلائی ۔ جس کسی دس بارہ برس کی لڑکی کو دور سے کوئے پر ہاتھ دھرے دیکھتی یہی جانتی کہ یہ تو میری بیگم میری پیاری کھڑی ہے اپنی انا کی لاڈو اپنی انا کی دُلاری کھڑی ہے ۔ جب کسی مجلس میں نکلتی تو جھک جھک کر ایک ایک کا منہ دیکھتی کہ کوئی میری بیگم کی صورت کی لڑکی بھی ہے یا نہیں؟ جسے دیکھکر اپنا کلیجہ اپنا دل ٹھنڈا کروں باتیں سنوں آنکھیں سینکوں اس میں اگر تقدیر سے کوئی مدھرے قد بھبوکا رنگ کی ۔ گوری چٹی ۔ طرار فرار لڑکی مِلگئی تو بے قرار ہوگئی پھر گھنٹوں اُسی کی باتوں میں گزار دیتی اور کہتی کہ بیٹی بہن بُرا نہ ماننا دیوانی باولی نہ جاننا خدا اُسے جیتا رکھے سونے کے سہرے بیاہ ہو دودھوں نہائے پوتوں پھلے میری پیاری کی بھی عین میں یہی شکل یہی صورت یہی چال یہی انداز ۔ یہی رنگ یہی روپ ۔ یہی قد ۔ یہی قامت ہے میں ناشاد نامراد اُس کی ماں سے لڑکر چلی آئی ہوں اس لئے بلبلاتی خاک اُڑاتی پھرتی ہوں کیا کروں دُودھ پلایا کی ماتا پڑ گئی ہے جی نہیں مانتا ۔ اگر کوئی نیک گھڑی کی پیدائش ملنسار خوش مزاج لڑکی ہوئی تو ہنس ہنس بھی کھایا گھُل مِلکر باتیں بھی کرنے لگی اور جو دُور پار کوئی بُرے وقت کی پیدائش ۔ جنم جلی ۔ جلاتن ۔ اکل کھری جی سے دُور جا کے

بڑی ہوئی تو کالی بلا کی طرح پیچھے پڑ گئی پنڈ چھڑانا مشکل ہو گیا - بیگم تیرے واری تیرے صدقے پہلے تو کچھ پریت رہی ہے اور تم کہتی ہو تو مجھے دیکھنے تک کو نہیں آتی - تمہاری آن جان اب یاد ہیں گی تو میں پھر حاضر ہوں میں نے اُنکا نمک کھایا ہے میرے بچے اُنکے گھر کے پلے ہیں - اُنکے احسان سے کبھی باہر نہیں ہو سکتی اور نہیں بلائیں گی تو خیر دوسرے تیسرے تمہاری ہی صورت دیکھ جایا کروں گی +

خط ۸۳ - بیگم صاحب! بے غم صاحب! خدا کے دیئے رتبہ کو آداب - وعدہ کو بندگی - نوکری کو پرائے بس سلام کرتی ہوں - بیگم یوں لکھا کہ تم میرے سر کی سردار میری آقا - میری مالک ہو - بے غم یوں لکھا کہ جب سے گئی ہو بھوکوں مرتی ہوں - دُکھ بھرتی ہوں پر تمہیں ذرا درد نہیں آتا - میرے مرنے کا غم ہے نہ میرے جینے کی خوشی + اداب یوں لکھا کہ آپکی سدا کی نمک خوار ہوں - احسانوں کی ماری گردن نہیں اُٹھا سکتی - بندگی یوں لکھی کہ آجتک تنخواہ کی راہ دیکھ رہی ہوں دس کے دس اگلے ساٹھ دن ہو گئے مرتی ہوں نہ جیتی ہوں زندہ ہوں نہ مردہ ہوں + سلام یوں لکھا کہ کوئی کوڑی کو ہاتھ نہیں پڑتا - رمضان میں روزے کھائے اب عید میں کیا خاک کھاؤں - بہتیرا جان کو تھام تھام کر تمہیں دلا دلا کر رکھتی ہوں مگر وہ قابو سے نکلی جاتی ہے اور یہی کہتی ہے کہ بس ہو چکا ایسے جینے مرنے کو سلام ہے - حضرت سلامت جب مر ہی جاؤں گی تو کون نوکری کریگا - تمہارے گھر پر سانپ بنی بیٹھی ہوں مرنا قبول سڑنا قبول تمہاری چیز کا اِدھر سے اُدھر ہونا قبول نہیں - جان جائے ایمان جائے مگر میری بیگم کی چیز پر آنچ نہ آئے - میری سرکار آپکا آگال میرا ادھار ہے اب کیا رہ گیا جسکی دیر دار ہے خدا کے ہاں سے تو وعدہ پورا ہونے کو آیا آپ کو ابھی تک کچھ بھی خیال نہیں تمسے نہ مانگوں تو کس سے مانگوں سلیوا و غضب سنو قسمت نے جو دیکھا کہ ایسی بڑی حسم کا میں ہے تو اپنے دینے لینے سے کانوں پر ہاتھ دھر گئی - خدا نے بھی تمہارے پُرچک میں دیکھ کر

صاف اناکانی دیدی - اب تو موت کو بھی یہانتک آتے ہوے موت آتی ہے باہر کی باہر ڈر کر
بھاگ جاتی ہے کہ ایسے بھوکوں سے کون لڑے جو مجھی بھی کچا چبانیکا ارادہ رکھتیں لیجئے
آداب عرض کرتا ہوں فقط تمہاری بچپن کی نشانی مانی ❊

جواب ۴۳ - مانی! تیری باتوں سے ہارمانی - تو گیتی مار مارتی ہے کہ جان نکال
لے اور پھر الگ کی الگ رہتی ہے - میرے اوپر ہزاروں گھڑے پانی پڑ گیا بیچ کہ تونے
دوشالے میں لپیٹ کر کیا بھیجا تھا کہ اُس سے میری گردن نیچی ہو گئی جوں جوں خط
دیکھتی ہوں زمین میں گڑی جاتی ہوں تو احسان کے مارے گردن نہیں اُٹھا سکتی
اے اور کیا چاہتی ہے مجھے اپنی برابر تو کر چھوڑا اب بھی تیرے دل سے یہ بدی دھوی
گئی یا نہیں تو کہتی تو ہو گی رجا کیا جانے بھوینکے سار - مگر مانی مجھی اپنی جوانی کی قسم
تیرے روپے آنچل میں باندھے پھرتی ہوں کوئی آتا نہیں جڑتا ہے کہ تجھ تک پہنچادے
مانی اماں کا آدمی میرے آنے سے پہلے ہی گانو پر جا چکا تھا - حق ہمسایہ میں کوئی
مردوا مرد کی شکل جو ذرا دھیر کام کر دے معافی ہیں کہ کوڑی کوڑی کے سودے کو حیران
رہتی ہیں میں ہوں کہ اپنے گھر کی خبر تک منگانے کو ترستی ہوں ❊ رہیں ماما اصیلیں
سو وہ خدا کے فضل سے باہر ہی نہیں نکلتیں اب تجھے روپے بھیجوں تو کیونکر بھیجوں
جو عورت خط لیکر جاتی ہے یہ ایسی ہے کہ آنکھوں کا کاجل چراتی ہے تو محلہ کی کسی
چارہی کو یا اور جس سے تیرا دل ٹھکے اُسے بھیج کر اپنے روپے منگالے میرے پاس
امانت - رکھے ہیں کہے گی تو اور دس بارہ زیادہ بھیج دوں گی - مانی اماں کا آدمی
گانو سے خط لیکر آئے تو اپنے حصے کے روپے لیکر میں بھی چلی آؤں - میرا دل
آپ اُچاٹ ہو رہا ہے - گھر سے بار بار نکلنا دشوار ہے اِس سے دو چار دن
اور ٹھیر گئی ❊

خط ۴۴ - انّا! تیری بیٹی تو ایسی اُٹھی ہے کہ کوئی مرتا ہو تو بھی اُٹھکر پانی نہ پلاے

۱؎ ضمینہ ناشنیدہ کرنا - ٹلانا ۵؎ نہایت شرمندگی سے مراد ہے ۶؎ بادی چور

واہ غریب کی بچی اور چال چلے احدیوں کی ہیں اسے اپنے بچوں کی برابر رکھتی ہوں اُس پر اس مُردار کا یہ حال ہے کہ دن بھر میرے بچوں سے سوکنوں کی سی لگا رکھتی ہے اگر وہ پیاسے بھی چڑکا کریں تو یہ ہلکے پانی نہ پلائے بلکہ کوئی پلاتا ہو تو اُسکے منع کرے لُو اتو کیا کرے ہمارا انکہ ہی ایسا ہے جسکے ساتھ ہم نے سلوک کیا ہوگا اُسی نے ہمیں کچھ نہ کچھ دکھ دیا ہوگا ہم نے اس بچی کے ساتھ برائی کی ہو تو ہمارے آگے آئے نہیں تو وہ اپنے دیدوں گھٹنوں کے آگے پائے۔ ہمارا انکہ ہمارا اکھلایا پلایا اُس کے پھوٹ پھوٹ کر نکلے میں تیرے منہ پر جاتی ہوں نہیں تو کبھی کا نکال باہر کر دیتی۔ بس بُوا میں بہت پک گئی اس کو میرے سامنے سے بُلا لے اب مجھے اس کی صورت زہر لگتی ہے۔ خدا ایسی حرّاف دیدہ دھوئی چھچھوکری سے پالا نہ ڈالے ہماری بلّی اور ہم ہی کو میاؤں ہمارے ہی ٹکڑے کھائے اور ہمیں پر غُرّاے جس کی گود میں بیٹھے اُسی کی کان اینٹھے۔ وہ نوکر کا ہیکو ہے کبھی کی میری سوکن کبھی دشمن کبھی کی رشتہ ناتو کی ہے جہاں مجلس میں نکلوں گی برابر ہی آکر بیٹھے گی پھر کیا مقدور جو ذرا وہاں سے اُس کے یار اِدھر اُدھر کھسکے میں اس اخلاص سے باز آئی تو اپنے چھوکری کو آکر لیجا۔

جواب ۸۵ - حضرت بیگم صاحب! لونڈی تو آپ ہی کے ہاتھ میں ہاتھ دے آئی ہے آپکو اختیار ہے چاہیں اُسے بگاڑیں چاہیں سنواریں - میں نے کس دن مانگی اپنی تھی جو آپنے اُس بدنصیب نامراد کو اتنا سر چڑھا دیا - میرے سامنے آپ کے بچوں سے گستاخی یا کسی کام میں حیل حجت لاتی تو مُردار کی چھاتی پر چڑھ کر اُسکا کی چلّو لہو پی جاتی - چڑیل کی جنی کی شامت نے گھیرا ہے کمبختی آئی ہے روٹیاں لگ گئی ہیں بچا نہیں سکتی بن پروں اُڑتی ہے رہ خطّامہ تیری اگر کیسی خبر لیتی ہوں اماں بندی تجھے کچّی کو کھا جاؤں تو سہی تیری بوٹیاں چبا جاؤں تو سہی - تو نے میری بیگم کو تو جلایا ہے دیکھ تیرے کیسے حصے

سلہ سست کاہل ۲ہ بے عزت بے مروت ۳ہ حمایت لینا ۴ہ ڈسے لگانا

اُڑاتی ہوں ہنڈیاں توڑتی ہوں ایسا گچلوں اپیا نچلوں کہ بیسے پر دھر کر بوٹیاں اُڑاؤں۔ تو مجھ و دور دیکھ کر اترا چلی ہو گی۔ ایسے تصانی کے کٹے باندھوں جو اُٹھتی جوتی بیٹھتے لات کھائے بیگم تمہاری شفقت میں کچھ شبہ نہیں اور اُن کی نمک حرامی میں کوئی شک نہیں آپ اسے اپنے پاس بیٹھ رکھیں یا نکالیں مجھے کچھ سروکار نہیں میں اسے آپ کی خدمت میں بھی چلی کیا کروں کوئی بھلا مانس نہیں جڑتا نہیں تو شربت کے بتاشے پر نکاح پڑھا کر اُس کی ساتھ کر دوں اور پھر کبھی اسکا نام بھی نہ لوں۔ میں اس کے ہاتھوں سے جل بجھی۔ دو ایکدن میں تو تمہیں بھی آ جائے گی اور اس کا جھگڑا جسطرح حکم ہو گا مشاطہ بھیجی تو جب عرض کرتی ہوں

خط ہے۔ دوا! تجھے کیا نصیبوں کی مار ہے جہاں جاتی ہے وہیں مرتی ہے۔ مجھے کسی کی لت پر نہیں بھاتی اُٹھو تو دو دن تیری میری خوشامد کے لئے گھر بیٹھے اجڑتی ہے اپنا پیسہ سلامت چاہیئے جس کی ناک پر چھینک بیں گی وہی دس بیٹیاں لاکر آگے رکھ دینگی سو دو نہ بنے اپنا بھلا چاہتی ہے تو وہاں گھڑ پانی نہ پی جس طرح بیٹھی ہے اُسی طرح اُٹھی چلی آ۔ میرا بچہ بگڑا جاتا ہے جب وقت پر نہ آئی تو پھر کیا تجھے لیکر چوٹھے میں جھونکو گی ایک دن کی بات ہو تو بھگتی جائے تجھے تو آئے دن کی ہلکت پڑ گئی جب گھر سے نکلتی ہے دائیوں اور مہینوں کی خبر لاتی ہے۔ بات بات کا بہانہ ڈھونڈا کرتی ہے اچھی اِدرا تو جیسا میرے اللہ آمین کے بچے کو بچھڑکاتی آپنی جنڈری سے پھڑکے۔ میں ایسے آدمی کی لاگو نہیں ہوں مجھی جب چڑھیگا تو فرشتہ کی بھی نہیں سُنتی کی بھلا تو تو کس افلاطون کی جنی ہے گھڑی گھڑی سے نکال باہر کروں گی۔ دادی جان بھی یہی کہتی ہیں کہ اپنی خیر منائے تو اسی دم چلی آئے اور دیر لگائے تو اپنا سر کھائے جہاں سینگ سمائے وہاں چلی جائے ہمارے کسی کام کی نہیں۔ دیکھ تو اس تھوڑے لگنے کو بہت جان اور یوں ہی مان آگے تجھے اختیار ہے کہ بھی تو زور نہیں۔

اے خوشامد دار آدمی محبت میں بیمار پڑتا۔ یاد میں پھڑکنا عادت ناک رگڑی کا۔
[illegible]

جواب ۷۸ ۔ بلائوں! میں کچھ اپنے کام کو تو نہیں آئی تھی سرکار ہی کے کام کو آئی تھی دیر یوں ہو گئی کہ وہ پہنچیاں ایک جگہ دکھانے کو گئی ہوئی تھیں اور چھوٹی بیگم صاحب نے چلتے چلتے منتیں کر دی تھیں کہ اچھی ددا یہ پہنچیاں میرے واسطے خریدی جاتی ہیں جہاں تک بنے انہیں لیکر آئیو۔ اتنے میں تیرے بچے کو سنبھالے رکھونگی یہ سوچکر میں نے بھی کہا کہ اب آئی ہوں تو لیکر ہی چلوں آج شام کو دینے کا وعدہ کرتی ہیں۔ مجھے اپنی ناک چوٹی کٹوانی ہو تو ٹھیروں وہ پھر ہو ہی تو میں روٹی کھا کر چلی۔ بڑھیا جو ہو گئی ہوں تو وارے بن روٹی قدم نہیں رکھا جاتا۔ باقی باتوں کا جواب وہاں آکر دوں گی۔ سودا اپنا بنایا ہے۔ جو بازار میں ا نکلے سو تم دینا۔ بنوائی کی بچت رہے گی۔ لو اب تو سر پاؤں رکھکر بھاگتی ہوں پھر دیکھونگی۔ آپکی خفگی سے بھی ڈر لگتا ہے +

خط ۷۹ ۔ میری چھوچھو چھوچھو! ۔ تجھے کیا کہکے کوسوں۔ تو نے میرے ساتھ جو کچھ کیا وہ اچھا کیا۔ ذرا تیری بیٹی رحمت سے جی بہلتا تھا اُسے بھی وہیں بُلا لیا یہاں کیا کوئی اُس کے موتی توڑے لیتا تھا۔ یا وہی ایک ڈال کی ٹوٹی تھی۔ ہم پہل پہلونٹھی کے نہ تھے یا اقد آئیں کے تھے۔ کیا کسی نے ہمکو نہیں جنا تھا آسمان سے گرے تھے کیا بتا؟ ایک اُس کے لئے نانی اماں کا گھر بھاری ہو گیا۔ ہمیں تو کبھی اندھیرے اُجالے کیلی کا کھٹکا نہیں ہوا۔ تیرے اِس وہم سے بھی خدا بچائے ایسی تو تُو ہمن تیا اور ایسی ہی وہ سڑن ماکی خصلتن بچی اور کیا کہوں جیسا ہیں اُس پہ دم دیتی تھی میرے آنگے آئے اور جیسا تو نے کیا تو پائے۔ آج کو میری اماں جان جیتی ہوتیں تو تو اس ہیکڑی اور بہتا ہی سے تو بلا تو لیتی؟ خیر تجھ پہ تو وقت پڑ گیا پر تُو نے بھی ایک دم سے میری اماں کے احسانوں پر پانی پھیر دیا اب معلوم ہوا کہ تیری جتنی باتیں تھیں

۱؎ وہ مکان جسمیں آسیب یا جن ہو

کی باتیں تھیں اور جو جو تُو شگوفے بھلائیاں کیا کرتی تھی وہ عین پشت بازیاں
تھیں ابھی دیکھئے میرا کیا کیا کھٹکا لگا رہتا ہے وہی بات ہے زبردست کا ٹھینگا
سر پر جو پڑ گئی وہ اٹھا لینگی جو ملیگی وہ بھگتا لینگی ۔

جواب ۸۸ ۔ واری میں تیرے اوپر سے سات دفعہ قربان ہو کر مرجاؤں
مجھے اب بھی تم سے زیادہ بیٹی پیاری ہے کچھ وہم کے مارے نہیں بلایا تھا جس کا اسم
بڑا مانا تھا مستحق کھانے کے تھے اس لیئے کہلا بھیجا تھا ۔ خدا نکرے تمنے میری کون سی
بات جھوٹ دیکھی ۔ کس میں کھوٹ پایا جو یہ وہم لگایا یوں کہو جھگڑا اٹھا کر بات کا بتنگڑ
کرنا ہے تو وہ بات دوسری ہے ۔ قربان کی تھی وہ بیٹی جو تمہاری آنکھوں سے دور تر
ہوتا کی تھی وہ اولاد جو تم سے ذرا آنکھ میلی کرے آنکھ بھر کر دیکھو تو آنکھیں نکال
لوں نظر اٹھا کر دیکھے تو کھڑا زمین میں گاڑ دوں ۔ بجو بھاگ لگے نہ میری باٹی کو دکھا
لگے ۔ پھلے پھولے سدا اس گھر میں رہے سفیدی بھی کھائے پھول بھی پہنے عطر بھی ملا
پہنے تو کبھی پرچھائیں سار کی نہ دیکھی آج یہاں انکو کھا وہم ہو تو سوا کرو تمنے اپنی ماں
کا مرنا کیا یاد دلایا کہ میرا دل ہلا دیا بھلے بھلائے غم کو پھر نئے سر سے
تازہ کر دیا میں کیا روتی ہوں اندر سے دل روتا ہے رحمت کو تو لٹیے پالے پوسے
بھیجے دیتی ہوں تم اپنے دل پر خیال نہ لاؤ خدا کی رحمت چاہیئے گنڈا اچھا ہوا تو کیا آگے
چار دن اور باقی ہیں تمہارا جی چاہے تو رجب کی تئیسویں کو وہیں بڑھا دینا ۔ تم اپنا
جی نہ کڑھاؤ آپ بھی کھیلو اسی بھی کھلاؤ ۔ مگر اچھی بیگم کچا پکا لکھنا بھی تو سکھا دو کتاب تو
خاصی طرح فرفر پڑھ لیتی ہے مگر لکھنا خاک نہیں آتا ۔ جبکی ہوئی دستبرد قلم ہو
مجھکی نوکر اور جاہل رہے ؟ یہ بات تمہیں کو بھاتی ہوگی ۔ لو تمہیں اللہ کی امان ہو

۸۹ ۔ شوئی سوچو تینوں کی ایک چوٹی ہاں اماں مجھے خدا کی سنوار گئی ہیں گھی
آتا تو نے چار روپیہ میں پیسہ پیسہ میں دھیلا تو نے بچایا ہے سب کچھ

۵؎ سنگاریاں ۶؎ الزام

چاٹتا اور کچھ نہ کہا یہی جانا کہ اگر دس پانچ روپیہ کے سودے سلف میں دو چار توڑنے بچا لیئے۔ سنہیں بھی تیری ٹھوڑی نہ مڑی آخر یا سن سنبھالتی تھی مجھے تو اب تیرا اتنا پتا لگا ہے نہیں۔ تھوڑے تیرے دن اٹھ رہے ہیں دیتی یا ٹھکانا ریاں تیرے پاؤں میں ٹھڈا دیتی۔ جو کچھ میرا لکھا ہوا ہے اتنی سار ہو کر نکالیگا جو جو چیز اپا چھپا یا ہے سب پیار دن پر اٹھیگا۔ تمہیں تو خیریت سے میرے برتن بھیج دے نہ بھیجیگی تو قیامت باندھ دونگی کھری بوٹیاں کاٹوں گی اور رہنا بھی جہاں نوکر ہوگی وہیں سے خط لکھکر تیری نوکری چھڑوا دونگی ۞

جواب ۹۰ — بیگم صاحب آپ کیا فرماتی ہیں چور تو مجھے خدا نے بنایا میرا کوئی سوا جتنا ہوتا تو اس الزام کا جواب دیتا۔ میں تو صبر اور شکر کر کے چپکی ہو رہی کہ اے خاوند میں سنوں پر تو نہ سنیو۔ آپنے کسی دن میری چوری پکڑی تو ہوتی؟ یا دل ہی دل میں طومار باندھ لیا چور ٹھیرا لیا۔ میں تمہارے برتن لیکر کیوں بھاگنے لگی تھی۔ نوکری چھوڑنے سے پہلے چار دن تمہاری بہن کے ہاں مانگے گئے تھے انسے پوچھوا منگائیے۔ مجھ بدنصیب کو چوری نہ لگائیے۔ بیگم ایمان ہی ساتھ جائیگا اور کچھ نہیں رہنا۔ ہٹ دھرمی پر کمر نہ باندھو جو کہو خدا لگتی کہو۔ اس کو سا کا ہیں تو کیا جواب دوں میرا خدا جواب دیگا ۞

خط ۹۱ میری گوکھا تونے بھی دیکھا تھا فی اماں نے کیا خسم کا پاجامہ بھیجا ہے کہ میں تجھسے کیا کہوں؟ جو دیکھتا ہے لوٹتا ہے تونے کہاں سے دیکھا ہوگا یہاں ہوتی تو دیکھتی اے بی میرا بھیجدوں دیکھکر اسے ماما کو دے دیجو۔ سنا ہے نیا تھا ورنہ ہے سینا ہو۔ دھپانہ لگے تو نہ بگڑے ۞

جواب ۹۲ — بیگم پہلے تو میں سمجھا ہونہو گنگم کا پاجامہ ہوگا مگر جب دیکھا تو بھاری کمخواب کا نکلا۔ واہ کیا چمک دمک ہے کہ آنکھ نہیں ٹھیرتی تمہیں ایک برا اور پاجامے پہنے نصیب ہوں چلو گھس پس کر پڑا ہوا۔ اسے پہنو اور

۱؎ بلا سے ۲؎ گزارا چلتا ۳؎ کٹ کر نکلتا ۴؎ انا کی بیٹی ۵؎ چمکتا

لگائے۔ تو دیکھ لو ویسے کا ویسا ہی ہے نہ کھولی ہو تو ہاتھ ٹوٹیں الٹا کر دیکھا ہو تو آنکھیں پھوٹیں ۔

خط ۹۳ — بیٹی حاتم تجھ سے گڈیری بھی کم دیکھی ہوگی ماماگیری کرتے عمر گذر گئی مگر کھانا پکانا نہ آیا۔ دال سن رہی اور بھاڑ جھونکا۔ سالن ہی تو سمجھ لو ناچیز ملاؤ ہے تو نمک کا رونا۔ گوشت پکائے تو نمک زہر کر دیا ادھر کی کسر ادھر نکالی۔ کباب لگائے تو جلا کر کوئلا کر دیا اگر ایسا کھانا پکا کر بھیجا کرے گی تو میں اگر جواب دے دوں گی تو مجھے چار شریکوں میں بٹھا کر ذلیل کرتی ہے اگر نہیں آتا تو کسی سے سیکھ کیوں نہیں لیتی ہاں تو تو اپنے آپکو استاد جانتی ہے تیکھے تو نتھنا ہیں جھٹکے نہ پڑ جائیں ۔

جواب ۹۴ — حضرت سلامت! الکلام آج تک میرے ہاتھ سے کوئی کھانا نہیں بنا مجھے خود شرمندگی ہے اگر آپ ایک دو مہینے کی چھٹی دیں تو نجف بائی کے باورچی خانہ میں رہکر سب کچھ سیکھ لوں سنتی ہوں نواب حامد علی کے باورچی خانہ میں نجف بائی نے ایک اسکا بھی کارخانہ بنایا ہے جو سیکھنے جاتی ہے اس سے آٹھ آنے مہینا لیکر کھانا پکواتی ہیں اور جب کسیکے ہاتھ سے کوئی کھانا بگڑ جاتا ہے تو اس آمدنی کے روپوں میں سے فوراً دوسرا کھانا تیار کر کے نواب صاحب کو خاصہ میں بھیج دیتی ہیں اور وہ کھانا اپنے شاگردوں کو کھلا دیتی ہیں جب عورت یا لڑکی کو پکانے ریندھنے کا سلیقہ آجاتا ہے اسے اپنے ہاتھ کی ایک سند بھی دیتی ہیں اور جس امیر کے ہاں جگہ خالی ہوتی ہے وہاں بھیج دیتی ہیں انکے ہاتھ کی سند دیکھکر لوگ بڑی خوشی سے نوکر رکھتے ہیں ۔

خط ۹۵ — ماما مجھے تیری ان باتوں سے حد چڑ ہے وہاں نقشی تو یہی نقشی یہاں آئی تو یہی پکار چلی آتی ہے کہ بیگم وہ اپنے بچوں کا خون کرکے

موقوف پھوڑ شہ عزت میں فرق آنا

اُدھمی ہے اگر کل کلان کو ٹھور بیٹھے لگ گئی تو کون کھپی کھپی پھرتا اور کبھی تو ایک بات
ہو گئی ہے بڑے زور سے اُٹھی تو دست دھواں دھوں دس دھواں دھون بچوں کو سٹا
لیا اور مینہ برسنے لگی تو تڑتڑ چھتڑ مارتی چلی گئی کیسی مار مار کر پھوڑا کیا کیسے بار ستے
بار کر بچوں سے ایک کا ہاتھ ٹوٹ گیا تو ایک کی ناک سے نکلی بہ گئی جب اس کی تختہ کی
شی ہے ایسی سخت مار سے خدا بچائے غرض تجکو بچوں کی محبت جبھی تم ہو ایسا
غصہ آکو شبہی لگے اور تو ٹوٹی ٹانگ ہاں آجائے یاد رکھیو ان کو ٹکڑوں سے کبھی روٹی
پر روٹی رکھکر کہانی نصیب نہیں ہو سکی ہے کہ البتہ تو کیا در بدر بھیک مانگتی
پھرتی سمجھو تو کیا دھری ہوتی ہے تجھے مارنا ہوا کرے تو میرے گھر سے دس بھے
ہیے لکھ کر مار اگر مجھ سے یہ ظلم نہیں دیکھا جا سکتا ہو

خط ۹۶ — بیگم صاحب! کیا کروں جل جاتی ہوں تو ہاتھ چھوٹ جاتا ہے
بیٹی کو تم دیکھتی ہی ہو وہ کوا بیٹے ہیں سو گز کی زبان ہے چھوٹا بچہ ہے تو اُ بھٹے
ٹھٹلا رہتا ہے کسی کام کو ڈھنگ سے نہیں کرنے دیتا۔ میں تو اپنا پیٹ کاٹ
کر کھلاتی ہوں کرانکے کپڑے بیٹے بناتی ہوں یہ ہیں کہ روز چیر پھاڑ کر رکھدیتے ہیں اگر ذرا
آنکھ دکھاؤ یا دھمکاؤ تو ڈھیٹ لڑکی سامنا کرنے کھڑی ہو جاتی ہے کہ ذرا سچ
کہنا بڑی بیچاری مارنیوالی تھا نہ کوئی دیکھا ہوگا اُسکی اینچ پینچ کی باتیں سنو تو تم بھی
دنگ رہجاؤ جب دیکھو چٹر پٹر زبان چلتی ہے۔ میں تو اب مارنے سے ہاتھ
اُٹھاتی ہوں پر یہ بھاگوان بچے گھر بھر کا ناک میں دم کریں گے

خط ۹۷ — اچھے بوبو تو جیتی رہے تجھے سات سلام کروں تیرے پاؤں پڑوں
جب تیرے آگے کچھ کام نہوا کرے تو مجھے عورتوں کی کہاوتیں لکھکر بھیجدیا کر مگر
یوں لکھیو کہ جنکے سرے پر الف آئے وہ تو پہلے آئیں اور جن کے سرے پر ب ہو
پیچھے لکھی جاتی ہیں انہیں جوڑ جوڑ کر ایک نئی سی کتاب بناؤنگی دیکھیو کر

۱ دھنیا ۲ مار ۳ صد ۴ عذاب ۵ بادشاہ ۶ ڈھنگ ۷ عزت والی لوٹا

سکھوئی تجھے بھی سناؤنگی

جواب نمبر ۹ - بوبو کی پیاری بیگم! میں ہی تمہیں جھک سلام کرتی ہوں پانوں پڑتی ہوں کیوں مجھے گنہگار کرتی ہو کیوں کانٹوں میں گھسیٹتی ہو۔ اسطرح لکھنے کی کیا حاجت تھی میں جمعہ کے جمعہ کہاوتیں لکھکر بھیجا کرونگی ۔ اب یہ تھوڑی سی تو ابھی لکھے دیتی ہوں خدا کرے تمہاری پسند آجائیں ۔

عورتوں کی ٹکسالی کہاوتیں

آپ میاں مانگتے باہر کھڑے درویش
آپ ہی ناک چوٹی گرفتار ہیں
آتی آؤ جاتے جاؤ
آٹا نبڑا تو چاسٹکا
اٹی کا چراغ گھر رکھوں تو چوہا کھائے اور باہر رکھوں تو کوا لیجائے
آج برس کی پھیر نہ برسوں
آج بلّی اُلانگ کر تو نہیں آئیں
آج زبان کھلی ہے کل بند ہے
آج کس کا مُنہہ دیکھا ہے
آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر
آدمی ان کا کیڑا ہے
آدمی پانی کا بلبلا ہے
… سے گرا کھجور میں اٹکا
… میں تھگلی لگاتی ہے
آگ پانی کا بیر ہے۔
آگ کھائے سے مُنہہ نہیں جلتا
آگ لگنتا جھوپڑا جو نکلے سو لابھ
آگ لگائے پانی کو دوڑے
آگ لگا کر تماشا دیکھے
آنکھ کی بدی بھوؤں کے روبرو
آنکھ نہ ناک بنّو چاند سی
آنکھوں کی آگے پلکوں کی برائی
آنکھوں میں نمک ڈال آئی
آنکھیں ہوئیں چار دل میں آیا پیار
آنکھیں ہوئیں اوٹ دل میں پڑی کھوٹ
آیا بندہ آئی روزی گیا بندہ گئی روزی
آئی ہے جان کے ساتھ جائیگی جنازہ کے ساتھ
اپنا پوت پرایا ڈھینگرا
اپنا مرن جگت کی ہانسی
اپنا لعل گنوا کر در در مانگے بھیک
اپنا وہی جو اپنے کام آئے
اپنی بیٹی کو ایسا ماروں کہ پڑوسن کی چھاتی پھٹے
اپنی مانگ کھوئے اور آپ ہی لاجوں مرے
آدھی کو بیر بھی اُٹھ سکا
ال گئی بل گئی۔
اللہ دے اللہ دلائے بندہ مر
اندھا بانٹے ریوڑیاں پھر پھر اپنوں ہی کو دے
اندھا جیا بہرے چالوں
اوکھلی میں سر دیا تو دھمکوں سے کیا ڈر۔
اوندھے منہ شیطان کا دھکا

ھی اور پرانی نوکر جس کی بال تک پالا ہو

ایک تو رآدمی ہزار تو رگیڑا ایک تو کریلا دوسرے نیم چڑھا اینٹ کو گھر تیتر باہر باندھوں کہ بھیتر
ایک تو کانی بیٹی بیاہی پوچھنے ایک تو لڑکی روٹی کیا چھوٹی کیا موٹی
والوں کی جلدی مچا ہو

تقریظوں کا خلاصہ

سب سے اوّل مرتبہ انشائے ہادی النسا چھپی تو اسپر بہت سے لائق آدمیوں مثل ڈاکٹر فیلن صاحب بہادر انسپکٹر مدارس صوبہ بہار۔ جناب ضیاء الدین احمد خان بہادر رئیس لوہارو و ہندوستانی نامی اخباروں اور بعض انجمنوں نے بڑی زوردار تقریظیں لکھیں چونکہ انشائے مذکور طبع ہو چکی تھی اس سبب سے ہم انہیں درج کرنے سے معذور رہے لیکن اب جو پبلک کی قدر دانی اور مقبول عام ہونے کے باعث دوبارہ ترمیم کر کے چھاپنے کی نوبت پہنچی تو ہمنے انتخاباً اُن موجودہ تقریظوں کا خلاصہ لکھنا مناسب جانا جو اسوقت تک ہمارے پاس موجود ہیں اگرچہ مختلف مقامات سے اس قسم کے بہت سے خطوط بھی آئے تھے مگر ہم طومار کر کے دکھانے کو خود نمائی اور خودستائی سے کم نہیں جانتے اسقدر لکھنا بھی اس وجہ سے گوارا کیا کہ شاید بعض مقامات کے حضرات اس مستورات کی زبان کو ہو بہو وہی زبان وہی لہجہ وہی طریقہ نہ سمجھکر پایۂ اعتبار سے گرانا چاہیں ورنہ اسکی بھی کچھ حاجت نہ تھی مصنف انشائے ہادی النساء

ترجمہ تقریظ جناب ایس ڈبلیو ڈاکٹر فیلن صاحب بہادر انسپکٹر مدارس صوبہ بہار مصنف ہندوستانی انگریزی قانونی ڈکشنری وغیرہ

ہیں منشی سید احمد کی اس انشا پردازی کی طرز کو دیکھکر لکھتا ہوں کہ یہ
انشا علے الخصوص مسلمان عورتوں کے باب میں اور انہیں کی زبان میں
ہندوستانی علم ادب کی کتابوں میں ایک بڑی اچھی اور عمدہ کتاب بڑھی
اس سے پردہ نشین عورتوں کی ٹھیک ٹھیک بامحاورہ بول چال اور انکی
پاکیزہ گفتگو ٹپکتی ہے ۔

یہ کتاب انکے خانگی معاملات ۔ انکے دلی مطالب ۔ انکی مختلف خواہشیں
انکے روزمرہ برتاؤ ۔ طور ۔ طریقے ۔ گپ شپ ۔ لڑائی جھگڑے ۔ وہم ۔
ہجو ۔ طعنے مہنے ۔ رسم و رواج ۔ بچوں کے کھلانے کے ڈھنگ (جو اہل
فرنگ کو آجتک معلوم نہ تھے) کہاوتیں ۔ پہیلیاں ۔ جن میں عورتیں زیادہ
مشتاق ہوتی ہیں بہت اچھی طرح ظاہر کرتی ہے ۔ ہم سے پوچھو تو اس کتاب
میں مرآۃ العروس سے بھی کہیں زیادہ عورتوں کے محاورے پائے
جاتے ہیں فقط

ایس ڈبلیو فالن ۔ انسپکٹر مدارس صوبہ بہار ۔ مقام باقی پور پٹنہ ۔ ۱۱ جنوری سنہ ۱۸۷۵ء

جناب نواب ضیاء الدین احمد خاں بہادر رئیس لوہارو

میں نے اس کتاب کو بالاستیعاب تو نہیں دیکھا جستہ جستہ دیکھا ہے مگر جو کچھ دیکھا ہے اسکو
موافق بول چال مستورات اہل دہلی اور مطابق روزمرہ زنان اوساط الناس
شہر کے بہت ٹھیک اور درست پایا بالخصوص بابت بیان رسوم زنان اہل
اسلام ہند و جنان جامع و کامل ہے کہ جس سے مولف اسکا قابل صد گونہ تحسین
ہے اور سعی نمایاں و کوشش بلیغ اسکی اب توجہ و غور اہالیان سررشتہ

تعلیم پڑہانے اور انتظام انگریزی کا ہے اور سی الحاق مدارس زنانہ و مردانہ کے لیئے
اسکا ایک نہایت مفید ہوگا اور بلحاظ اسکے سلسلہ خط و کتابت زنانہ یا بین
خورد و کلان دونوں دونوں سے و فرا بیتیان کے مصنف اسکا رتبہ موحدی کا
رکھتا ہے ۔ نواب ضیاء الدین احمد

اخبار انجمن پنجاب مطبوعہ ۱۰ مئی سنہ ء

یہ کتاب خاص دہلی کی بیگمات اور پردہ نشین مسلمان عورتوں کے روزمرہ محاورات اور بول چال کے مطابق ہے۔ عورات دہلی کی مادری بول چال اور انکی نفیس اور لطیف گفتگو اس سے بخوبی تمام معلوم ہوتی ہے علاوہ اسکے کہ اس لاجواب کتاب سے مستورات دہلی کی مادر زاد زبان اور انکی شادی بیاہ غمی اور زچگیوں کی رسوم معلوم ہوتی ہیں ایک اور ترجیح اس کتاب کو حاصل ہے جو اُس کے ساتھ کی اور کتابوں کو نہیں۔ یعنے اوسمیں بچوں کے امراض کے صحیح صحیح علاج بھی انکی طبیعتوں کے موافق اور مزاجوں کے مطابق لکھے گئے ہیں۔ کم سلیقہ اور ناتجربہ کار مائیں اپنی ناواقفی سے اپنے بچوں کی ترقی امراض کی خود باعث ہوتی ہیں اور معصوم بچوں کو انکی ناواقفی سے طرح طرح کی مضرتیں پہنچتی ہیں اس عمدہ کتاب میں اُنکے امراض معلومہ کے سہل علاج بتائے گئے ہیں اور عورتوں کو اونکی طرف متوجہ کیا گیا ہے

ہمنے تعلیم عورات کی اور بھی کتابیں دیکھی ہیں اور اُن سب میں مرآۃ العروس مصنفہ مولوی نذیر احمد خانصاحب بہادر اوّل درجہ کی خیال کی گئی ہے۔ لیکن اس کتاب کا ڈھنگ سب سے نرالا ہے۔ اس طرز کی کتاب ابتک سررشتہ تعلیم اضلاع شمال

یا پنجاب سے شایع نہیں ہوئی اور جس قدر اصلی محاورات روزمرہ اہل دہلی کی ہندی
زبان کے اُس سے معلوم ہوتے ہیں ہمارے قیاس میں اور کسی کتاب سے جو
اب تک تصنیف ہوئی معلوم نہیں ہوتے گو وہ کسی اور وجہ سے اسپر ترجیح رکھتے ہو
جو کام روزمرہ عورات کو پڑ سکتے ہیں اور جو باتیں اُنکی رات دن کے برتاؤ کی ہیں
ان رقعوں میں ایک طرز خوش آئین سے بتائی گئی ہیں - ہر ایک رقعہ ایسا سیدھا اور
صاف لکھا ہے کہ گویا کوئی سچ مچ باتیں ہی کر رہا ہے اور جس امر کا بیان کیا ہے
اُسکا نقشہ ایسا جمایا ہے کہ سامع یا قاری کے دل پر اُسکا پورا اثر ہوتا ہے اور ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُسکی آنکھوں کے سامنے وہ بات ہو رہی ہے - رقعوں کی تحریر
میں ایک بات یہ بھی قابل بیان ہے کہ مصنف نے نہایت سنجیدگی سے کاتب
اور مکتوب الیہ کے مرتبہ اور منصب و حیثیت کو ملحوظ رکھا ہے مثلاً اگر رقعہ چھوٹی
بچے سے متعلق ہے تو ایسے الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں جنسے بھول پن ٹپکتا ہے
اگر بوڑھے اور عمر رسیدہ کی طرف سے ہے تو اُسکے ہر لفظ سے متانت اور سنجیدگی
برستی ہے اگر برابر والوں کی طرف سے ہے تو آپس کا شوق اور جوش محبت اور
بے تکلفی اُس سے عیان ہے - غرض جو مطلب ہے اُسے واقعی خوب ہی نبھایا
ہے - خوشی کی باتوں میں خوشی اور رنج کے موقعہ پر رنج کا نقشہ جمایا ہے -

اس کتاب سے شریف خاندانوں کی رسم و رواج اُنکے خانگی معاملات کے ڈھنگ
اُنکے خیالات کا اندازہ مختلف اُمور دنیاوی کی نسبت اور اُنکا طریق معاشرت اور
برتاؤ کا اُنکے اقران و امثال اعزہ و اقارب بزرگوں اور خوردوں سے معلوم
ہوتا ہے یا یوں کہو کہ شرفا کے گھربار کے برتاؤ اُس سے معلوم ہوتے ہیں
یہ بات ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان کے شریف خاندانوں میں عورتوں کسطرح
کیا اپنا رات و دن صرف کرتی ہیں - بچوں کو کسطرح کھلاتی سکھاتی

بتاتی ہیں۔ اسمیں اُنکے طعنے مہنے کیونکر ہوتے ہیں کسطرح وہ شادی غمی میں
کار بند ہوتی ہیں جب کہیں مہمان جانے لگیں یا جب خود میزبان ہوں تو کیونکر
عمدرآمد کرتی ہیں اور اُنکے روزمرہ برتاؤ کسطرح ہوتے ہیں۔ موقعہ موقعہ پر پہیلیاں
اور کہاوتیں بھی لکھی گئی ہیں

غرض ہمنے اس نادر اور عمدہ کتاب کو غور سے دیکھا اور ہماری راے اسکی نسبت
یہ ہے کہ یہ کتاب عورتوں کی تعلیم کے لئے غائت درجہ سُود مند ہے۔ آجتک اس
طرز کی کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری ہرچند مصنف صاحب اپنی تصنیف سابقہ
کی بابت سررشتۂ تعلیم شمال و مغرب سے بڑا انعام واکرام ہو چکے ہیں لیکن اُنکی محنت
اور لیاقت جو اُنہوں نے اس کتاب کی تصنیف میں ظاہر کی ہمارے نزدیک
انصافاً لائق اس امر کے ہے کہ پنجاب کے سررشتۂ تعلیم میں بھی اُسکا رواج دیا جاوے
اور گورنمنٹ پنجاب اُسکی قدردانی فرماوے

پنجابی اخبار لاہور مطبوعہ ۲۲ / مئی ۱۸۷۵ء

اس سے پہلے بہت سی کتابیں جو تعلیم نسواں کی ممدّ و معاون ہیں تصنیف ہوچکی
ہیں اور اُنکے مصنّف مورد انعام بھی سرکار سے ہو چکے ہیں مگر حق یہ ہے کہ یہ کتاب
ہادی النسا سب سے بڑھکر ہے جو کوئی منصف مزاج اس کتاب کو دیکھیگا بلاشک
ہماری دعوی کی تصدیق کریگا مسلمان عورتوں خصوصاً بیگمات دہلی کی بول چال
اور روزمرّہ کے محاورہ کے موافق خطوط اس کتاب میں لکھے گئے ہیں سیدھی سادی
اور بے تکلف بول چال ہے دہلی کی اکثر رسمیں بیان کی گئی ہیں جسطرح بچوں کو لوری
دیتی ہیں اور سلاتی ہیں وہ کیفیت بھی لکھدی ہے۔ زلزلہ کی کیفیت پر معقول
کی سہنے برسات میں جو کیفیت قطب صاحب میں ہوتی ہے اُس کا

ہی نقشہ اُتارا ہے برسات کی گیت بھی مناسب موقع پر درج کئے ہیں ہنڈولی میں جو
گیت گائے جاتے ہیں وہ بھی لکھے ہیں۔ سہاگ گھوڑی۔ شادیانہ ٹونا
سہاگ کہا وغیرہ بھی نقل کئے ہیں غرض دہلی کی بول چال اور رسم و رواج کا بیان
اس خوبی سے کیا ہے کہ زبان اُسکی وصف سے قاصر ہے۔ اس کتاب کے دیکھنے
سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دہلی اور دہلی والوں کو اور شہروں پر کیا فضیلت اور سبقت
ہے مصنف نے ثابت کر دیا کہ دہلی اب بھی اہلِ کمال سے خالی نہیں

انجمنِ عرب سرائے مورخہ ۹ جولائی [illegible]ء

(۱) ہم لوگ جناب ایس ڈبلیو ڈاکٹر فالن صاحب بہادر اخبار انجمن پنجاب
و صاحب پنجابی اخبار کی رائے سے کلی اتفاق ظاہر کرکے نہایت اطمینان سے اُنکے
قول کی تصدیق کرتے ہیں اور ہمکو یقین ہے کہ کوئی دن میں ڈاکٹر صاحب ممدوح
کی ڈکشنری اس کتاب کے حق میں ایک اعلےٰ پشتیبان خیال کیجائیگی اور جس وقت
لوگ اُس ڈکشنری کو ملاحظہ کرینگے تو اس قسم کی کتابوں کی کمال قدردانی کرینگے

(۲) ہم مصنف کی اس موثر تحریر کو ایسا سراہتے ہیں جیسے کوئی کسی ہاتھ کے کھینچے
تصور کی تصویر کو دیکھ کر اُسکا مداح ہوتا ہے۔ واقع میں اس شخص نے وہ طور برتا ہے جو کسی خواندہ
متعصب آدمی سے ہرگز ممکن نہ تھا کیونکہ عالم اور متعصب لوگ کبھی تصرف اور اصلاح سے باز نہیں آتے
اور اس حالت میں اُسکی اصلی خوبی جاتی رہتی ہے غلطۃ العام الفاظ کا ترک کرنا اور
اُسکا حاشیہ پر درست کر دینا مصنف کو خطائے لفظی سے بری کرتا ہے

(۳) ہماری انجمن مصنف کی اس راے سے کمال خوش ہوئی کہ اُس نے عورتوں
کے خیالات کو اور لوگوں کی طرح اپنے ڈھنگ پر نہیں ڈھالا اُنکے شبانہ روز کی اوقات
اور نئے شغل کے خیالات کا بہت ٹھیک اور درست نقشہ کھینچدیا جو کسی

جدائی سے ممکن نہ تھا کسلئے کہ ہم لوگوں میں یہ جبلی خاصیت ہو گئی ہے کہ اپنی بری بات کو اچھے پیرایہ میں ظاہر کرتے ہیں جس سے غیر ملک کے لوگ کبھی واقف نہیں ہو سکتے اور اکثر معاملات میں دھوکا کھاتے ہیں

یہ کتاب مستورات کی طبیعتوں اور انکے خیالات سے ایسی مناسبت رکھتی ہے جیسے بچوں کی طبیعت کھیل تماشوں سے۔ عورتوں کو جو ابھی تک کچھ لکھنے کی جرات نہیں ہوئی اسکا بڑا سبب یہی ہے کہ وہ ہمیشہ غلط اور صحیح کی تمیز کرتے میں غلطاں و پیچاں رہتی ہیں اور ہمیشہ یہی خیال کرتی ہیں کہ ہمیں مردانہ بولی اور مولویوں کی سی عبارت کیونکر آئے گی اور ہم کسطرح بہت سی کتابیں پڑھے بغیر اس بات پر قادر ہونگی کہ اپنا مطلب ایکدوسرے پر بخوبی ظاہر کر سکیں۔ یہ انشا انکو اپنا دلی مطلب ہر طور پر بے روک ٹوک لکھنے کی ہدایت کرتی ہے اور انکی طبیعتوں کی امنگ اور آمد کو کسطرح روکنا نہیں چاہتی۔ ہمنے آجتک تعلیم نسوان کے باب میں جتنی کتابیں دیکھیں ان سب میں اسی نہایت مفید اور فائدہ مند پایا گورنمنٹ شمال و مغرب اور گورنمنٹ پنجاب کا اصل منشا یہ کتاب پورا کرتی ہے بشرطیکہ کہ ازراہ انصاف اسپر غور کیجائے

(۴) اگرچہ ہمکو یقین ہے کہ جسطرح ہمنے پہلے اس کتاب کو ایک کراہیت کی نظر سے دیکھا تھا اسیطرح اس زمانہ کے تمام کٹھملا و نیم خواندہ آدمی اور علے الخصوص متعصب مولوی اسپر قہر کی نگاہ ڈالینگے اور جہانتک بنے گا اسکی تضحیک اور مٹانے کے درپے ہونگے مگر ہم دعوے کرتے ہیں کہ تھوڑے سے دنوں میں اس کتاب کی وہ قدر ہوگی جو ہمارے بیان سے باہر ہے۔ اور جب وقت انصاف پسند اس باب میں منصفانہ غور فرمائینگے اور مصنفہ کی سچی خیرخواہی اور طعن و تشنیع کی بے پروائی کی طرف توجہ کرینگے تو دل

اس کتاب کے مدّاح اور ثنا خواں ہونگے - اگر یہ کتاب پڑھائی میں داخل ہوئی اور
مصنّف اپنی داد کو نہ پہنچا تو بڑے افسوس کی بات ہے
ہم مصنّف کے کمال شکرگزار ہیں کہ اُنہوں نے اُن اچھے اچھے محاوروں اور لفظوں
کو ظاہر کیا ہے جنپر لوگ مٹّی ڈالنی چاہتے تھے اور خود غرض لوگوں نے ابھی
تک اُنکو ... مانوس ہیں نہ رکھا تھا اب انکا اچھی طرح سے ظہور ہوا
(۹) ہما ... بات کی بھی تصدیق کرتی ہے کہ اس کتاب کی بول چال
خاص دہلی کی ... بلکہ بیگمات کے روزمرّہ کے موافق ٹھیک ٹھیک اور
بہت درست ہے اگر اسمیں کسیکو کلام ہو تو یہ انجمن اُسمیں بخوبی بحث کر سکتی ہے

پٹیالہ اخبار مطبوعہ ۱۲ / جولائی ۱۸۷۴ء

یہ کتاب منشی سید احمد صاحب دہلوی نے ایس ڈبلیو فیلن صاحب
بہادر انسپکٹر مدارس صوبہ بہار کی فرمائش سے تصنیف کی ہے - اس کتاب
کے تصنیف کرنے سے مصنف کے ظاہراً تین مقصد ہیں اوّل یہ کہ عورتوں
کو اپنے دل کا حال - اپنا مطلب - اپنے خیالات - اپنی رسوم - اپنے روز
مرّہ کی باتیں خاص اپنی ہی بول چال میں ٹھیک ٹھیک اُس رنگ ڈھنگ
ادا لکھنا آجائیں جو اُنکی فطرت و عادت کا مقتضا ہے - دوسرے یہ کہ دیکھنے
والوں کو معلوم ہو کہ ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت کی شریف عورتوں
کا روزمرّہ اور محاورہ - اُنکی طبیعت کا ڈھنگ - اُنکے مزاج کی کیفیت
اُنکی زندگانی کا طریق - اُنکی معاشرت کا طرز کیا ہے - اُن میں
بڑی بوڑھیوں کی خدمت اور ادب آداب - بچوں کی پرورش اور پیار و محبّت
لڑکیوں کا اُنس و اخلاص - میاں بی بی کے مراسم - نوکروں چاکروں

حضرت بیگمات کا کیا طریقہ ہے وہ شادی اور غمی کے رسوم کیونکر ادا ہوتے ہیں اور
انکی نسبت بہت سی وہ فضولیاں قوم کے خیالات و عادات کیا ہیں۔ تیسرے
یہ کہ جیسا کہ بیان اس کتاب کو پڑھیں جو اس میں ایسی بہت سی باتیں ملیں جو
انکے دل کی خواہش اُنکے سن کے مقتضا انکی مجلس کی رونق میں داخل
ہیں جیسے کہ پہیلیاں یا بہ تقریب کے وہ گیت جو شرفا زادیاں گاتی ہیں
ساتھ ہی اسکے ایسی باتیں بھی ملیں جو انکو اپنی زندگانی کے دن کبھی نہ کبھی
میں کام آئیں گی اور ایک زمانے میں اُنکی عقل و شعور کی کسوٹی سمجھی جائیں گی
جیسے کہ دوریاں یا گھٹی کے نسخے یا اور قسم کی بچوں کی دوائیں وغیرہ
یہ سب باتیں خفیف میں ظاہر کی گئی ہیں

جسکو کچھ نظم و نثر کا شوق ہے وہ با محاورہ کلام پر جان دیتا ہے لیکن ظاہرا
بہت کم آدمی محاورے کی حقیقت سمجھتے ہیں۔ اکثر بڑے بڑے استادوں کی
تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محاورے کی حقیقت سمجھے ہیں کہ کلام صرف و نحو کی غلطی سے پاک ہو
اور اس میں اہل زبان کی بول چال کے خلاف کوئی لفظ نہ آئے لیکن
... نزدیک محاورے کا یہ ادنے درجہ ہے اصلی محاورہ وہ ہے
کہ جس طرح سے جو بات بے اختیار زبان سے نکلتی ہے اوسی طرح ہو بہو
قلم سے نکل جائے اور یہ مرتبہ اُردو زبان کے شاعروں میں یا میر پر ختم ہو گیا یا آتش
ذوق - حسن - انیس - صبا - رند کے کلام میں کچھ اسکا پتا ملتا ہے۔ دیکھو ناسخ
اُردو زبان کا بڑا محقق اور مصلح گزرا ہے اور جیسا اُسکا کلام لفظی غلطیوں
سے پاک ہے ایسا اُردو زبان کے شاعروں میں سے کسی کا کلام نہیں
ہے لیکن میر کے کلام سے ذرا ناسخ کے کلام کا مقابلہ کرو تو خود بخود معلوم
ہو جائیگا کہ حقیقت میں محاورہ کیا چیز ہے۔ اب غالباً اسکا سمجھنا آسان ہو گیا

اودھ اخبار مطبوعہ ۲۲ - اگست ۱۸۹۵ء

اللہ اکبر کتاب کیا ہے لڑکے اور لڑکیوں کی اُستانی ہے -

جبتک ہمنے ہادی النسا کو نہیں دیکھا تھا ہمکو خیال تھا کہ کوئی ایسی ویسی کتاب ہوگی - اب جو ہم نے اُس کتاب کو معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ خیال ہمارا کسقدر غلط تھا کہ کتاب مسطور عمدہ نہ ہوگی بے شک کتاب نہایت خوب و مرغوب ہے اور جس کام کے واسطے وہ تصنیف کی گئی ہے اُسمیں پورا پورا فائدہ پہنچا سکتی ہے اسکے مصنف نے زبان دہلی کی پابندی کی ہے اور عورتوں کے پسندیدہ محاورات اور روزمرہ اسمیں اس کثرت سے جمع کیئے ہیں کہ آجتک کسی مصنف کو نصیب نہیں ہوئے ہم جانتے ہیں کہ اگر کوئی کتاب زبان دہلی اور وہ بھی عورتوں کے روزمرہ میں تصنیف کی جائے گی تو گو وہ مضمون کے اعتبار سے کیسی ہی عمدہ اور دلچسپ ہو مگر اُسکے مؤلف کو اس کتاب سے خوشہ چینی کئے بغیر چارہ نہ ہوگا - بلکہ اُس شخص کو ایک نہایت عمدہ ماخذ ہاتھ آئے گا - پس اس صورت میں نا انصافی کی بات ہے اگر ہم اسکو برا کہیں اور دوسروں کی زبان سے اسکو برا کہتے ہوئے سنیں اور اسکے مصنف پر کوئی حقارت کی نگاہ پڑے دس ایمان کی بات ہے کہ ہادی النسا اپنی خوبیوں میں بڑھی ہوئی ہے

ہم اس کتاب کو ہر طرح پسندیدہ سمجھتے ہیں اور مصنف کی محنت او مشقت پہ آفریں صد آفریں کہتے ہیں ؏

ہدایت

کی وسعت انشا سے نادری [illegible]

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ شرفائے دہلی کے چال ڈھال جو کتاب میں [illegible]
عورتوں کے محاورے کے مطابق گفتگو [illegible]
مگر اس کتاب کی شہرت اور مقبولیت کا اثر [illegible]
ایسا غالب نہیں ہے کہ ہم انصاف کو اٹھا کر طاق پر رکھ دیں [illegible]
تمام ہندوستان ایک طرف ہو جائے تو ہم یہی کہیں گے [illegible]
وہی چیز ہے جس کی تعریف ہم اوپر لکھ چکے ہیں تو انشا [illegible]
میں مرآۃ العروس پر بھی ترجیح ہے —

بعض لوگ معترض ہیں کہ مصنف نادر [illegible] نے صرف روزمرہ کی باتیں لکھی ہیں
ہیں مولوی نذیر احمد صاحب کی مانند کچھ ایسی باتیں نہیں لکھیں جن سے تہذیب و تربیت
میں اصلاح ہو یا عورتوں کے خیالات و معلومات میں وسعت پیدا ہو۔ خدا معاف
وہ اس کتاب کا منشا نہیں سمجھے نہ اس نکتے کو سمجھتے ہیں کہ انہی روزمرہ کی
باتوں کا ہو بہو قلم سے ادا کر دینا کیسا مشکل کام ہے۔ زبان کے آگے [illegible]
ہے ورنہ روزمرہ کی باتوں کا ٹھیک ٹھیک لکھنے والا ابھی تک تو ہندوستان میں پیدا نہیں ہوا
ہاں ہم مانتے ہیں کہ مضمون کے اختیار سے اس کتاب کو مولوی نذیر احمد صاحب کی
تصنیفات سے کچھ نسبت نہیں ہے لیکن اس سے مصنف نادر النسا کی [illegible]
لازم نہیں آتی کیا معنی کہ اس کتاب کا کچھ اور ہی منشا ہے۔

آخر میں ہم منشی سید احمد صاحب کی تحقیق زبان اور کمال انشا کی داد دیتے
ہیں اور گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس کتاب کی بڑی
قدر کرے گی اور ہندوستانیوں سے متوقع ہیں کہ وہ تعصب کو دخل نہ دیں
گے اور انصاف کی رو سے اس کارنامہ اردو کو دیکھیں گے

[illegible] پیش ولو [illegible] کے نیچے لکیر اور مخطوط [illegible] حرف کے
[illegible] [illegible] ہوتی [illegible] اور [illegible] کے [illegible]
[illegible]
[illegible] مثلاً بٹا - کٹا - [illegible] - [illegible] - وغیرہ [illegible] ہے کے
[illegible] ہیں [illegible] کے نیچے [illegible] دیئے گئے [illegible]
[illegible] پڑھنا چاہیئے - [illegible] استفہام یا سوال
[illegible] [illegible] ہیں [illegible] درست
درست کریں

[illegible]

[illegible]

اشتہار کتب موجودہ

ارمغانِ دہلی (حصہ اوّل) یہ کتاب [illegible]
[illegible] اور ایک [illegible] بہت [illegible] مشتاقان [illegible]
[illegible] سے [illegible]
[illegible] - [illegible] وغیرہ سب ہی کچھ شائع کیا گیا ہے - قیمت فی جلد [illegible] - محصول [illegible]

طبعی تعلیم - اسمیں [illegible] کتاب [illegible]
[illegible] طبعی تعلیم [illegible] کا عمدہ [illegible]
قیمت فی جلد [illegible] محصول [illegible]

انشائے ہادی النساء [illegible]
[illegible] - اپنے [illegible] اپنے خیالات کے موافق لکھے ہیں [illegible]

چھپا ہے وہ بھی اکثر ختم ہو گئی ہیں بچوں کو کھلانے کے قریب ہے لوریاں ۔ اور شادی کے گیت یہ ساری باتیں اس میں موجود ہیں ۔ عورتیں اگر شوق سے پڑھیں اب دوبارہ چھپی ہے اسکی دو قسمیں ہیں دیسی کاغذ ولایتی کاغذ پر اسکی قیمت ... اول کا محصول ار دوم

تحریر النساء در حقیقت وہ انشا کرنیکی ہدایت ہے چونکہ اُردو انشاء میں عورتوں کو ہیں خط لکھنے کا طریقہ بتا دیا ہے قسم قسم کی رشتہ داروں مثلاً دادا ۔ ابا ۔ چچا ۔ بھائی بھتیجے ۔ خاوند ۔ وغیرہ یا روزمرہ کے کاروبار کے متعلق لکھنے حکیم ۔ طبیب ۔ بنیے ۔ بقال ۔ بزاز ۔ سوداگر ۔ وغیرہ سے کوئی کام آ پڑے تو انہیں بھی کسی کی محتاجی نہو اسلئے اسکو دو حصہ میں تقسیم کیا ہے دیا ہے اسکی **پہلی فصل** میں رشتہ داروں کو خط ہیں **دوسری فصل** میں روزمرہ کاروبار کے خط ہیں جیسے لین دین و حساب کتاب ... مختلف ضرورتوں کا سلیقہ سمجھ میں آتا ہے **تیسری فصل** میں نوکروں ... خط اور وہ خطوط جو سرکار دربار کیطرف سے عورتوں کو بطور پرائیوٹ سکریٹری لکھنے پڑتے ہیں ۔ خاتمہ پر خوشنودی ایک عرضیاں بھی لکھدی ہیں قیمت فی جلد ۲ محصول ۔ تھوڑی سی جلدیں رہ گئی ہیں

گنج الفوائد یہ کتاب تقدیر و تدبیر کے مناظرہ میں ایک عجیب شرح ... لطف آمیز حکایت میں لکھی گئی ہے اور اسپر گورنمنٹ سے دو سو روپیہ کا انعام بھی مرحمت ہوا ہے ۔ قیمت فی جلد ۴ محصول ۔

تنبیہ یہ کتابیں مصنف ہی کے پاس سے مل سکتی ہیں دوسرا نہ چھاپ سکتا نہ بیچ سکتا ہے جسے ان کتابوں کی خریداری منظور ہو وہ منشی سید احمد دہلوی سپرنٹنڈنٹ مطبع رفاہ عام لاہور سے بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیجکر منگالے اور اگر زیادہ حفاظت منظور ہو تو بہ رجسٹری کے بھی زیادہ بھیجے ۔ مکرر یہ کہ لالہ جنگلی مل نرائن داس کتب فروش دہلی نے ... کی جلدیں فروخت کیواسطے لی گئی ہیں وہاں سے بھی مل سکتی ہیں ۔ (سید احمد)

Note by S. W. Fallon Esq., M. A. Ph. D. Halle.
Inspectors of Schools Behar Circle.

Author of the Law and Commercial English and Hindustani Dictionary, and compiler of the New Hindustani and English Dictionary.

Munshi Sayid Ahmad's specimens of espistolary correspondence between Mahomedan women in their own ge are a valuable contribution to vernacular Hin- literature They set before us the true mother- of the Mahomedan population, and they afford an into their domestic relations, their sentiments, s, ways, gossip, scandals, quarrels, imprecations, itions, customs, ceremonies and childrens' amuse- ll of which have never yet been revealed to Euro- together with the proverbs and riddles in which the so greatly excel. The work contains more idioms language of women than are to be found in Miratul-

BANKIPORE, h January 1875. } S. W. FALLON.

nd Edition, 1050 Copies.

بحضور

جناب سی آل ایم ایلیس صاحب بہادر

سی ایس قائم مقام ڈپٹی کمشنر فیض آباد

یہہ کتاب اونکی اجازت سے

بکمال ادب بطور اظہار شکر گزاری و احسانمندی

منسوب کیجاتی ہے

To

C. L. M. EALES ESQUIRE C. S.,

Of Oudh Commission,

THIS HUMBLE WORK IS WITH KIND PERMISSION.

DEDICATED

BY HIS GRATEFUL SERVANT,

AZIZUDDIN AHMED.

تمہید

اس کتاب کو پبلک کے روبرو پیش کرتے ہوئے مجھے بہت پس و پیش ہوتا ہے۔ پس و پیش کچھ اسلئے پڑھنے والوں کے خوف سے ہے اور کچھ کہنے والے کی کم مایگی سے۔

یہ کتاب دل بہلانے یا مذاق کی غرض سے نہیں لکھی گئی اور نہ اردو علم ادب میں کوئی لٹریچر کی ترقی اس سے مقصود تھی۔ یہ ایک چھوٹے گروہ کی سوشل حالت کا فوٹو کھینچا گیا ہے جو فوٹوگرافر کی نالائقی سے جیسے اچھی طرح کھینچنا چاہئے [illegible] نہیں کھنچا [illegible] اور نالائقی کے سبب رنگ [illegible] جیسا چاہئے تھا نہیں ہو سکے۔

اس گروہ کا فوٹو جسکی چال ڈھال طرز انداز پر [illegible] ترقی ملک کی بہت کچھ منحصر ہے جنکا تعلق رعیت [illegible] کو چھوٹے چھوٹے عہدے والوں سے جتنا ہم [illegible] اتنا بڑے افسروں سے نہیں رہتا اور جتنا فرق ہم [illegible] تحصیل اور تعلقہ کے اہلکاروں میں ہو کر کام کرنیوالے خلقت کو نقصان پہونچا سکتے ہیں اور پہونچاتے ہیں وہ اعلیٰ پر بیٹھنے والے حکام سے نہیں پہونچ سکتا۔

یہ اس گروہ کی اصلی [illegible] کا [illegible] جنکی [illegible] [illegible] شمار [illegible] [illegible] میں [illegible] جنکو [illegible] انگریزوں سے سابقہ [illegible] انہیں بہت لوگ ایسے [illegible] ہندوستانیوں کی حالت میں [illegible] دلی شوق تھا انہیں سے [illegible] [illegible] [illegible] لکھنے کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ ہندوستانی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آئین [illegible] افسروں کی قدر و منزلت [illegible] [illegible] آتی [illegible] سب [illegible] اول [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] ضلع [illegible] میں [illegible] اور اب زمانہ کے [illegible] کی بدولت ہر ضلع میں دو چار موجود ہیں یہ ترقی [illegible] ہوئی وہ افسروں کے درجے [illegible] [illegible] میں

دیانت [illegible] گویا ہم نہین آ سکا [illegible] سوسائٹی کے نقص [illegible] اور [illegible] شامل ہوتے ہین [illegible] ایکبار کی [illegible] ہوتے ہین وہ ہمیشہ [illegible] ہوتے ہین - کیونکہ [illegible] لوگ [illegible] ہو سکتے [illegible] اور [illegible] انمین بھی موجود ہین لیکن [illegible] انکے اثر سے سوسائٹی ضرور اچھی ہوجاتی ہی اور رشوت ستانی سب نقایص کم ہوجاتے ہین دیکھیے ہماری قوم [illegible] کی سوسائٹی ہی [illegible] رشوت - بیوقوف - فریب یا اسی قسم کمینہ پن کے جوڑ توڑ جو ہندوستانیون مین رائج ہین انسے کم پائے جائینگے جتنا ہندوستانیون مین زیادہ —

رشوت کے علاوہ ہندوستانیون مین ایک بڑا نقص آجکل بداندیشی اور غمازی کا پڑگیا ہی جسکی وجہ سے مین نے ہر جگہہ دیکھا ہی کہ [illegible] کی سوسائٹی ہمیشہ تنگ رہتی ہی اور وہ جوڑ توڑ اس قسم کے ہوتے ہین جو سمجھ مین نہین آتے اور انگریز حکام بھی بوجہ اپنی ناواقفیت کے اکثر دھوکا کھا جاتے ہین اور انصاف کا خون ہوجاتا ہی مین نے اس غرض سے یہ ایک مختصر سی کتاب بطور آزمایش کے لکھی ہی اور بہت ہی ڈرتے ڈرتے ایک فرضی طور پر اپنی سوسائٹی کے حالات کو ملک کے روبرو اس امید سے پیش کیا ہی کہ [illegible] اب بھی قوم کو غیرت آئے اور اپنی اصلاح کرے

اگر یہ کتاب پایہ طرز تصنیف پسند خلایق ہوا تو مین اپنی دوسری محنت مین کسی قدر طوالت کے ساتھ کل محکمون کے حالات لکھونگا اس کتاب مین اختصار کیا ہی اس درجہ تک ضرور خیال رہا کہ [illegible] معلوم ہوتا ہوگا اور اسکے لیے مین معافی [illegible]

مجھکو امید ہی کہ یہ [illegible] آن نوجوان افسرون کو زیادہ مفید ہوگی جو [illegible] سرکار مین داخل ہوتے ہین اور [illegible] اندرونی حالات سے واقفیت [illegible] —

مین [illegible] اس کتاب مین [illegible] نقص ہیون [illegible] کہ ضرور ہونگے اسے مجھکو اطلاع [illegible] پیرایہ قسم کی کوئی ہدایات دینے کے قابل ہون تو انکی اصلاح کی کوشش کرون —

خاکسار

عزیز الدین احمد - بستی اگست [illegible]ء

باب اول

فیروزنگر

ضلع فیروزنگر مین بہت دنون سے [illegible] تھا کہ مسٹر ڈبلیو سی پارکر ڈپٹی کمشنر ضلع مذکور ہر سال [illegible] کیرتی کرتے تھے انکی تعلیم [illegible] دیتے اور آخر کار [illegible] سرکار مین [illegible] ایک پرانی قطع کے سویلین تھے گو [illegible] خوشامد انکو پسند تھا لیکن پھر بھی [illegible] ہندوستانی شرفا کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے اس ضلع مین بہت برسون سے تھے اور عموما لوگ انکو پسند کرتے تھے جو کچھ انمین نقص تھا وہ یہ ہی کہ ذرا کام مین کاہل تھے اور اس سبب ضلع مین اہلکارون کا بڑا زور تھا فیروزنگر ہر طرح کی اصلاح مین بہت ہی اچھی

دیکھتی تھیں ہال میں ریم گورنمنٹ سب کچھ تعجب سے
نیز اقربا و احبا ریاست بھی قابل دید تھیں

اب ان سب میں سے ایسے دو دوستوں کو نامزد بیان
کرنا چاہتا ہوں جو اس ضلع کے مشہور ہیں۔
سید دیانت حسین و لالہ پیارے لال۔
یہ دونوں صاحب بھی ایک یادگار
اس ضلع کی ہے۔

سید دیانت حسین راجہ سید لیاقت حسین خاں
[illegible] کے فرزند اکبر تھے۔ راجہ صاحب اس ضلع کے
نہایت رئیس فیاض اور عالی حوصلہ تعلقہ دار تھے سالانہ
ہزارہا روپیہ خیرات میں اٹھتا تھا اور اس فیاضی کی
بدولت وہ مقروض ہو گئے تھے۔ ایک سال ایسا
سخت زمانہ ہوا فیروزنگر کے ہندو مسلمانوں میں جھگڑا
ہوا کہ بڑی لاٹھی چلی راجہ صاحب گو ان تعصبات سے
ہمیشہ علیحدہ رہتے تھے لیکن بار لوگوں نے پیشواے اسلام
سمجھ کر انکو بھی پھانس دیا مگر بار کر بھی کچھ ناراض ہو گئے
[illegible] مقدمہ لڑا سیکڑوں بیرسٹر آگئے اور بہت روپیہ خرچ ہوا
تو آخرکار راجہ صاحب بری ہوئے لیکن اسقدر زیر بار ہوئے
کہ وہی جائیداد ریاست بک گئی اور راجہ
صاحب نے بھی اسی سال سفر آخرت اختیار کیا جب راجہ صاحب نے
انتقال کیا سید دیانت حسین کی عمر صرف [illegible] برس کی تھی
یہ بہت وجیہ خوش پیشانی ذہین لائق اور [illegible]
[illegible] انکی ذہانت کی [illegible] اور [illegible]
[illegible]
بی اے تک انگریزی تعلیم پائی تھی اور [illegible] علوم میں بھی
دستگاہ کامل رکھتے تھے راجہ صاحب کے انتقال نے دیانت حسین
کو کالج چھوڑنے پر مجبور کیا کیونکہ اور کوئی معاش باقی نہ تھی

لہذا نوکری [illegible] تھی

سید دیانت حسین [illegible]
مہذب تھے انگریزی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اس سال [illegible] ہوا [illegible]
[illegible]
بہت رنج تھا اور آنکھوں سے آنسو [illegible] انکو بلا بھیجا
بڑی عنایت سے پیش آئے اور کمال محبت سے اظہار
تاسف فرمایا اور نہایت تشفی دیکر انکو [illegible] کا عہدہ دیا
یہ [illegible] خیال ہوا کہ [illegible]
انگریز تھے لہذا [illegible] نوکری دینا پسند نہیں کرتے تھے
اسی لحاظ سے [illegible] میں کام کرنے کا حکم دیا۔

لالہ پیارے لال [illegible] لال [illegible] بیٹے تھے
قوم کے کایستھ [illegible]
[illegible]
[illegible]
پاس [illegible] لال فیروزنگر کے رہنے والے تھے اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آدمی تھا [illegible]
[illegible] لالہ پیارے لال امتحان [illegible]
فیل ہو گئے اتفاق [illegible] سال [illegible]
[illegible] لال کو خوش انتظام آدمی [illegible] آپ خیال [illegible]
[illegible] میں کوئی [illegible] لیکن [illegible]

اور ایسے ہی نیک نیتی اور بہبودی کی باتوں سے وہ بہت قابل اور مشہور تھی
تحریر ... ہے کہ پنڈت ... مشہور ہوے ہیں بڑے خدا ترس اور
... انگریزی پڑھے مختصر یہ کہ پورے عیسائی تھے۔ پیارے لال کی
... سے وہ کسیقدر آگاہ تھے اور ایک وقت
پیچارے اس بعد کہ ... ہے کہ انھوں نے سفارش کرکے
پیارے لال کی سفارش کردی اور اسی ذریعہ سے اب وہ انکی
کرنے لگے۔

باب دوم

دیانت حسین اور پیارے لال کی خلقی عادت

قبل اسکے ... ثابت ہے ... مصنف کو
ضروری ... اخلاقی عادت
اور ... کو آگاہ کرے کہ
پیارے لال ... بہت الفاظ
خوشامدی ... زیادہ ... کہتے تھے اور
سب کی ... کیا کرتے تھے۔

... اور ... کو
کو ... سب کی دیانتداری کرتے تھے
اور اسی ... سے ... ایک وقت
منشی ... لال ... نویس صدر کچہری ... تھے
صاحب ... کو ... اور آدھ آدمی ...
... آج کیا ہوتا ہے کہ
وہ کئی بار پہلے بھی حاضر ہو چکے تھے جیسے ہی ... اسی سے
... پیارے لال
... کا گھر اور انکا
بالکل ... وہ کچہری آتے ہی تھے کہ دفعتاً انکو دست آنے
شروع ہوے اور اسقدر بےچین ہوگئے کہ آنے کے قابل نہ رہے

مجھسے حضور میں اطلاع کرنے کو کہدیا تھا مگر میں کام میں
پھنس گیا عرض کرنا بھول گیا یہ قصور میرا ہے معاف فرمایا جائے
اس پر حاکم ... نے وہ ... ادل ...
منشی خوش وقت لال کی غیر حاضری سے ناراض نہیں ہوے
دوسرے ... کچہری ... پیارے لال ...
اسی طرح ایک ... پیارے لال ... اسسٹنٹ کمشنر کی کچہری
میں بیٹھے ہوے تھے کوئی مقدمہ پیش تھا ... اور
پنڈت ... نے ... اطلاع ... تھا ... قابل
اطلاع ... اور پنڈت جی سے کچھ عداوت تھی ... سے ...
اسکی کچہری کی اور ... پیارے لال کی جھوٹی ...
اس معاملے میں کبھی مفید ثابت ہوئی ... صداقت کی
بابت بالا ہی ہے۔
ایک روز اور ... ہوا ... حسین صاحب ...
... کچہری میں تھے دفعتاً انکے گھر سے اطلاع آئی کہ
انکی صاحبزادی نہایت علیل ہوگئی ہے صاحب موصوف اسکو
بہت ہی عزیز رکھتے تھے فوراً گھبرا گئے اور ... کچہری
... پیارے لال ... ہوا اور ...
آپ ... اور ...
ہوتے تھا ... منشی ...
ہوتا تھا ... صاحب ...
... اس روز سے انکی بہت ... گئے

...
... میں ... کو ...
... میں ... تھے ...
اطلاع ... الفاظ ... تھے ...
آیا اور اپنے مقدمے کی تاریخ دریافت کی منشی جی نے اپنا
حق مانگا وہ ... بہت ... تھا ...

نکال لکر مٹھی بند کرکے منشی جی کی طرف ہاتھ بڑھایا
منشی جی نے بھی جلد سے اُسکی مٹھی کھولی ڈبل پیسہ دیکھکر
سخت برہم ہوئے غصہ مین ایک تھپڑ زمیندار کو مار دیا اور
کچہری سے نکلوا دیا زمیندار نہایت شریر تھا جیسے ہی باہر آیا
آگے آتے برآمدہ ہی مین کل قصہ کہہ سنایا صاحب نے اجلاس پر
بیٹھتے ہی پوچھا کہ منشی یہ کیا کہتا ہے۔

منشی۔ حضور کچھ نہین یہ میرے پاس تاریخ دریافت کرنے
آیا تھا مین نے اس سے کہا کہ باہر کازلسٹ لٹکتی ہے جاکے
دیکھ لے اسپر اس مردود نے میر دیانت حسین کو ایک
پیسہ دکھلا کر کہا کہ تم چلکر بتلادو مجھے غصہ آیا کہ اتنے بڑے
رئیس زادے کو اسطرح مبتذل سمجھتا ہے مین نے ایک
طمانچہ ضرور مار دیا اور خداوند نعمت یہ آدمی نہایت
شریر و مفسدہ پرداز ہے۔

صاحب۔ دیانت حسین تم بتلاؤ کیا ہوا۔

دیانت حسین۔ حضور یہ تو سچ ہے کہ اسنے کتنی تاریخ کی
تاریخ ضرور دریافت کی تھی منشی جی نے کوئی شے جسکا
نام "حق" بتلایا اس سے طلب کی اُسنے ایک مٹھی کرکے
طور پر ایک ڈبل پیسہ دکھایا منشی جی کو غصہ آیا ایک
تھپڑ مار دیا مجھسے کچھ واسطہ نہین اور نہ اس غریب نے
مجھکو کچھ دینے کو کہا۔

منشی جی (آہستہ سے) دیانت حسین کیا غضب کرتے ہو
(زور سے) اجی اپنا بیان سنبھالیے میان صاحبزادے!
قد۔ خدا مین پر ہاتھ صاف کیا جاتا ہے۔

مسٹر پارکر سررشتہ دار صاحب پر بہت خفا ہوے اور
کو اپنی نیکی سے اُسوقت رفت گذشت کر دیا لیکن جب بھی
آئندہ اسکا بڑا اثر ہوا اور اسی دن سے دیانت حسین اور
میر محمد حسین سررشتہ دار مین ظاہر طور پر نااتفاقی ہوگئی۔

باب سوم دیانت حسین کی پہلی نوکری

چند روز بعد نائب اصلباقی نویس نے چند روز کی
رخصت لی سررشتہ دار نے تو پیرون لال کے لیے بہت کوشش کی
مگر مسٹر پارکر نے دیانت حسین کو عوض مقرر کیا دیانت حسین کو
ایسی چھوٹی چھوٹی نوکریان نہایت ناپسند تھین اور ہمیشہ وہ
اپنی توہین بھی سمجھتے تھے لیکن مسٹر پارکر کی ضد نے مجبور کیا
اور بیچارے کو یہ ذلتین بھگتنا پڑین دوسرے دن وقت مقررہ پر
کچہری گئے وہان عجب تماشا دیکھنے مین آیا منشی خانہ مین کہون
کیا ہو رہا تھا کئی درجن لالہ اور دو چار مسلمان سب ایک سی نیچی نیچی
ٹوپی بڑی نوکدار پگڑیان باندھے عینکین لگائے اور ایک ایک
قلم کان مین کھونسے خوش گپ اڑا رہے تھے میر دیانت حسین نے
جاکر کسیقدر مسکرا کر دریافت کیا "مجھے کہان بیٹھنا ہوگا"۔

محرر کلیات۔ گر بر سر چشم من نشینی ۔ نازت بکشم کہ نازنینی
اس گستاخ جواب پر تمام عملون نے بڑے زور سے قہقہہ لگایا
اور دیانت حسین ایسے جھینپ گئے کہ انکی آنکھون مین آنسو بھر آئے
شاید تمام عمر مین ایسی بیہودہ گفتگو انھون نے کبھی سنی تھی
مگر ضد اجابت نے کیا سوچکر یہ اس بیہودہ پن پر متوجہ نہوے اور
ایک الماری کے پاس جہان سررشتہ واصلباقی نویس لکھا تھا
بیٹھ گئے اور لالہ جسونت لال واصلباقی نویس نے کسیقدر
اخلاق سے بٹھلایا۔

دیانت حسین۔ مین نے تو کبھی یہ کام نہین کیا لیکن
جو بتلائیے مین کرون۔

واصلباقی نویس۔ ابھی توزیع تحصیلوار نقشجات
ماہواری سب بنانے کو پڑے ہین جو آپسے ہو سکے کیجیے
میر دیانت حسین نے پہلے پچھلی سہ ماہی کے تمام نقشجات اور
توزیع وغیرہ کو دیکھا اور آگے کے طریقہ پر غور کیا جب سمجھ مین آ گئے

خود اسکے نقشے بنا ڈالے اور خود ہی انگریزی مین ترجمہ کرکے سررشتہ دفتر کو دے آئے تمام کاغذات جو پریشان چھپے ہوئے تھے انکو تفصیلوار مرتب کرکے بستہ مین باندھ دیا انکی تیزی اور ذہانت دیکھکر عملے یون باتین کرنے لگے۔

ایک۔ لونڈا غضب ہی چھری کی آس ہاتھ چلتے ہین۔

دوسرا۔ اور خوش خط بہت ہین۔

تیسرا۔ بھائی ہوشیار کی کیا بات۔ سچ ہی ہے ہونہار برواکے چکنے چکنے پات۔

چوتھا۔ ذرا ٹھہرو بہت ہی دو تین دن یان ٹھیک ہو جائینگے۔

پانچوان۔ ابھی تک کتاب جیسی کیڑی کا پتون کی آڑ مین ہے آخر کو عام ہو کے بیکی بزار ہین۔

دو ہی تین دن مین سید دیانت حسین نے اپنی لیاقت کا سکہ بٹھلا دیا اور سب پچھلا کام صاف کر دیا۔ گو انکی لیاقت کے سب قائل تھے مگر اسکے ساتھ ہی خائف بھی تھے جبتک یہ کچہری مین رہتے داد و ستد بالکل مسدود رہتی کوئی زمیندار بات تک نکرتا۔

ایک روز لالہ خوشوقت لال دیانت حسین کو علیحدہ لیگئے اور یون تقریر کی۔

مہربان من ابھی تم کا اور تمھارا عمر کیا۔ منھ سے دودھ شیر مادر کی مثال عنبر بیز ہی اور ابھی چشم بد دور عقل داڑھ تک نہین نکلی یہ مان تک نہین شک کہ ہونہار ہوشیار ہو عاقل ہو شعور دار ہو بڑے پدر کے پسر ہو اور باد نیک اختر کے فرزند ہو مگر ناتجربہ کار ہو۔ نوکری سوسی کا خانہ نہین خدا رفیقی نوکری سب کوئی حصول مطلب کے واسطے کرتا ہے تنخواہ اس زمانہ کی ایسی قدر ست قلیل ہے کہ گذرا وقات کیلیے دشوار حکام کچھ قدر ناہین کرتے انکے حساب کالی رعایا سب بے ایمان جو کئے دیوے جو نہ لئے وہ پھر یار من لینے وقت ہان نہ لینا بیوقوفی نہین تو کیا ہے۔ سنو میان صاحب تم مرد مسلمین ہو تمھارے مذہب مین انگریز کی نوکری تک گناہ ہے جب ایسے بڑے گناہ ہی سے گناہ کبیرہ صغیرہ ہو گیا تو ہمارا دانست مین [illegible] چاہیے اور [illegible] [illegible] ایکس کی قدر سے تھلیا [illegible] بالاتہ تم [illegible] سنت ہو اور [illegible] [illegible] میان [illegible] ایمان [illegible] فرشتہ خان [illegible] ہم آپ [illegible] یہ [illegible] اصل ثبوت نہین ہو سکتے [illegible] معاملہ [illegible] ہمارا اختیار [illegible] ہمارا نواضع یا حق حقوق دیا [illegible] نہ ہم زور کرتے نہ کرتے جبر [illegible] تو کاٹ [illegible] آیندہ میان صاحب آپ جانین اور آپکا کام عقب سے ہمارے شکوہ نہ کیجیے گا کہ دیوان جی تنہا خود ہی کر گئے۔

دیانت حسین نے اس لکچر کو سنا اور یہ جواب دیا۔

مجکو اس سے معاف رکھیے مین آپکا شکر گذار ہون آپ نے میرا اچھی خیال کیا مگر منشی جی مین اس قطع کا آدمی ہی نہین جو ہاتھ پر فاقہ کرونگا لیکن اپنے نام کو بدنام نہونے دونگا اگر آپ مجھسے خفا ہون تو اس سے [illegible] سمجھیے اپنی بات غرض ہے اور وان کو مین کیون روکنے لگا۔

قصہ مختصر میر دیانت [illegible] آپ [illegible] پندرہ دن ختم کیے اور تمام [illegible] مین انکا شہرہ ہو گیا [illegible] قطع کا امیدوار لئے انکا اسم با مسمی تھا [illegible] نے بھی انکے کام سے [illegible] کرنے لگے۔

باب چہارم مویشی خانہ

وہی تین سال میر دیانت حسین کی بیکاری کو گذر چکے تھے کہ تحصیلدار صاحب حضرت پور کی ایک رپورٹ آئی اسکا مضمون یہ تھا کہ دفتر صاحبان مویشی خانہ چیرا و مراد پور بیمار ہوگئے اور تحصیل میں کوئی امیدوار ایسا موجود نہیں جسسے کام لیا جاسکے حسب ضابطہ دو شخص جو عارضی مقرر ہو جائیں مستقل واجب تنخواہ پاوینگے ... لیکن میر دیانت حسین کو پریشان کرنے کی غرض سے صاحب نے لکھا کہ حضور پرون لال اور دیانت حسین بھیجے جائیں۔

صاحب۔ ہون۔

صاحب کا منظور کرنا تھا کہ غریب دیانت حسین گھبرا اٹھے اور وہ اسی قدر پریشان ہوے کہ صاحب سے کہی ٹالا حضور کانجی ہوس کی نوکری پر نہ بھیجیے۔

صاحب۔ تم جب کہ ہم تھا ہی ایکی بدی ہم خوب سمجھتا ہی ہم جو حکم دیتا تعمیل کرو۔ اور یہ یاد رکھو کہ شہر روم ایک دن میں آباد نہیں ہوا تھا۔

اور اسکا کیا جواب ہو سکتا تھا سوا اسکے کہ ع۔

بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد

اب جسے تعمیل میں ہو چکر چیرا اور مراد پور کے حالات دیکھتے لیے تو دیانت حسین کو اور بھی وحشت ہوئی چیرا دریاے گنگا کے متصل ایک پولیس اسٹیشن تھا یہاں مویشی بھی نہیں آتے تھے اور نہ کوئی آباد جگہ تھی وہاں لالہ پرون لال تعینات ہوے۔ مراد پور نام تو اچھا ہے لیکن جگہ ایسی بری ہے کہ خدا کسی انسان کو نہ لیجائے ڈھائی ڈھائی کوس چاروں طرف گانوں کا نام نہیں ہر طرف جنگل بہت تھا اسی وجہ سے مویشی بکثرت آتے تھے ٹھیک جنگل میں مویشی خانہ تھا وہیں ہمارے دوست میر دیانت حسین تعینات ہوے۔

لالہ پرون لال نے تو پہونچتے ہی تھانہ کے لوگوں سے اور گرد و نواح کے بدمعاشوں سے دوستی بڑھائی اور کچھ لین معاہدہ کر لیا وہ لوگ رات دن کو نکل جاتے سو سو پچاس پچاس مویشی ہانک لاتے انمین سے دس پانچ رجسٹر میں چڑھائے جاتے اور باقی سب علحدہ رہتے خوراک مویشیوں کو پرون لال ہی پر کیا منحصر کوئی محرر دیتا ہی نہیں لہذا خوراک اور فیس دونوں ہضم پرون لال نے اس نوکری کو بہت پسند کیا اور مستقلی کی دعائیں کرتے تھے گیارھوین روز وہان کا محرر اچھا ہو گیا اور پرون لال واپس آگئے۔ اس گیارہ دن میں پرون لال نے دس بارہ روپیہ علاوہ تنخواہ خوراک کے بنائے شاباش!

برعکس اسکے ہمارے میر دیانت حسین کو مویشی خانہ عذاب جان ہو گیا پہونچتے ہی ایک آدمی چیرواہا نوکر رکھا بھوسہ الگ منگوایا پانی کو ناندین گڑوا دین مویشیون کی اذیت انسے دیکھی نہ جاتی تھی لہذا جو سرکار سے ملتا تھا اس سے دونا یہ اپنے جیب سے مویشیون کو کھلا دیتے تھے تنہائی کا یہ عالم کہ چار چار دن تک آدمی کی صورت نہین دکھائی دیتی تھی کچھ کھانے کو ملتا تھا نہ کوئی آدمی بات کرنے کو شوق تو کی نوکری نہین کی بلکہ خود داخل کانجی ہوس ہو گئے اسی زمانے مین مختصر سی مثنوی بھی تصنیف کی تھی جسکے چند شعر ہم یہان نقل کرتے ہین۔

کرنے کا نہین یہ کام یارو — چیرا تو ہے اب سلام یارو
کبتک کوئی بھیڑیان چرائے — کبتک کوئی سانیان کھلائے
بی اے کی ہوئی یہ قدر دانی — بھینسون کو کھلا رہے ہین سانی
سید سے بنے اہیر اب تو — اس درجہ ہوے حقیر اب تو
قسمت مین اگر یہی بدی ہے — اسکی تو بات ہی جدی ہے

سے نکالا ہوا ہی یہ کام جیسا کہ   اسپر کوئی چارہ ہی نہ تھا آئی
شہر خرابی آئی ایسے ہی دن میر دیانت حسین کو مراد پوری
نہ ملی اور اپنے گھر آکر پھر امیدواری کرنے لگے ۔

باب ۱

دونون پھر نوکر ہوے

تھوڑے دن بعد پھر کسی انتظام مین دو عہدے خالی ہوے
ایک اہلمدی فوجداری دوسرا نائب محافظ دفتری کلکٹری
اہلمدی کو چند روز تھی کہ صاحب ڈپٹی کمشنر کے اجلاس
کی تھی اسلیئے مشہور کرکے دیانت حسین کو اہلمدی فوجداری
ولادت ہیرون لال محافظ خانہ بھیجے گئے ۔ اہلمدی فوجداری تھی
اس ضلع مین بڑی یافت کی نوکری تھی اور شیخ کریم بخش
جو مستقل اہلمد تھے بڑے تیز اور چالاک شخص تھے انکی وجہ
سے کام بھی خوب نکلتا تھا اور انکو فائدہ بھی خوب ہوتا تھا
دیانت حسین اس قطع کے آدمی ہی نہ تھے یہ بیچارے چپ چاپ
بیٹھے کام کیا کرتے تھے نہ کسی سے لینا نہ دینا ۔ مطلب یہ کہ جو
اہل معاملہ کو تو پاس پھٹکنے دیتے تھے اور کسی کو مسل
وغیرہ دکھاتے تھے انکی ذات سے وکلا اور مختاروں کا بہت
حرج ہونے لگا جس کاغذ کی پہلے ۔ دو پیسہ آٹھ آنہ خرچ کرکے نقل
لے سکتے وہ اب جبتک باضابطہ نہ لین دیکھنا بھی دشوار تھا
ضابطہ کی نقل لینے مین ہزار بکھیڑے تھے پہلے درخواست پیش
اسٹامپ داخل کرین چار پانچ روز دوڑین کچھ نقلنویس کو دین
تب کہین نقل ملے جو وکیل کسی قدر سمجھدار اور معزز تھے
انھون نے معائنہ کی فیس داخل کرکے کاغذات دیکھنے
شروع کیا یا آنکہ خود حاکم عدالت سے زبانی کہکر مسل منگا
لیتے تھے لیکن عام لوگون کو بہت تکلیف ہوتی تھی ایکدن
دیانت حسین کچہری مین بیٹھے ہوے تھے کہ ایک مختار نے

السلام علیکم
دیانت حسین ۔ آئیے تشریف رکھیئے ۔
مختار ۔ جہانگیر والی مسل آپ ہی کے پاس ہے نہ ہو اپنا حق
لے لیجیے مدعی کا بیان ذرا دکھلا دیجیے ۔
دیانت حسین ۔ مختار صاحب آپ جان بوجھکر مجھے
حیران کرتے ہین جبتک آپنے کبھی کسی سے سمجھ لیا ہے کہ آپ بھی
لوگ گو درخواست دیکر باضابطہ معائنہ کیجیے ۔
مختار ۔ آپ ہی منشی ہین اور سوال جوابی ہو چکا آپ ایک
روپیہ کے عوض دو روپیہ لیجیے اور کیا لیجیے گا مولابخش نے
دو روپیہ انکے قلمدان مین رکھدیئے (جوکہن سے بیٹھا) ۔
دیانت حسین ۔ آن روپیون کو پھینک کر آپ بہتر ہے کہ
یہان سے اٹھ جائیے ۔ ہم ایسے بے ایمان سے بات
نہین کرنا چاہتے ۔
مختار ۔ زبان سنبھال کے گفتگو کرو منشی ۔

ایک ایسی کڑی بات مولابخش مختار کی زبان سے
نکل گئی جسکو دیانت حسین برداشت نکر سکتے تھے انھون نے
فوراً اجلاس میں حاکم کے روبرو کل حال بیان کیا اور یہ ستم انکا دل
بھرا ہوا تھا کہ وہ ان گفتگو مین رہ وہ ثبت کرکے مشہور کرتے تھے
اس بات کا بڑا اثر ہوا اور ایسا غصہ آیا کہ فوراً حسب الحکم
بابلکہ مولابخش پر مقدمہ قائم کیا مقدمہ قائم ہوتے ہی
سب پرانے ڈھنگ کے وکیل مختار اور عملہ عدالت مولابخش
کی طرف ہوگئے یہ دیانت حسین کی طرف کوئی نہ تھا
صرف بابو لیسر چند رام ایک وکیل ہائی کورٹ جو اس
ضلع مین ایک نامی وکیل تھے انکی شہادت سے بیان
مستغیث کی تائید ہوئی انھون نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ
”اس ضلع مین سواے دیانت حسین کے کوئی علم مینڈین
نہین ہے ۔“

دیانت حسین کے پیشتر چالوک ... تھا ... [illegible]
منگوا لیتے تھے مگر دیانت حسین نے دو چار دستور [illegible]
اب بجز اسکے کہ نفس معاملہ داخل کرکے یا آپکی اجازت سے
مسل بھیجیں اور کوئی ذریعہ [illegible]
محافظخانہ سے جسقدر معاملہ منگوا کر دیکھتے چنانچہ مسٹر پارکر
نے جسقدر منگوا کر دیکھا تو واقعی ذرا فرق نکلا دیانت حسین کے
زمانہ قائم مقامی میں آفیس [illegible] داخل ہو
اور اسکے قبل کبھی ایک روپیہ بھی اس اجلاس کی بابت
داخل ہوا تھا۔

مسٹر پارکر کو پورا اطمینان ہو گیا کہ دیانت حسین کا
بیان سچ ہے انھوں نے مولا بخش پر [illegible]
اور دیانت حسین کی نسبت بہت اچھے الفاظ [illegible]
تجویز میں شکریہ ادا کیا۔

اس مقدمہ کے بعد دیانت حسین سے لوگوں کی [illegible]
بہت بڑھ گئی اور [illegible] انکا دل میں کھٹکنے لگے مگر [illegible]
خیال انکی طرف سے بد نہیں ہوا۔ بلکہ وہ پہلے سے زیادہ
خاطر کرنے لگے حسن اتفاق سے انھیں ایام میں [illegible]
[illegible] رجسٹرار ہو گئے مسٹر پارکر نے فوراً دیانت حسین کو
وہ جگہ دی یہ تقرر عملوں کو جسقدر خوشگوار ہوا وہ ناظرین
خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں میر دیانت حسین نے نہایت
شکر گزاری سے یہ عہدہ قبول کیا اور [illegible]

باب ششم

لالہ پرون لال کی محافظ خانہ [illegible]

[illegible] پرون لال بھی اپنے کام [illegible]
[illegible]
[illegible] کیا

سب عملوں میں [illegible] ہو گئے ہر وقت ہنسی دل لگی [illegible]
کلیجہ میں [illegible] تھے کل عملوں میں پرون لال کی مضبوطی
کی بڑی تعریف تھی۔ میر خادم علی محافظ دفتر ایک سید سادات
[illegible] مسلمان تھے پرون لال کی اطاعت سے
بہت [illegible] اور [illegible] شفقت سے کام [illegible] تھے کہ لوگوں کو
تعجب [illegible] تھا پرون لال نے تمام ذمہ داری کے کام اپنے ہاتھ میں
لے لیے اور [illegible] دنوں میں ایسے ایسے اعتراض نکالنے
شروع کیے کہ [illegible] علی الخصوص [illegible] تحصیل [illegible]
ہونا [illegible] کر دیا جبتک ان لوگوں سے [illegible] سالانہ حق [illegible]
[illegible] میر خادم علی [illegible] تھے نہیں [illegible]
[illegible] کے عملے تھے پرون لال کی ان سب تدبیروں سے
خوش [illegible] پرون لال کی خوش اخلاقی اور اطاعت کے
[illegible] محافظخانہ بھی [illegible] رضامند تھے پرون لال
[illegible] نائب محافظ دفتری کرتے تھے ظاہری سامان بھی
[illegible] کرنا شروع کیا پرانا مکان بھی چھوڑ کر ایک کمرہ اچھی
نشست کے لیے کرایہ پر لیا۔ یار آشنا جمع ہونے لگے ناچ رنگ بھی
شوق چرایا شراب بھی اڑنے لگی الغرض نائب محافظ دفتر ہونے تک
انکا مزاج دوسرا ہو گیا انکی نائب محافظ دفتری کے تقرر کے [illegible]
دن بعد ہولی آئی یار دوستوں کے اصرار اور نئی نوکری کے
امنگ نے مجبور کیا ہولی کا جلسہ انکے یہاں قرار پایا تمام عمال اور
ہندوستانی حکام کو نیوتہ دیا قرب و جوار کے زمیندار بھی آئے بابو
بچا سنگھ کے ہاں سے ایک بوسیدہ شامیانہ مانگ آیا وہی استادہ
کیا گیا تختوں پر فرش بچھا ولایتی شراب کی بوتلیں اور شیشہ کے
گلاس ایک طرف اور ہندوستانی شراب اور مٹی کی کلھیاں دوسری طرف
رکھی ہوئی تھیں دو تین رنڈیوں کا ناچ تھا لالہ صاحب اور عملہ
جوق جوق آتے تھے شراب پی پی کر اٹھا غفیل ہو جاتے تھے
اس جلسے میں دیانت حسین یوں یاد کیے گئے۔

پرون لال — واصلباقی نویس صاحب تو ڈانٹو ڈپٹکاری ہی خوب پا گیا۔

واصلباقی نویس — کون دیانت حسین - چراغ سحری ہیں سمجھو سررشتہ دار صاحب ناراض - اور تحصیلدار ہیں منشی چرونجی لال ایک دن گذر دشوار ہے

سیاہہ نویس — اس تحصیل میں آجائیں تو میاں سے تو دو ہی دن میں ناکون چنے چبوا دون۔

نقل نویس — تمکو ان سے کیا حاصل جو جھگڑے مقدمات ہوئی ہے اب رقص آغاز ہوا اور بی طوائف کوئی ہو گئی

اتنے میں ڈپٹی برج لال رائے کستوری لال صاحب صدر عالی اور منشی محمد صاحب منصف بھی آگئے اور رنگ جمنے لگا جب اچھی طرح لیلا اندر ہو چکی ناچ شروع ہوا۔ یہ ہندوستانی حکام بھی پرانی رسم کی پابندی کے لحاظ سے برابر جلسہ میں شریک رہے - لالہ پرون لال کے والد ماجد کا دل بانسوں اچھلا جاتا تھا اور اپنے صاحبزادے کے سپوت ہونے کی بار بار اپنے کو مبارکباد دیتے تھے۔ تمام شہر میں اس جلسہ کی دھوم تھی اور لالہ پرون لال کی سیر چشمی اور عالی ہمتی کی تعریف - ڈپٹی صاحبان کے تشریف لیجانے سے واقعی منشی پرون لال کی بڑی عزت افزائی ہوئی انکی زندگی کی تاریخ میں یہ پہلا دن ہے کہ ایسے جلیل القدر ہندوستانی حکام انکے مکان پر جلسہ میں تشریف لیگئے۔

باب ہفتم

پرون لال کا عروج

خدا کا کرنا یوں ہوا کہ میر خادم علی بیمار ہو گئے اور انھوں نے دو مہینے کی رخصت لی مسٹر پارکر نے بعوض پرون لال یہ رخصت منظور فرمائی پرون لال کی تقرری سے ہر شخص خوش ہوا کیونکہ خوشامد اور چاپلوسی سے سب لوگ انسے راضی تھے چونکہ عنقریب میر خادم علی صاحب ہمیشہ کے لیے ناظرین سے علیحدہ ہونے والے ہیں اسلیے ہم انکے پورے پورے حالات بتلانا چاہتے ہیں - ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ وہ ایک پرانی وضع کے بہت ہی سیدھے سادے مسلمان تھے پینسٹھ برس کی عمر تھی خضاب لگاتے تھے اولاد کوئی نہ تھی انکی نیکی اور سیدھا پن ایسا مشہور تھا کہ لوگ انکو ضرب المثل بنائے ہوئے تھے ہر شخص کے ساتھ وہ خلوص دل سے ملتے تھے اور جہانتک انسے ہو سکتا سب سے سلوک کرتے تھے بہت سے فقیر و مساکین انکی ذات سے پرورش پاتے تھے اور واقعی وہ بہت ہی نیک فقیر دوست آدمی تھے جو کچھ کماتے یا خیر خیرات میں اٹھا یا نیوتہ دن میں صرف ہوتا جب پرون لال انکے یہاں پہلے ہی امیدوار بن کر گئے تو انکی یہ بات ہے کہ کام سے بالکل ناواقف تھے میر خادم علی نے بہت ہی شرافت سے انکو کام سکھلایا اور انہی کا حوصلہ و ارادہ کہ نہیں سمجھا دو تین مرتبہ سو سو طرح سمجھانا رو رعایت سے سلوک بھی کیا پرون لال بھی بیٹا بیٹا بلکہ اپنے باپ سے زیادہ میر خادم علی کا لحاظ کرتے تھے اور ہمیشہ جناب چچا صاحب قبلہ دو جہان "القاب" لکھتے تھے اس زمانہ علالت پرون لال کچہری سے لوٹ کر برابر منشی خادم علی کے پاس جاتے تھے اور بیٹے سے زیادہ انکی خدمت کرتے تھے میر خادم علی چونکہ بہت نیک آدمی تھے اسوجہ سے تمام شہر کو انکی بیماری کا افسوس تھا اور سب لوگ برابر انکے دیکھنے کو آیا کرتے تھے گو وہ کچھ ایسے زیادہ بیمار نہ تھے صرف ورم جگر کی شکایت تھی لیکن وہ اپنی زندگی سے مایوس اور بار بار یہ تمنا ظاہر کرتے تھے کہ پرون لال انکا مستقل جانشین ہو جائے کبھی کبھی پرون لال سے بھی مخاطب ہو کر فرماتے کہ "بیٹا ہمارے بعد اپنی چچی کی بھی خبر لو گے" اسکو سن کر پرون لال ہمیشہ رونے لگتے تھے میر خادم علی کی بیاہتا بی بی کوئی نہ تھی ایک

ماہری عورت پچیس سال سے انکے پاس تھی اور اس سے
نکاح کر لیا تھا تین حج وہ کر چکے تھے صوم و صلوٰۃ قرآن شریف کے
حنفی تھے نمازی اور پابند شرع ایسے تھے کہ تمام شہر مین انکا
شہرہ تھا خادم علی کو اسی کا بڑا خیال تھا اور انکو اپنے مرنے
کے بعد کچھ بھی رنج ہوتا تھا تو اپنی انھین اہلیہ کی بیکسی اور
لاولدی کے سبب جب ایک دن خادم علی کسیقدر زیادہ
علیل ہوئے لوگون نے مسٹر پارکر سے اسکا ذکر کیا مسٹر پارکر
انکے قدیم دوست تھے اور محافظ دفتر کو بہت عزیز رکھتے تھے
انکو زیادہ بیمار سنکر بہت رنج کیا اور خود عیادت کو تشریف
لیگئے اور دیر تک تشفی کی باتین کرتے رہے دریافت کیا
کہ در علاج کسکا ہوتا ہے کہا ابھی تو کسی کا نہین جو جسنے
بتلایا استعمال کیا جاتا ہی فرمایا کہ ڈاکٹر ہر چند ناتجربہکار
بہت ہوشیار ہی اسکی دوا کرنا چاہیئے لیکن محافظ دفتر
تمام اپنی بیکسی اور لاولدی کا قصہ سنایا اور آخر مین یہ
وصیت کی میرے مرنے کے بعد لالہ پیرون لال کو میری جگہ پر
مستقل کر دیجئے گا وہ کام سے واقف ہی اور میری جورو کی
بھی خبرگیری کریگا مسٹر پارکر نے اس وصیت کو سنا اور
وعدہ کیا کہ مین آپکی خواہش ضرور پوری کرونگا آخر مسٹر
صاحب کے جاتے ہی ڈاکٹر ہر چند رونق بلائے گئے واقعی
وہ بہت لائق ڈاکٹر تھے اور دوا بھی بہت جی لگا کر کرتے تھے
پیرون لال کو امید آئندہ پر بہت مسرت ہوئی اور وہ روز
دعائین مانگنے لگے کہ میر خادم علی اگر کل مرنے کو ہون تو آج
مر جائین — دو چار روز بعد جب پیرون لال نے دیکھا کہ اب
نہ محافظ دفتر صاحب نہ بچینگے اور ڈاکٹر بابو کا علاج مفید ہوا
ایکدن آپ شفاخانہ گئے اور ڈاکٹر بابو سے ملاقات کی
پیرون لال — بہت دنون سے آپکی ملاقات کا شوق تھا
آپکی بڑی تعریف سنی جاتی ہی —

بابو — آپکی مہربانی ہم کس لائق ہین —
پیرون لال — آپ محافظ دفتر کے یہان کب سے نہین گئے
بابو — پرسون ہم گیا رہا اب تو اچھا ہی ایک دو ہفتہ مین
کام لائق ہو جاویگا —
پیرون لال — آپ نے بڑی محنت کی فیس تو بڑا بڑا
دیئے جاتے ہین نہ؟ —
بابو — آنجین صاحب — ایک دفعہ کہا سے پانچ روپیہ
پھر جیسے ہم کچھ نہین مانگا —
پیرون لال — گستاخی معاف مسلمان بھائی کچھ
نہین ہوتے آپ تو اعتقادی لگا کر علاج کرتے ہین [illegible]
کہتے ہین کہ بابو تو ناتجربہ کار ہین — آپکو ہم [illegible]
لائق کہتے ہین [illegible] —
بابو — [illegible]
ناتجربہ کہا —
پیرون لال — اب مین کیا عرض کرون جو کچھ خلاصہ
یہ ہی کہ وہ بڑا بد آدمی ہی دیکھنے ہی مین بھولے بھالے ہین
جناب آنکے کاٹے کا منتر نہین —
بابو — ہمکو اب وہ اگر پچاس روپیہ دیگا ہم کبھی نہین جائیگا
یہ مسلمان بڑا انگریٹ فل ہوتا ہی —
پیرون لال — کیون جناب بابو صاحب انگریزی دوائین
تو خوب خوب دوائین ایجاد کین ہزارہا زہر آپ کے
اسپتال مین ایسے ہونگے جو ہندوستانی حکیمون نے
نام بھی نہ سنا ہوگا —
بابو — او ہزارون زہر ایسا ہی کہ ایک سکنڈ مین کام تمام
کر دے سکتا ہی —
پیرون لال — جی ہان سنا تنگر آف لیڈ رس بہت زیادہ
تیز زہر ہوتا ہی —

بابو- اونھین! ہائیڈرک ناٹک ایسڈ ایک سکنڈ مین روح نکال دیتا ہے-

پیرون لال- ہائیڈرک ناٹک ایسڈ- ہائیڈرک ناٹک ایسڈ یہ کوئی بھینگی کی طرح ہوتا ہے-

بابو- او نہین پانی کے مثال-

پیرون لال وہان سے رخصت ہوے اور راستہ بھر ہائیڈرک ناٹک ایسڈ کا نام یاد کرتے آئے- اور وہان سے کنجہاری پیرون لال ہمراہ خادم علی کے پاس آئے-

پیرون لال- منشی جی آپ اب جیسے بیٹھے ہین روز بروز آپکی حالت خراب ہوتی جاتی ہے اور آپ اپنا علاج نہین کرتے-

خادم علی- بیٹا مین تو اسے جیتا ہون ڈاکٹر بابو کا علاج بھی چلتا ہے اور کون ہے جسکی دوا کرون-

پیرون لال- ڈاکٹر بابو کا خدا کے واسطے نام نہ لیجیے میرا تو انسے جی پھیکا ہو گیا-

خادم علی- کیون بیٹا کیا ہوا-

پیرون لال- کیا کہون کیا ہوا (ٹھنڈی سی سانس لیکر) کل مین اسپتال گیا تھا انکی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنی فیس کے نہ پانے سے عارضہ کو طول کر رہے ہین بنگالیون سے ہمیشہ سابقہ نہ ڈالے عجب بیوفا ہوتے ہین

خادم علی- ہان پھر فیس تو بیشک انکو اچھی طرح سے نہین دیگئی اور بیٹا دی کہان سے جائے جو حال میرا ہے وہ تمسے پوشیدہ نہین- پھر اب کسکی دوا کرون-؟

پیرون لال- تو آپ حکیم نبو صاحب کا علاج کیون نہین کرتے آج انکا مثل دوسرا حکیم اس شہر مین نہین ہے ڈاکٹری بھی کسیقدر جانتے ہین تو آپ تنضامرالدولہ بہادر کا مطب کیے ہوے ہین-

خادم علی- پھر بیٹا انھین کے پاس جاؤ- انشاءاللہ [illegible] نکال پڑے سوا تمہارے میرے کون [illegible] دوست ہو تم ہو [illegible] اسوقت [illegible] وہ قبول-

پیرون لال- منشی جی آپ ایسا فکر کیجیے خدا آپکا سایہ میرے سر پر ہمیشہ قائم رکھے- اچھا مین ابھی جاتا ہون-

پیرون لال- بعوض اسکے کہ حکیم نبو کے یہان جائین [illegible] میڈیکل ہال [illegible] لیکے اور وہان کنجہاری [illegible] انکا ایک ہی ملتے تھا آپ سے ملاقات [illegible] تمہارے [illegible]

پیرون لال- تمسے ملاقات [illegible] اور ایک [illegible]

[illegible]

کنجہاری- کون [illegible] لینے کا چاہیے [illegible]

پیرون لال- مجھکو اسوقت جلدی بہت ہے [illegible] میرے [illegible] مجھکو معاف کرو [illegible] ایک شیشی مین ہائیڈرک ناٹک ایسڈ مجھکو دیدو جو [illegible] ہون وہ مین دیدون-

کنجہاری- زہر کے دینے کا بھائی حکم نہین ہے بیشک کسی ڈاکٹر کا نسخہ ہو کیا کروگے اسکو؟

پیرون لال- بھائی میری داڑھی پر ہاتھ رکھکے جسطرح بنے دلوا دو مجھکو اسکی ضرورت ہے

کنجہاری- اچھا چلو ڈیوڈ صاحب مینیجر سے مین دلوا دون وہ یقین ہے کہ میرے کہنے سے دیدینگے آدمی بہت نیک ہین

پیرون لال اور کنجہاری مسٹر ڈیوڈ کے پاس گئے- [illegible] بہت خوشامد کی بہزار خرابی مسٹر ڈیوڈ نے ایک شیشی مین وہ ایسڈ دیا اور رجسٹر مین پیرون لال کے نام اسکی قیمت درج کر لی پیرون لال اسکو لیکر پھر خادم علی کے مکان پر آئے وہان دو تین آدمی بیٹھے ہوے تھے

خادم علی کہو بیٹا حکیم نبو کے پاس گئے تھے-

پیرون لال جی ہان ایک شیشی جس کو فی الفور ہی دوا دیکر بھیجا اور انگریزی علاج میں سونے وقت نوش کیجئے کا تاکید کر دی جسکے بعد استعمال کے تھوڑی دیر بعد فوراً پیٹ پھٹنے لگے کا غذا اچھا ہوگا تو بہت جلد فائدہ ہوگا آپ ذرا سست ہیں ایسے غذا اچھا ہوگا تو آپکو بہت جلد صحت ہو جائیگی ادھر تو لالہ پیرون لال رخصت ہوئے اور وہان نیلم دم علی نے وہ دوا بعد غذا نوش فرمائی —

باب ششم

عنوان مشاعرہ

ہولی کے جلسے میں سب لال اور ہندوستانی حکام کی تشریف آوری سے لالہ پیرون لال کا وقار اور بھی پہلے سے بہت زیادہ ہو گیا تھا — تمام شہر والے سب لوگ انسے ملنے جلنے لگے اور ہر جلسہ اور تقریب مین بجائے کرم فرما لالہ پیرون لال جی پوچھے جانے لگے — ایک روز منشی چرونجی لال تحصیلدار صاحب ہونڈ تشریف لائے اور ہمارے دوست منشی پیرون لال کے مہمان ہوئے چونکہ تحصیلدار صاحب کو شعر و سخن کا بھی کچھ شوق تھا اور ادھر لالہ پیرون لال نے بھی کچھ مشق بہم پہونچائی تھی ایک مشاعرہ قرار پایا — آٹھ بجے شب کے لیے نوٹس گشت کیا گیا چونکہ وہ نوٹس بھی بہت ہی لطیف عبارت مین لکھا گیا تھا لہذا ہم اسکو بھی حسب ذیل نذر ناظرین کرتے ہین —

نوید سراپا جاوید

شکر ایزد کہ شادمانی سے غنچۂ شگفتہ ہر اور احباب کے دل مین محبت شیفتہ ہر شاعری اعلیٰ ایک فن ہے اور اس ہنرمندی سے دل چمن چمن ہے نظر بر آن ایک مشاعرہ کل نواختہ شتہ نہ گھنٹہ بروز جمعرات قرار پایا ہے مصرع

ذیل مین قطعات ہر صاحب و طبع کیا ہوا ہر جوہر پھیلا دین — مصرع طرح —

دکھا دو ذرا انو تیغ ہر زیادہ

قدردانی شہر مشاعرہ میں تشریف

دوسرے روز وقت معینہ کے پہلے لالہ پیرون لال نے بہت ہی پر تکلف سامان کیے تھے شرابین بھی قسم قسم کی منگوائی تھین ہندو مسلمان سب کے لیے پان حقہ کا انتظام فرش پر قالین قالینون پر گاؤ تکیہ الغرض بہت ہی نفیس سامان کیا گیا تھا — وقت مقررہ پر سب لوگ آنے شروع ہوگئے

آٹھ بجے کا وقت نوٹس ... جب تشریف لائے ... انتظار رہا — ٹھیک گیارہ بجے منشی چرونجی لال صاحب تشریف لائے اور مشاعرہ شروع ہوا —

سب سے پہلے منشی چرونجی لال صاحب ... نے غزل سنائی —

چونکہ سب لوگ شراب پیے ہوئے تھے ... لطف دوبالا ہو گیا —

منشی چرونجی لال صاحب

دکھا دو ذرا تیور علم اور زیادہ	اگر ان ہیرا میں ... قلم اور زیادہ
... اعلیٰ ...	... اور زیادہ
گلشن کا ہوا حال تیری چال ...	بلبل کو گلستان ... اور زیادہ
... ظلم ...	گل ... نہین اب ہو کا ستم اور زیادہ
جاؤ جو چلتا ہو کرے تیر ...	گنگا کی قسم ... اور زیادہ
بیکار ... پہ ... کی یاد	ہوتا نہین کچھ ان سے علم اور زیادہ
نہین ... کی ...	محمد حسین ... عمر مین کم اور زیادہ

چارو طرف سے اسپر "واہ واہ" اور "طبیعت ہی طبیعت" کی صدائین آنے شروع ہوئین —

ایک گنگا کی قسم تحصیلدار جو تمھارا قلم غضب تیز ہو
دوسرے — علم قسم دوسرے کی کا مجال جو تمھارا مقابلہ کرے —

تلمیذ - پرمیشر سوگند تم اپنے زمانے کے مادھو رام ہو-
اسکے بعد منشی گنگا دھر پرشاد صاحب سحر جو کیدارہ نے اپنی غزل سنائی-

منشی گنگا دھر پرشاد

اول تو ہو جانان کا ستم اور زیادہ — ملتی نہیں تجھی پہ الم اور زیادہ
سنتے ہیں کہ دربار میں تحقیق بدی ہے — رہتا ہے شب روز وہم اور زیادہ
رشوت کا تو کیا ذکر نہیں عیب طبیعت — بقال سے ہے ناک میں دم اور زیادہ
جسکا نہیں کچھ کاٹ کا ٹھکانا تم ہو — سو نقلی تو بیا کرتے ہیں کم اور زیادہ
گنگا کی قسم دھوم گنگا دھر کی مچی ہے — دکھلا دے کوئی زور قلم اور زیادہ

منشی خوشوقت لال - تم قسم ہے جوش ایسا ہی ہے یا لیکن دیوان جی تم کا تمہارا شاعری کا - ہم منشی قتیل کی جلیم برابر دیکھنا ہے طبیعت کا زور - ڈپٹی صاحب نہی انصاف شرط ہے-

منشی خوشوقت لال صاحب طالب

ہے شوق کرے کوئی ستم اور زیادہ — ہے ذوق کہ دے کوئی الم اور زیادہ
ملتی ہے نہ بخشیش کو جی دنیا ہے — کہدے نہ کسی سے یہ ستم اور زیادہ
تلوار کی دہشت سے شب و دن ہے — نہ ڈرا کے تو صدقے کا الم اور زیادہ
بیری کو بناوین نہ سر پہ اٹھینی — گاہے کی تو ہے ہمکو قسم اور زیادہ
ایسون نہیں سالا نہ بھی جھوٹا ہو — رہتا ہے میرے دل پہ یہ غم اور زیادہ
فرزند ہوا کرتے ہیں ہنجار کے پیدا — ہے ضعف سے اب پشت میں خم اور زیادہ
کہدے یہ گنگا دھر سے کہ یون ہے تیرے تیغ — طالب کا ہے یون زور قلم اور زیادہ

گنگا دھر پرشاد - آپ ہمارا دشنام وہی کیون کیا - تم کسواسطے ہمکو گالی دی - گنگا قسم مارے پاپوش کے نیم جان کر دیون سب شاعری دھری رہجاے -

خوشوقت لال - مشفق من پہل تم کیا کہ مین - زبان میان مین رکھیئے نہین تو بگڑ جائیگی-

آپسمین بڑی تو تو مین مین ہوئی اور وہ بلڑ مچا کہ قریب تھا کہ تمام جلسہ درہم برہم ہوجاے کہ ڈپٹی برج لال صاحب سنے سب کو ڈانٹا اور منشی پرون لال صاحب نے بھی سمجھایا اور وہ جھگڑا فرو ہوا-

یون تو تمام شعرا کی غزلین پر از لطف تھین لیکن ہمارے باغ و بہار منشی پرون لال صاحب کا کلام اس رنگ کی چھونک مین عجب مزہ دیتا تھا - اور ایسے اشعار کی ... ہم ناظرین سے شعربازی کی رخصت چاہتے ہین

غزل لالہ پرون لال صاحب

ہوگئی ہے جو ظلم بہ صنم اور زیادہ — جیسے نہ ہم اب گزتا ستم اور زیادہ
دعوت مین میری ... — دیوانہ کیا ... اور زیادہ
بھائی میرے آشنا ... — ... کرم اور زیادہ
سو نقلی مانی ... — راہ سے ... اور زیادہ
موتے تو مین انکار ... — ہو بیجا خفا ہون صنم اور زیادہ
جیب کہ مرے ہائے ... — ... اور زیادہ
صد شکر کہ حکام ... — پرون پہ ہے اب لطف و کرم اور زیادہ

باب نہم

میر خادم علی کا انتقال

پرون لال نے محافظ دفتری کی لالچ مین یہ حرکت کرے کو تو کی لیکن تمام شب خیالات پریشان نے انکو ... لینے دیا طرح طرح کے منصوبے کرتے تھے اور ... معاملے مین ... کرتے تھے انکی پریشانی بڑھتی جاتی تھی کبھی وہ دعا کرتا تھا کہ ای خدا اس دوا کا اثر ہو کبھی اپنا جواب سوچتا تھا کہ اگر راز افشا ہوا تو کیا کرنا ہوگا - ٹھیک ... شب کو ... پاس چلا دروازے تک ہو چکر خدا جانے کیا سمجھکر لوٹ آیا اسی ادھیڑ بن مین ٹہل ٹہل کر رات کٹی ... مکان پہ پہونچا یہان سب سوتا پڑا تھا -

پرون لال - چندو - او چندو - رمضان - او رمضان

کیواڑ کھول دے۔

چندو۔ (اپنی چارپائی پر کسمساکر اور کروٹ بدلکر) یہ کون موئی کا ٹا صبح صبح پکارتا ہے میاں کی ابھی آنکھ لگی ہے کہیں جاگ نہ اٹھیں۔

پیرون لال۔ ذرا کیواڑے کھولدو میں ہون پیرون لال

رمضان ملازم محافظ دفتر صاحب نے دروازہ کھولدیا

پیرون لال سیدھے محافظ دفتر کے کمرے میں گئے جہان وہ سوتے تھے۔ دیکھا کہ آنکھیں بالکل پھر گئی ہیں جسم سرد ہو گیا تھا دیکھتے ہی پیرون لال گھبرا اٹھا سامنے آتے جاتا کہ الٹے پاؤن لوٹ جائے لیکن پھر کچھ سوچا ٹھہر گیا اور اس شیشی میں جو کاغذ لگا تھا نوچ ڈالا اور باقیماندہ دوا پھینک دی ایک دوسری شیشی میں سے کوئی دوا اونڈیل کر بھر دی یہ وہیں تمام اپنے حساب اپنی حفاظت کا سب انتظام کر لیا اور چپ چاپ دالان کے کونے پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد چند لوگ آ گئے۔

ایک۔ آج کیا ہے منشی جی ابھی بیدار نہیں ہوئے۔

پیرون لال۔ ہمیشہ تو بہت سویرے اٹھتے تھے۔ آج نماز بھی قضا ہو گئی۔

دوسرے۔ معلوم نہیں شب کو وہ دوا جو تم لائے تھے کھائی یا نہیں۔

پیرون لال۔ جی کہاں کھائی وہ تو شیشی ویسی ہی دھری تھی

تیسرے۔ یہ کیا خراب عادت انکی ہے کہ جی لگا کر اپنا علاج نہیں کرتے۔

پیرون لال۔ اسی سے تو جلد اچھے نہیں ہوتے۔

ایک۔ تو اب جگانا چاہیے دن بہت چڑھ گیا۔ محافظ دفتر صاحب اجی محافظ دفتر صاحب بھی اب اٹھو تمھاری قسمت سے دوسری رات آئیگی۔

دوسرے۔ بڑے بے خبر سوتے ہیں خیر کبھی نہیں ہوتے۔

تیسرے۔ (قریب جا کر اور جسم میں ہاتھ لگا کر) ہائے افسوس!

پیرون لال۔ کیون خیر تو ہے؟ بتیے جلد بولیے!

تیسرے۔ خیر کہان وہ تو چلبسے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اتنا سننا تھا کہ پیرون لال نے بڑی زور سے چیخ مار کر رونا شروع کیا اور سب لوگ افسوس کرنے لگے۔ (گھر میں رونے کی آواز پہونچی)

بی بی۔ (گھبرا کر) ارے دیکھو تو کون روتا ہے

یہ کہکر حسن صاحبہ خود دوڑیں اور جیسے ہی دروازے کے قریب پہونچی تھیں کہ باہر کے شور غل نے انکو آنکے بیوہ ہونے کی خبر دی وہ فوراً غش کھا کر زمین پر گر پڑیں عورتوں اور مردوں نے وہ کہرام مچایا کہ سننے والوں کا دل ہلا جاتا تھا تھوڑی دیر میں انکی بی بی کو ہوش آیا اور پھر تو اسطرح بین کر کے باواز بلند رونا شروع کیا کہ توبہ توبہ۔ خواہ مخواہ باہر نکلی آتی تھیں کہ۔ لوگو میرے میاں کو مجھے دکھا دو ہو ہو آج پچیس برس کا ساتھ چھوٹتا ہے میں اب کسکی ہو کر رہونگی میری کون خبر لیگا تمھیں کیسے ہو دیکھتے جاتے ہو میں تو تمکو ننھا سمجھانے دونگی یہ بین سنکر ایک شخص سکتہ کے عالم میں تھا تھوڑی دیر میں سارے شہر کے لوگ جمع ہو گئے اور سب لوگ اس ناگہان اور عجیب بیماری پر تعجب اور افسوس کرتے تھے

ایک۔ بھئی واللہ کیا بانمک شخص دنیا سے اٹھ گیا۔

دوسرا۔ اور بامروت کیسے تھے واللہ انکا مثل دوسرا نظر نہیں آتا۔

پیرون لال۔ بھائی صاحب وہ یتیم کر گئے ہیں میرے باپ کا ہو گیا ہے میں اب کسکے بھروسے پر جیونگا۔

تیسرے۔ اسمیں کچھ شک نہیں۔ شاباش شاباش واللہ تمنے بھی وہ خدمت کی کہ خاص بیٹا بھی نکرتا یہ تو سب جانتے ہیں

سو ہم سب لوگ تو تھے اور افسوس کرتے تھے مگر تجہیز و تکفین کا کچھ بھی سامان نہ تھا انکی بیوہ کے پاس اتنا بھی نہ تھا کہ کفن کو کافی ہوتا گیارہ بجے تک نعش ویسی ہی پڑی رہی ساڑھے گیارہ بجے میر قدرت حسین صاحب تحصیلدار تشریف لائے وہ تین روپے اور کپڑے کے تھان ساتھ لائے بارہ بجے غسل و تیاری سے فراغت ہوئی اور جامع مسجد میں نماز جنازہ پڑھی گئی صد ہا آدمی شریک نماز تھے قریب دو بجے [illegible] دفن کیے گئے۔

ع

[illegible] سخت [illegible] اور وقت [illegible] ہیں [illegible] کی نیکیاں انکی محتاج بیان نہیں کہ انکی وفات سے [illegible] گیا [illegible] فیروز نگر کے محلہ [illegible] ایسا ایک [illegible] خیر خواہ فقرا [illegible] اپنا مربی وفا شعار او انکی بد نصیب بیوہ [illegible] گویا انکی بیوہ کی واجب الرحم حالت نہایت قابل افسوس تھی انکے پاس دو تین دن کھانے کو بھی سہارا نہ تھا۔ عبرت کا مقام ہے کہ وہ شخص جو اسی سو روپیہ سال کا تنخواہ دار ہو جسکو چار پانچ سو روپیہ سال کی بالائی آمدنی بھی ہو جسکے گھر میں بیوی بی بی کے سوا تیسرا کھانے والا نہو وہ اسطرح مرے کہ سب بے سروسامانی افلاس و پریشانی کے کفن کے لیے بھی کچھ نہ ہو وہ عورت جسنے اتنے زمانے تک اس عیش و عشرت سے بسر کی اسکے واسطے دوسرے دن کھانے کا ٹھکانا نہو افسوس افسوس!! مولوی قدرت حسین صاحب تحصیلدار ایک پرانی وضع کے شریف آدمی تھے انسے گو میر خادم علی سے کچھ ایسا رسم نہ تھا لیکن اس بے سروسامان موت کا انکو حد سے زیادہ افسوس تھا اور وہ چاہتے اس فکر میں تھے کہ کوئی انتظام چندہ وغیرہ کا کرکے انکی بیوہ کا کچھ بندوبست کر دیا جائے

چند دن بعد [illegible] بھی اسی بابت میں مشورہ کیا لیکن اس نیک عورت نے اس گدائی کو گوارا نہ کیا اور اپنی جائداد فروخت کرکے فیروز نگر سے چلے جانے کا ارادہ کیا ایک دن اتفاقاً تحصیلدار صاحب ڈاکٹر مکریٹ سے ملنے گئے تو انسے بھی اس حادثہ کا ذکر ہوا۔

ڈاکٹر۔ او افسوس [illegible] خادم علی بڑا نیک آدمی تھا مسٹر [illegible] بہت تعریف کرتا تھا۔

تحصیلدار۔ [illegible] ایسا شخص [illegible] ہوا اور [illegible]

[illegible]

ڈاکٹر۔ [illegible]

تحصیلدار۔ بیمہ کیسا خداوند۔

ڈاکٹر۔ زندگی کا بیمہ [illegible] ہم سب نے بیمہ اپنی صحت کا بیمہ کرایا تھا اور [illegible] کسی کمپنی نے زندگی کا بیمہ کیا تھا آپ کا [illegible] کمپنی [illegible] روپیہ دیدیگا۔

تحصیلدار۔ خداوند نعمت ایسا تو کبھی سنا نہیں تھا۔

ڈاکٹر۔ او آپ لوگ نہیں جانتا صاحب لوگ [illegible] بیمہ کراتا ہے اسکا بہت سوداگری ہوتا ہے

تحصیلدار۔ تو یہ خوب بہت عمدہ بات ہے ہمیں خداوند اپنی زندگی کا حال اگر بیمہ کرا [illegible] خداوند کمپنی کو کیا فائدہ ہے ہمارے مرنے سے [illegible] جو روپیہ دیتی ہے

ڈاکٹر۔ او آپ نہیں سمجھتا [illegible] ماہوار دینا پڑتا ہے وہ [illegible] کمپنی کو بہت کم دینا پڑتا ہے

تحصیلدار- پھر حضور ہماری بھی زندگی کا بیمہ کرا دیجیے ہین
ابھی جا کر کاغذ تلاش کرونگا اگر یہ روپیہ مل گیا تو انکی بیوہ کی
پرورش ہو جائیگی اور حضور کا نام ہوگا۔

ڈاکٹر- او ہمارا نام کسواسطے ہوگا - اچھا رخصت -

تحصیلدار صاحب نے آکر پیرون لال سے کل قصہ بیان کیا
اور کاغذ تلاش کرنے کی تاکید کی -

مسٹر پارکر نے خادم علی کی وفات سنکر بہت رنج کیا
اور ایک دن کچہری بند رہنے کا حکم دیا یہ پہلا مرتبہ ہو کہ ایک
عملہ کے مرنے پر ضلع کی کچہری بند ہوئی ہو -

فیروز نامے اخبار نے جو اس شہر کا مشہور اخبار تھا
خادم علی کی وفات پر ماتمی کالموں مین یہ نوٹ شایع کیا
ہم نہایت افسوس کے ساتھ اپنے ضلع کے مشہور نیک اور
فقیر مزاج محافظ دفتر کلکٹری میر خادم علی صاحب مرحوم کی
وفات شایع کرتے ہین یہ اس ضلع مین پچیس برس
کامل محافظ دفتر رہے انکی نیکی ہر شخص سے پوچھ [illegible]
[illegible] ایسی نیکی [illegible] کوئی شخص انکو برسون نبھلا سکے گا
فقیر مزاج شخص نے ایک کوڑی کسی کو نچھوڑی جو کچھ کمایا
یا خدا کو دیا یا خدا کے بندون کو دے گئے -

حق مغفرت کرے عجب [illegible] مرد تھا

مولوی قدرت حسین صاحب [illegible] نے تجہیز و تکفین کے
متعلق جو ہمدردی فرمائی وہ بہت کچھ قابل قدر [illegible]
پارکر نے بھی اسی طرح اس نیک مرد [illegible] کی موت کی کچھ قدر
عزت نہین کی ایک روز کچہری بند رہنے کا حکم دیا - ہم
میر خادم علی مرحوم کے حق مین دعای مغفرت کرتے ہین
اور انکی بیکس خانہ برباد اہل خانہ کو صبر کی ہدایت کرتے ہین
انکے مرنے کے بعد اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انکا جانشین
کون ہوگا سب سے زیادہ حق محافظ دفتری کے لیے لالہ
پیرون لال صاحب محافظ دفتر فوجداری کا ہے لیکن وہ کلکٹری کے
کام سے واقف نہین اسلیے ہم اپنے ہونہار دوست منشی پیرون لال صاحب
کو اس عہدے کی پیشگی مبارکباد دیتے ہین اور ہمکو یقین ہے کہ
مسٹر پارکر ہماری اس امید کو مایوسی سے تبدیل نہونے دینگے

پانچ سات روز کامل مسٹر پارکر نے انتظام محافظ دفتری کی
نسبت غور کیا سررشتہ دار صاحب کلکٹری اور نیز محافظ دفتر پیرون لال کے
طرفدار تھے مسٹر پارکر کو بھی میر خادم علی مرحوم کی وصیت کا خیال تھا
اسوجہ سے گو اوروں کی بڑی حق تلفی ہوئی مگر لالہ پیرون لال
محافظ دفتر کلکٹری مقرر کیے گئے دوستون نے مٹھائی کا تقاضا
شروع کیا لالہ پیرون لال نے یہ عذر کیا کہ پہلا اس محافظ دفتری کی
کون خوشی جب منشی جی ہی دنیا سے اٹھ گئے تو اب نوکری کا
کون لطف اس مرتبہ مجھے جلسہ یا مٹھائی کا نام نہ لو مجکو بہت
رنج ہوتا ہے یہ عذر دیکھنے مین ایسا واجبی تھا کہ کوئی شخص
پھر اصرار نہ کر سکتا تھا -

باب دہم

مسٹر پارکر کی رخصت

ہمارے دوست میر دیانت حسین کی نائب تحصیلداری کو
پورا سال بھی نگذرا تھا اور ہمارے حبیب اقبال لالہ پیرون لال کو
محافظ دفتری کو سات آٹھ مہینے بھی نہوے تھے کہ مسٹر پارکر
جو ان دونون کے مربی تھے بوجہ علالت اپنی میم صاحب کے
ضلع چھوڑنے پر مجبور ہوے اور دو سال کی رخصت کی درخواست
کی گورنمنٹ نے منظور کر لی اور انکی جگہ مسٹر پٹرسن ضلع [illegible]
سے قائم مقام ڈپٹی کمشنر ہوکر تشریف لائے -

مسٹر پارکر اس ضلع مین بہت دنون رہے تھے اسوجہ سے
انکے جانے کا ایک عام افسوس تھا چنانچہ انجمن رفاہ عام
فیروزنگر نے انکا رخصتی جلسہ کیا اور اس مین ضلع کے تمام

تمام ہم سب عہد ... کا اور ہم جلیفہ کے لوگ شریک تھے مسٹر بار کر کے تشریف لے جانے پر انکی جدائی کا افسوس جیسا کہ اپنی ... تحریر سے ظاہر ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ ہم سب مسٹر پارکر صاحب کی جدائی پر انتہائی افسوس ظاہر کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ جہاں رہیں خوش رہیں اور ترقی کریں۔ [illegible]

سپاسنامہ [illegible] بخدمت مسٹر پارکر صاحب کے پیش کیا گیا۔

ایڈریس

مسٹر پارکر صاحب بہادر

آج ہم لوگ رؤسا ضلع فیروزنگر آپسے خدا حافظ کہنے کو جمع ہوئے ہیں آپ اٹھارہ برس کے بعد ہم سے جدا ہوتے ہیں اور یہ جدائی ایسی موقع اور وقت پر ہے کہ اسکا افسوس ممکن نہیں کہ ہم الفاظ میں ظاہر کر سکیں اسوقت قانون لگان کا مسئلہ پیش ہے اسمیں آپ ایسے تجربہ کار کی موجودگی سے زمیندار دونوں کے حق میں بہت کچھ مفید ہوتی۔

آپ ہمارے ضلع میں پہلے اسسٹنٹ کمشنر ہوکر تشریف لائے اور اب خدا کا شکر ہے کہ آپ ڈپٹی کمشنر درجہ اول ہیں آپکے سامنے جو لوگ جوان تھے وہ بڈھے ہوگئے آپنے جنکو بچہ دیکھا وہ اب اچھے خاصے جوان ہیں۔ آپ ہم لوگوں کے تمام خاندانی رسم اور رواج سے آگاہ ہیں اس سبب سے ہمیشہ ہماری رعایت آپ ملحوظ رکھتے تھے۔ کوئی شبہہ نہیں کہ بوڑھے آپکو اپنا دوست اور جوان آپکو اپنا معزز ناصح اور لڑکے آپکو اپنا مشفق باپ سمجھتے تھے۔ ہم کسی طرح اسوقت آپکے احسان کا تذکرہ کیے بغیر نہیں رہ سکتے جو آپنے اس ضلع کے مشہور رئیس

راجہ ... ... حسین ... کی اولاد کے ساتھ کیا [illegible] کہ آپ ہم لوگوں کے بچے ... [illegible]

[illegible]

آخر ... ... کا افسوس [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جس ... تھا اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہیں ہیں ... کہ کبھی ہندوستان نہیں چھوڑتا بلکہ اپنا پیارا وطن اور اپنا گھر سمجھتا ہے۔ آپنے اپنی تقریر میں اس واجب التعظیم ہونہار رئیس زادہ کا جو ابھی ... کرسی پر بیٹھا ہے جو ذکر کیا ہے میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جوان بہت ہی لائق اور قابل افتخار رئیس زادہ ہے میں نے اسکے پورے حالات مسٹر ... صاحب اور گورنمنٹ سے ظاہر کر دیے ہیں اور آپ لوگ سکو بہت جلد اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر دیکھینگے مجھکو یقین ہے کہ میرے اس اعتبار کو یہ دیانت سے رائیگان نکرینگے (لاوڈ چیرز)۔

جنٹلمین۔ میم صاحبہ کی علالت نے مجھے اپنا پیارا وطن جانے کو مجبور کیا ورنہ میرا تو اس سال فیروزنگر چھوڑنے کا ارادہ نہ تھا۔ اور علی الخصوص ایسے وقت میں جبکہ مسئلہ قانون لگان زیر بحث ہے میری رائے اس معاملے میں تمام آپ لوگوں کے کسیقدر خلاف ہے اور جسکا میں اس موقع پر ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

آپکو معلوم ہے کہ رعیت خوش ہو اور ریونیو اور ٹرسٹ جبتک
قائم رہے - [illegible] کسی طرح آپ لوگ خوشحال ہو سکتے
اس ملک میں جو سختیاں رعایا سے کیجاتی ہیں وہ آپ سے پوشیدہ نہیں
کسی طرح مخفی نہیں کسی کاشتکار کو ہرگز یہ بھروسہ نہیں ہے کہ
ایک سال کے بعد دوسرے سال بھی وہ اپنی زمین اپنی کاشت
میں رکھ سکیگا اور یہی سبب ہے کہ وہ ترقی حیثیت اراضی کی
ذرا بھی فکر نہیں کرتا اور جسطرح ایک مسافر سرا میں آکر ٹھیرتا ہے
اور اسکے رہنے سہنے کی کوئی پروا نہیں کرتا ویسا ہی ہندوستان کا
کاشتکار ایک سال اپنی [illegible] کے لیے کھیت لیتا ہے اور اسکے
بنانے یا درست کرنے کی کوئی فکر نہیں کرتا۔

کونسل میں جو مسودہ پیش ہے اسمیں کسی قدر ترمیم کی
ضرورت ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ راجہ منور علیخان بہادر
تعلقدار جب کونسل میں ایڈیشنل ممبر ہوکر جائینگے اسوقت پوری
اصلاح مسودہ کی ہوجائیگی کاشتکار اور زمیندار دونوں کے
فائدہ کیلیے قانون بنجائیگا تاکہ آپ لوگ اور وہ لوگ سب
خوش وخرم رہیں اور قیصر ہند کی سلطنت روز بروز مضبوط ہو
اب میں آپ لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں اور دعا کرتا ہوں
کہ خدا کرے آپ لوگ خوش وخرم اور باقبال رہیں (لاوڈ چیرز)
اسکے بعد گو پروگرام میں تجویز نہ تھی لیکن میر دیانت حسین کے
قدرتی جوش نے مجبور کیا اور اٹھہ کھڑے ہوے۔

میر دیانت حسین - میر مجلس صاحب میں کمال ادب کے ساتھ
کچھ بولنے کی اجازت چاہتا ہوں - گو وقت تنگ ہے لیکن میرا
بے اختیار دل مجھے خاموش نہیں رہنے دیتا اور اسلیے میں
اجازت کا مستدعی ہوں (متواتر چیرز)

راجہ منور علی خان - بڑی مسرت کے ساتھ -

میر دیانت حسین - راجہ صاحب - مسٹر پارکر - لیڈیز اینڈ
جنٹلمین - قبل اسکے کہ میں کوئی تقریر شروع کروں اسکا اظہار
ضروری سمجھتا ہوں کہ میری تمام زندگی میں [illegible] پہلا موقع ہے کہ
ایسے مجمع عام میں مجھے زبان کھولنے کی [illegible] اسلیے
میں اپنی تقریر کی کمزوری کی [illegible] معافی مانگتا ہوں
جنٹلمین میں اپنی جانب سے اپنے تمام خاندان کی جانب سے
نہیں نہیں اپنے تمام شہر کی جانب سے مسٹر پارکر کی جدائی کا
افسوس ظاہر کرتا ہوں - مسٹر پارکر آپ دنیا میں غریبوں میں
امیروں میں ہر گروہ میں ہر دلعزیز ہی نہ تھے بلکہ بہت پیار اور
محبت سے یاد کیے جاتے تھے - [illegible] قیام کے بعد
جو شخص ہر دلعزیز رہے وہ اپنی [illegible] مبارکباد دینے کے
قابل ہے آپ ایک لائق منصف مزاج [illegible] دل اور خلیق حاکم [illegible]
یہی الفاظ ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر مجھے عرض
کرنے کے لیے کافی ہیں اور اگر [illegible] ہو تو آپکے لیے
سننے کو بھی بہت ہیں - اس سے زیادہ اور کوئی لفظ نہیں ہو سکتے
جو کسی ایماندار شخص کے منہ سے ایک اچھے شخص کی نسبت نکل سکتے
(لاوڈ چیرز) -

مسٹر پارکر اور [illegible] سلطنت [illegible] راجہ منور علیخان
بہادر نے کچھ تذکرہ مجھ ناچیز کا فرمایا میرا حال بھی ایک ایشیائی
شاعر کے مقولہ کا مصداق ہے -

جسکا چارہ نہیں [illegible] جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ [illegible]
[illegible] جس سے ناخوش [illegible] وہ گرفتار
میری حالت ہے میرے باپ کے مرنے کے ساتھ ہی نہایت خراب
ہوگئی تھی میری یہ امنگ کہ میں آنرز کی ڈگری حاصل کروں میں
ولایت میں جاکر سول سروس کا امتحان دوں دل ہی دل میں
رہگئی اور مجھے ناچار نوکری کرنا پڑی میں نے اچھا یا برا قابل ملامت
یا قابل تعریف (سنو سنو) قابل شرم یا قابل غرور جسطرح سرکاری
خدمات انجام دیں اسکی داد مسٹر پارکر میں آپ سے نہیں مانگتا
میں خلقت سے مانگتا ہوں اپنے ملک کے آدمیوں سے مانگتا ہوں

اس نسبت لکھا ہوں جنکو مجھے سابقہ پڑا ہی (لالہ ڈو چیرن)۔
میرے دوست شیخ مولا بخش اور انکے ساتھی دکاندار میری آب
وحشیانہ حرکت سے خطا پر ہیں ناراض ہوسنے لیکن خدا کا شکر ہے
اور انکا احسان ان کا شکریہ دینے میں انکا دل جیسے ایک پیش
خدمت خاص ایک شہر پر وہ پیشکش کرتی میری کلکٹری وہ شکار ... ہے
(لالہ ڈو چیرن)۔

مسٹر پار! آپ میری طرف سے دلی شکریہ قبول فرمائیے اور
میں راجہ منور علی خان کے اس حلیہ کو اُسنے تحریری پیش کیا ہے
قرض لیتا ہوں۔ بسلامت روی و بازآئی۔

اس تقریر کی سلاست وفصاحت اور بانکپن کا جو پتا
لوگ جان سکتے تھے جو اس جلسے میں حاضر تھے ... یہ کہ
مسٹر پار کر اور تمام حکام کے دلمین میر دیانت حسین کی عزت
پہلے سے دس حصہ زیادہ ہوگئی۔

گیارھوین اپریل کو مسٹر پارکر فیروز نگر سے روانہ ہوئے
اسٹیشن پر بڑی دھوم دھام سے رخصت ادا کی گئی مسٹر
پارکر نے کلکٹری میں تمام ملازمان سرکار کی نسبت اپنا
سیر دہ سالہ تجربہ تحریر فرمایا۔ لالہ پرن لال اور میر دیانت حسین کی
نسبت جو لکھا اسکو ہم حسب ذیل نقل کرتے ہیں۔

منشی پرن لال میرا اور وہ ہر مین نے دو تین سال کامل
تجربہ کے بعد اسکو محافظ دفتر کلکٹری مقرر کیا وہ ذہین ہو
محنتی ہے اور اعلیٰ درجے کا محاسب ہے میری راے میں سرشتہ داری
کلکٹری کے لیے اس سے زیادہ کوئی دوسرا شخص اس ضلع میں موزون
نہیں ہے میں سفارش کرتا ہوں کہ جگہ خالی ہونے پر میرے
قائم مقام اسکا لحاظ فرمائینگے۔

میر دیانت حسین کی نسبت یہ لکھا۔

میر دیانت حسین بی اے مسلمان راجگان فیروز نگر کے
معزز خاندان کا ایک ممبر ہے اسکا باپ راجہ سید یعقوب حسین خان

میرا ... دوست تھا اور ... بیٹا ... بھی ...
سب سے ... کی ... سعادت ...
دیانت حسین ایک ہونہار نوجوان ہے ...
اور ... ہے انکی ... ایک ...
اور ... کو ... میں ... سے ... کی ...
شن حلیے میں مجھے امید ہے ...
... سے ...
خوش ہوگیا۔

مسٹر پارکر کی جدائی کا ایک عام افسوس تھا انکا اخلاق
ہر ہندوستانی رعایا کے بیان جیا آتا ہر شخص سے بہ عنایت
پیش آتا ہندوستانیون کی عزت افزائی فرمانا سب کو نہایت
اپسند تھا اخبار فیروز نے جو اس شہر کا ایک ہی روزانہ اخبار تھا
اور جسکے اڈیٹر لالہ کندن لال صاحب بی اے تھے مسٹر پارکر کے
جانے پر یون ماتم سنج ہوا۔

ہمارے جانے بوجھے ڈپٹی کمشنر اٹھارہ برس کے بعد
میم صاحبہ کی علالت کی وجہ سے جدا ہوتے مسٹر پارکر کوئی شک
نہیں بہت ہر دل عزیز تھے انکا اخلاق عام تھا اور ضلع کی
بہبودی کی طرف وہ پوری توجہ فرماتے تھے ہندو مسلمانوں کی
ہر تقریب اور تیوہار میں وہ شریک ہوتے تھے اگر راے
کشوری لال کے دسہرہ میں وہ شریک ہوے اور انکے گھر
تشریف لیگئے تو راجہ منور علیخان بہادر کی مجالس محرم اور
شیخ رحیم بخش صاحب کے مولود شریف میں بھی شریک ...
سب ہندوستانیون سے وہ عزت ... ملتے
ملاقات کرتے تھے انگریزی ہو یا ہندی سب کو ... کہ
آنے پر تعظیم سے ہاتھ ملاتے اور نہایت ...
وضع اور لیاقت ... دل سے ... مسٹر پارکر
اپنے اٹھارہ برس کے قیام میں کبھی یاد نہیں کسی کو سو ...

[illegible]

[illegible] صرف [illegible]

[illegible]

[illegible] ناظرین آج ہی جان سکتے ہیں کہ [illegible]

کس عزت سے رہتی تھی۔

باب یازدہم

میرزا خادم علی مرحوم کی بیوہ

مولوی قدرت حسین صاحب تحصیلدار [illegible]

لالہ ہیرا لال کو بہت کچھ [illegible]

[illegible] علی کی وفات کو [illegible]

[illegible] لالہ ہیرا لال [illegible]

[illegible] خادم علی [illegible]

[illegible] اگر اصل [illegible]

[illegible]

بیعت ایسی تھی جو اس بیچاری نے برداشت نہ کی [illegible] تھا وہ ہیرا لال [illegible] اسباب فروخت ہو کر [illegible] ایک شال چادر اور کچھ نہ رہ گیا تھا وہ بالکل اس [illegible] کے مصداق تھی۔

[illegible] شال چادر [illegible] کشمیری [illegible] روپیہ کی خرید تھی [illegible] تجن صاحبہ (میرزا خادم علی صاحب کی بیوہ کا [illegible]) [illegible] میں تجن صاحبہ کے لفظ سے تذکرہ کیا [illegible] نے ایک سو بہت ہی تکلیف میں اس چادر کے فروخت کا قصد کیا لالہ ہیرا لال کو بلوایا جب وہ آئے تو ایک سیدانی کو جو [illegible] بھیجا۔

تجن۔ کہو بہن سیدانی کیا حال ہے [illegible] ایک کام ہمارا [illegible] کر دیتیں ہم [illegible] ہمارا کام کر دو تو ثواب ہوگا۔

سیدانی۔ [illegible] آنکھیں دیکھ دیکھ کر ایسا دل [illegible]

[illegible]

[illegible] پایا پیوند

[illegible] سو وہ [illegible] تو بھی لوٹ لیتی

[illegible] اپنا جانکیہ اگر ہوتا تو تمہارے سب کا

[illegible] اسے تمہارے یہاں نوکر رہ

[illegible] تو کہیں سے [illegible]

[illegible] چھوڑ دیوں ۔

نہیں ۔ [illegible] ایک پرانی سی چادر ہے اسکو

میں [illegible] تو یہاں [illegible] سے تمہی لاتی تھا

[illegible] سمیٹ کر [illegible] میاں

[illegible] اتنا کہکر [illegible] اور [illegible] اٹھیں

[illegible]

سیدانی ۔ [illegible] ہو کیونکہ دیکھو [illegible]

[illegible] اتنا دکھاوا [illegible] بیان تھے

[illegible] تھا کہ وہ [illegible] کوئی واہ تھا

[illegible] گئے ایسی اصلی [illegible]

[illegible] نہیں رکھتا [illegible] کیا نکہ بھی نوکر یا کر

[illegible] تمہارے تو ایک بیٹا ہو [illegible]

[illegible] تو آگے کوئی نہیں [illegible]

سیدانی [illegible] میلا کا سے رنگ کے چار خانے کا جو

[illegible] گرہی کا دوپٹا جسمیں تین چار موند لگے

ایک [illegible] رومال میں چادر باندھے [illegible] نکلیں

[illegible] کیوں میاں کوئی چادر تو نہ لوگے

انکا سوال [illegible] گھومتی پھرتی تھیں اور

[illegible] میں مرزا

[illegible] آدمی تو [illegible] بھی

[illegible] چادر [illegible] بھی

[illegible] چادر

[illegible] اور [illegible]

کیا [illegible] سب کھنا دیتے [illegible] مفلسی [illegible]

اسے نہیں لی سیدانی روز صبح [illegible] مرزا [illegible]

میاں چادر کے دام مانگنے جاتی ہیں [illegible] کل آتا

[illegible] بات نہیں [illegible] سیدانی [illegible] نہیں

سیدانی ۔ اے میاں تم کیسے [illegible] نہ تو میرا خیال

نہ [illegible] کا خیال اپنے [illegible]

واپس کر دیا [illegible] وہ [illegible]

وکیل ۔ ذرا زبان سنبھال کے گفتگو کرو نہیں تو [illegible] پکڑ کے نکال دونگا ۔

سیدانی ۔ [illegible]

[illegible] ایک تو میرا مال [illegible] کہتا ہے ۔

وکیل صاحب [illegible] غصہ آیا [illegible]

[illegible] سیدانی کو [illegible] سیدانی [illegible]

اور [illegible]

وکیل صاحب گھبرائے [illegible]

لالہ دینہ یال [illegible] کانسٹبل کو [illegible]

بلوا بھیجا ۔ لالہ دینہ یال فوراً [illegible] آئے [illegible]

کا قصہ بیان کیا دینہ یال نے [illegible]

کوئی الزام لگا دینا چاہیے جسمیں [illegible]

سمجھی جاے تھوڑی دیر میں دینہ یال کی نگاہ سیدانی کے ہاتھ پر پڑی وہ ایک انگوٹھی پہنے ہوے تھی فوراً اسی کی چوری کا مقدمہ قائم کرکے تحقیقات شروع کر دی وکیل صاحب نے خدمتگار کو مدعی قرار دیا اور سائیس و چند اشخاص ساکنان محلہ کو گواہ کر دیا سب لوگوں کے اظہار تحریر کرنا شروع کر دیئے ۔

[illegible]

[illegible] ... انگوٹھی جو بڑھیا کے [illegible]
میری بنائی ہوئی ہے [illegible] مجھے سنوائی تھی اور [illegible]
اپنے [illegible] دیا تھا قریب سال بھر کے عرصہ ہوا جب
میں نے یہ انگوٹھی بنائی تھی۔

اب لیجیے [illegible] ثابت ہو گیا گواہ بھی [illegible]
درست ہو گئے اور [illegible] صاحب سب کو [illegible]
بیچاری بڑھیا ہر چند چلائی تھی کہ اے خدا کے بندو کیا
اندھیر ہے [illegible] مصیبت زدی خدا کی ماری کس غضب میں
گرفتار ہوئی ہے انگریزی [illegible] بلکہ [illegible] کا راج ہے
[illegible] مجھے پھانسے دیتا ہے [illegible]
[illegible] سے مجھے بے آبرو کیے ڈالتے ہیں [illegible] خدا [illegible]
اے میرے رب کریم ان خدائی فوجداروں کی کوئی خبر
لینے والا نہیں ہے اے حضرت بی بی [illegible] اپنی لونڈی [illegible]
[illegible]

[illegible]

بھیک مانگنے اس شہر میں کبھی آ نکلی آج تیسرا [illegible]
نصیب ہوا جب [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] تجھے قصور ہو اس کا [illegible] ہے

الغرض جب عدالت [illegible] ثابت ہو کر تحصیلدار [illegible]
[illegible] میں بھیجا گیا [illegible] اجلاس [illegible]
ثبوت کے گواہ [illegible]
[illegible] دیکھتی اور [illegible]
[illegible] کو یہ نہیں معلوم تھا کہ پولیس کیا چیز ہے اور
[illegible]
[illegible]
[illegible] تھی جب عدالت نے اس کو [illegible]
تو اس نے یہ جواب دیا۔

بڑھیا۔ میں نے کیا تو کیا اور نہیں کیا تو کیا [illegible]
کیا پوچھتے ہو قید کرنا ہے قید کرو [illegible] پھانسی دو
[illegible] خدائی میں جو یہی اندھیر ہے تو [illegible] اندھیر ہے

تحصیلدار۔ صاف صاف اقبال کرو۔

جواب۔ اقبال حضور کا [illegible] اقبال ہے۔

تحصیلدار۔ اے تو بڑی حرامزادی معلوم ہوتی ہے
جواب صاف نہیں دیتی

بڑھیا۔ خدا تجھے غارت کرے [illegible]
[illegible] گالی دیتا ہے۔

اب لیجیے تحصیلدار صاحب بھی [illegible] اور [illegible] غصہ میں
[illegible] ایک مہینہ قید کی سزا [illegible] بیچاری بڑھیا
کشاں کشاں کانسٹیبلوں کے غول میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

... کہیں ... ہو گئیں۔

[illegible] اور [illegible]

[illegible]

ہوتی ہیں لیکن [illegible] سنت کے لیے تو [illegible] بھی

[illegible]

فاقہ کرتی تھی [illegible]

[illegible]

[illegible] پاس آ کر کھڑی ہو گئیں [illegible]

[illegible]

اپنی زندگی کا بیمہ کرایا تھا اگر [illegible]

[illegible]

ہیر خادم علی کی زندگی کا بیمہ [illegible]

خیالات کے آدمی تھے لیکن [illegible]

ہوا تھا کہ جسکی بہت کچھ تعریف [illegible]

جنکی تنخواہ [illegible]

دار ساری [illegible] نوکری [illegible] نہایت

ضرور یہ کام ہو کہ وہ اپنے پس ماندگان کے واسطے

کوئی معاش چھوڑ جائیں اسکے واسطے بیمہ زندگی سے کوئی

اچھا اصول نہیں ہے انگریزوں میں تو اس قسم

رواج بیمہ زندگی کا ہے کہ ہزاروں کمپنیاں بہت ہی

کامیابی سے چل رہی ہین برخلاف اُسکے ہمارے ہندوستانی بھائی اس سے اچھی طرح واقف بھی نہین اور ہمارے فن کے حضرت مین میر خادم علی پہلے صاحب مجکو ملے ہین جنکو اپنے پسماندگان کا اتنا خیال تھا اور ایسی عاقبت اندیشی کو کام مین لائے تھے سچ ہے

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

تحصیلدار صاحب جیسے ہی پالیسی یہہ دیکھی مارے مسرت کے اُچھل پڑے اور اس فکر مین ہوئے کہ رقم کسی طرح ہضم کرنا چاہیے تھوڑی دیر سوچتے رہے اتنے مین ایک جوڑ ذہن مین آگیا اور فوراً ججن صاحبہ سے یہ گفتگو کی۔

تحصیلدار صاحب۔ جناب ججن صاحبہ میر خادم علی مرحوم اور مجھسے جو مراسم تھے وہ محتاج بیان نہین گو ظاہر مین مین بہت آن مرحوم کی خدمت مین حاضر باش نہ تھا لیکن کوئی راز اُنکا مجھسے مخفی نہ تھا شروع ملازمت سے میرا اُنکا ساتھ رہا افسوس (یہ کہکر رونے لگے) کہ آخر وقت مین خادم علی مرحوم جلدی کر گئے ہائے اس مضمون کو اوستاد نے کیا کہہ گیا ہے۔

حضرت کا رفیق زود میری مین تھا بازوے قوی دستگیری مین تھا
بے راہ عدم کی دو اور آپ جیتے مجکو نہ لیا عصا پیری مین تھا

ججن۔ تحصیلدار صاحب مصیبت کے زمانہ مین کوئی کسی کا نہین ہوتا جبسے وہ مر گئے مین نے طرح طرح کی مصیبتین جھیلین ہین سوے فرضخواہ اپنی طرف ستا رہے ہین مکان ڈال الگ نکالے دیتا ہے پرون لال بات تک نہین سنتے اور جو جو باتین کہتے ہین وہ آپسے طرہ۔ اللہ مجھے موت نہین دیتا میری سلطنت لٹ گئی اس بری گھڑی مین آپ میری بات پوچھنے آئے نہ آنکو اسکا اجر دے مین بے والی وارث ہون روٹیون کو محتاج ہو رہی ہون ایک چادر تھی وہ موئی سیدانی لے کے نیک لگی۔

تحصیلدار۔ تو میری اب یہ خواہش ہے کہ آپ غریبخانے پر تشریف لے چلین اور وہین قیام فرمائین گھر بھر آپکی خدمت کریگا اور آپکی تشریف رکھنے سے گھر مین برکت ہوگی۔ اور ادھر مین جیہہ کی پیروی کرونگا۔

ججن۔ بہت بہتر کل آپ سواری بھیج دیجیے گا۔ مین وہین آکر رہونگی۔

کیا اب اسکے بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ ججن صاحبہ دوسرے دن سے تحصیلدار صاحب کے گھر مین رہنے لگین اور اُس دس ہزار روپیہ کو تحصیلدار صاحب وصول کرنے کی فکر مین آئے اور خط کتابت شروع کی تحصیلدار صاحب بجنسہ اس شعر کے مصداق تھے ؎

تخت از دست گر کم در ربودی چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

باب دوازدہم

غریب سیدانی جیلخانے مین

بیچاری مصیبت کی ماری ناکردہ گناہ سیدانی گلستان جیل بھیجی گئی رستہ بھر روتی چلاتی جاتی تھی اپنے دکھڑے کو اس پُر درد اور باثر لہجہ مین بیان کرتی جاتی تھی کہ سننے والون کا دل ہلا جاتا تھا اسکا بار بار آسمان کی طرف دیکھنا اور سر پیٹ پیٹ کر بین کرنا واقعی بہت ہی دردناک تھا۔ ساڑھے پانچ بجے جیل مین پہونچکر زنانہ وارڈ مین بھیجی گئی جیل کی مصیبتین دیکھتے ہی اُسکے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ وارڈ نائب برقنداز۔ دفعدار جو تھا وہ فرعون بے سامان اگر قیدی کا کوئی والی وارث ہو کچھ خدمت کرے روپیہ پیسا دے تو کسیقدر آرام مل سکتا تھا ورنہ وہ جیل دوزخ سے بدرجہا بدتر تھا۔ بھلا بی سیدانی کے پاس کیا تھا جو کوئی اُنسے پاتا ہان جو کچھ تھی وہ طراری دار زبان تھی جو قینچی سے

ز یادہ تیز چلتی تھی اور بات بات پر گالیاں دیتی تھی جب سے
لہ پولیس کی حراست مین ابتداءً غریب سیدانی لیگئین اسوقت سے
ور شام تک اور دوسری صبح تک دانہ پانی بالکل حرام تھا
ہر چند رات کو سپاہی - برقنداز - داروغہ سب کے سب سیدانی کو
سمجھاتے تھے لیکن ایک نہین ہزار نہین سوار ونے کے ایک
منٹ آنکھ مین نہ تھا آنسوؤن کا ایک طوفان تھا کہ جاری تھا
رہ بار بار سے پوچھتی تھی کہ "اے خدا کے بندو آخر مجھے بتلاؤ
مین نے کون سی تقصیر (تقصیر) کی جسکے بدلے مجھ نصیبون
جلی کو جیلخانہ سوا دوشالہ بیچا دام نہ پائے جوتیان کھائین
تم تک نہ مارا اسکا انعام یہ ہوا اے میرے رب کریم تیرے بڑے
تجھ مین کیا تیرے گھر مین بھی اندھیر ہے - اے میرے مولا
تیری لاٹھی مین آواز نہین "

پہلے داروغہ صاحب چپ سنتے گئے جب نو بجے تک
بڑھی چپ نہوئی تو مار مار کر خاموش کرنے کی صلاح ٹھرائی
پھر حضرت اللہ دے اور بندہ لے اس آس بیرحمی سے غریب
بڑھی کو مارا ہے کہ توبہ توبہ -

بڑھی بیچاری چلاتی تھی سر پٹکتی تھی ہزار دن دہائی دیتی
لاتی تھی لیکن کون سنتا تھا مردہ بدست زندہ کا مضمون تھا
اس حد کو مارا کہ وہ بیچاری گر گئی اور تمام جیل کے قیدی
سیدانی کے رونے کو دیکھ دیکھکر انگشت بدندان تھے
خدا خدا کرکے رات کٹی چلتے وقت داروغہ صاحب فرما گئے
تھے کہ اچھا خیر آج تو ہم جاتے ہین اگر کل تو نے اچھی طرح
کھانا نہ کھایا تو تیرے جوتے کھلوا کر بیدسے پٹواؤنگا تیری ساری
ٹریاہٹ نکل جائیگی -

اسکا جواب بڑھی نے یہ دیا کہ خدا تجھے ناپید کرے
تو سے قصائی تو مجھے آج ہی مار ڈال ہوئی اس زندگی سے
تو موت بہتر ہے ایسے ہی یزیدون نے امام حسین علیہ السلام کو
قتل کیا ہوگا - دوسرے دن سویرے تڑکے داروغہ صاحب سب سے
پہلے بڑھی کی خبر لینے گئے تو دیکھا کہ وہ غریب بیحس و حرکت
پڑی ہوئی تھی جا بجا سب کی مار پیٹ کے نیلے ساؤ جسم پر پڑ گئے تھے
اور اُسکی حالت ایک بیمار کی سی ہو رہی ہے -

داروغہ - دیکھو سچ ہے کہ مار کا آدمی بات سے نہین مانتا
رات سمجھایا یہ کہ بڑی بی مان جاؤ مت - وہ جب مارا گیا تو پیٹ
پایا - اب سیدھا کا سیدھا - نمانا صاحب اچھی طرح درست نہ کر
کر دیکھئے آپ چپ چاپ ہین -

رادھی - جی بجا ہے - یہ سبب چپ چاپ رہنے کا نہین ہے بلکہ
مصیبت حد سے جب گذری تو ظاہر ہو نہین سکتی
بہت غم مین بہت کم آنکھ سے آنسو نکلتا ہے

اتنے مین ایک گاڑی کھڑکھڑائی اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ
درست ہوگئے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب تشریف لائے ہین
اتنی بات سن کر بڑھی کا شور و شین پھر بلند ہوا اور اُسکے
نالہائے پر اثر سے تمام جیل سر پر اٹھا نا شروع کر دیا ڈاکٹر
مگر بڑے ہی بہت ہی نیک صفات شخص تھے - ذرا بھی فریاد
کسی کی بغیر آنکی کامل توجہ کے نہ رہتی تھی فوراً بڑھی کے
نالے اثر کر گئے اور پوچھا کہ "دل یہ کون روتا ہے؟" -

داروغہ - حضور ایک شریر عورت ہے اسکو تحصیلدار صاحب نے
قید کرکے بھیجا ہے جسوقت سے آئی ہے ہم سب کی عاقبت
تنگ ہے -

ڈاکٹر - مجنون ہے تو ایسا آدمی کون اختیار سے تحصیلدار
صاحب نے قید کر دیا -

داروغہ - حضور مجنون نہین ہے بنی ہوئی ہے ہزار دلیلین
دیتی ہے - ع - دیوانہ بکار خویش ہشیار -

ڈاکٹر صاحب فوراً سیدانی کے پاس گئے اور اس سے
یون ہمکلام ہوئے -

ڈاکٹر - دل بڈھی عورت تم کاہیکو اتنا روتا ہے -

سیدانی - صاحب مین اپنے نصیبون کو روتی ہون اور اور کیا کہون میرے مالک دکلہ والی پلٹن مین کمیدان تھے غازی الدین حیدر کے وقت مین چار چار گھوڑے سواری مین تھے انکے مرنے کے بعد بھی آجتک عزت آبرو سے گذری چاہے چرخا کاتا پسونی کٹونی کی مدا لیکن کسی کی شرمندہ نہین ہوئی اب جب قبر مین پیر لٹکائے ہین موئے دو نشانے کی بدولت یہ گت بھی دیکھی نہ مین خادم علی کی بی بی کے کہنے مین آتی نہ یہ دن دیکھنا نصیب ہوتے (یہ کہکر پھر رونے لگی)-

ڈاکٹر - کون خادم علی محافظ دفتر جو مر گیا -

سیدانی - ہان صاحب وہی کیا اس شہر مین دو تین خادم علی تھے وہی اکیلا دم تھا سو جاتا ہی رہا انکی بی بی ٹکے ٹکے کو محتاج ہین تین تین فاقے ہوتے ہین مجھسے آج کئی دن ہوے ایک دوشالہ دیا کہ بیچ لاؤ موئے قدردان سے گھٹی ملے - مین کیا جانتی تھی کہ قسمت مین لکھا ہے حیدر گنج والے مرزا وہی مونا ہی کالے فتح بیگ کے گھر گیارہ روپیہ چادر بیچی دام مانگنے گئی تو ایک کوڑی سو حرام ہوا برا اسلئے مار اگالی گفتہ دیا او تحصیلدار سے کہہ سن کر قید الگ کرا دیا میرا پہاڑ ایسا بیٹا موجود ہی اسکو تک کو خبر نہین کہ مین کہان ہون میری بہو بلک بلک کر روتی ہوگی کہ اماں کہان مر رہی - بیچاری خادم علی کی بی بی اپنی طرف میرا راستہ دیکھتی ہوگی موئے تلنگے مجھے جیلخانہ مین لے آئے یہان سب نے ملکر مجکو رات جوتون - لاٹھی - مُوکہ سے بے خطا بے گناہ مارا ایسا ایسا مارا کہ ادھ موئی کرکے چھوڑ دیا خدا جانے ان نگوڑون کا مین نے کیا بگاڑا تھا اے میان ایسا اندھیر تو خدائی مین نہین ہوگا سب کہتے تھے کہ ملکہ وکٹوریا کا راج ہے شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے مین سمجھو تو اس راج نے نہال کر دیا خدا اس راج کو غارت کرے -

ڈاکٹر صاحب نے جو یہ قصہ سنا تو انکے بدن مین سناٹا پڑ گیا اور کلیجہ ہل گیا - فوراً ٹمٹم پر سوار ہوے اور سیدھے صاحب مجسٹریٹ کی کوٹھی پر پہونچے -

صاحب مجسٹریٹ - گڈ مارننگ ڈاکٹر ہمی - ہوڈو یو ڈو (ہاتھ ملاکر) -

ڈاکٹر - گڈ مارننگ - مین ایک عجیب قصہ تمکو سنانے آیا ہون چلو میرے ساتھ جیل چلو وہان ایک ایسا افسوسناک تماشا ہے کہ شاید تم بھی سننا اور دیکھنا برداشت نکر سکو -

مجسٹریٹ - او! خیر تو ہی -

ڈاکٹر - ہان خیر تو ہی مگر ایک ایسا ظلم ہوا ہے کہ شاید برٹش گورنمنٹ مین اسکی مثال مشکل سے مل سکے - آپکے تحصیلدار نے ایک عورت کو بالکل بے گناہ قید کر دیا ہے اور میرے جیلر نے اسکو بہت بیرحمی سے مارا اسکے تمام جسم پر نشانات موجود ہین -

صاحب مجسٹریٹ - فوراً ڈاکٹر کے ہمراہ جیل مین آئے اور وہان بہت ہی مشرح طور پر سیدانی سے کل قصہ سنا اور اسی وقت مسٹر ہاورڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو جنکا بنگلہ جیل سے بالکل قریب تھا بلا بھیجا اور انسے بھی کل حال بیان کیا -

سپرنٹنڈنٹ پولیس - قدرت حسین تحصیلدار بڑا بے ایمان آدمی ہی ہمکو خوب معلوم ہی کہ وہ دو دو آنہ رشوت لیتا ہی

ڈاکٹر - مگر یہ دیکھنا ہی کہ وہ دکیل کا قصہ کہانتک سچ ہی اور تمھاری پولیس نے کیسے اسکا چالان کیا -

سپرنٹنڈنٹ - اوکہ! قوالی مین ایک وین ویلال ہیا - کانسٹبل ہے وہ بڑا پاجی ہے ہمیشہ جھوٹے مقدمے بنایا کرتا ہے عجب نہین اگر اسکا یہ مقدمہ بھی بنایا ہو -

صاحب مجسٹریٹ - تو آپ اسوقت جائیے اور کیل کی تلاشی لیجیے اور مین ابھی جاکر مسل نکلواتا ہون اور سیدانی اسیوقت ضمانت پر چھوڑ دیجائے - مگر ضامن کون ہوگا؟

ڈاکٹر - مین بڑی خوشی کے ساتھ اس مظلوم عورت کی ضمانت کرونگا چاہے کسی تعداد کی ہو اور مین ابھی اپنے جیلر کو بھی معطل کرونگا -

مجسٹریٹ - او بیشک میری راے مین اسپر مقدمہ قائم کیا جاے -

الغرض صاحب مجسٹریٹ نے فوراً سیدانی کو ضمانت پر رہائی دی اور اسی وقت جیل سے خیراتی اپیل لیکر مسل طلب کرنے کا حکم دیا اور سیدانی کو ٹمٹم پر بٹھلا کر اپنی کوٹھی پر لائے اور اس سے کھود کھود کر کل حالات پوچھنا شروع کیے اور ادھر ڈاکٹر صاحب نے جیلر کو بر قدر اس کو جس جس کو سیدانی نے بتلایا تھا اور تمام قیدیون نے گواہی دی معطل کرکے صاحب انسپکٹر جنرل کے پاس رپورٹ بھیجی اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بغرض تلاشی مرزا فتح بیگ روانہ ہوے -

باب سیزدہم

مسٹر پٹرسن

مسٹر پارکر کے بعد ضلع فیروزنگر واقعی مسٹر پٹرسن جیسے نیک مزاج حاکم کا محتاج تھا مسٹر پٹرسن ایک نئے فیشن کے سویلین کم عمر ذی لیاقت اور صاحب اخلاق آدمی تھے کیمبرج مین آنرز کی ڈگری حاصل کی تھی بیرسٹر تھے عربی فارسی مین زباندانی کے امتحان دیکر انعام حاصل کر چکے تھے ہندوستانیون سے بہت ہی دوستانہ طور پر ملتے تھے اور چونکہ کسی زمانے مین علیگڈھ رہ آئے تھے لہذا آنریبل سید احمد خان کی بہت ہی عزت کرتے تھے اور انسے نہایت ہی ہمدردی فرماتے تھے - مسٹر پٹرسن خود ایسے لائق تھے کہ وہ کام مین کسی پر بھروسہ نہ رکھتے تھے اور سررشتہ دار کی تو انکے وقت مین ذرا بھی نہ چلتی تھی مسٹر پٹرسن ایک عالیخاندان آدمی تھے سر جارج پٹرسن انڈر سکرٹری پارلیمنٹ کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے اور بالطبع عالیخاندان آدمیون سے انکو نہایت الفت رہتی تھی اب سنیے کہ مسٹر پارکر کے جاتے ہی ضلع کا رنگ بدل گیا ہر شخص لین حکم مین ہوا کہ رسوخ حاکم ضلع حاصل کیا چاہیے ہنوز وہ اچھی طرح چارج سے بھی فارغ نہوے تھے کہ چپراسی نے اطلاع کی حضور ڈپٹی برج لال ڈپٹی شوکت حسین اور تحصیلدار اور منشی ہیرن لال محافظ دفتر سلام کو آئے ہین

صاحب - اچھا برج لال کو سلام دو -

" قبل اسکے کہ ہر دو صاحبان مسٹر پٹرسن سے ملین تھوڑے حالات ان حضرات کے بھی ناظرین کو بتلانا ضروری ہین -

منشی برج لال صاحب قوم کے دھوسر اعلی درجے کے غیر محتاط اور نہایت ہی بے مادہ آدمی تھے غدر مین کچھ خیرخواہی کی تھی اسکے صلہ مین ڈپٹی کلکٹر ہو گئے تھے تعصب مذہبی حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا نہایت ہی بری طرح مسلمانون سے پیش آتے تھے اور ہمیشہ ہندوؤن کے مددگار رہتے تھے - لالہ ہیرن لال کے بڑے پشت پناہ تھے اور انکے لیے ادھر ادھر کوششش بھی کیا کرتے تھے ڈپٹی شوکت حسین اور منشی برج لال سے آپس مین صفائی دلی نہ تھی کیونکہ دونون صاحب اپنے اپنے رسوخ کے خواہان تھے اور ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتا تھا برج لال وضع اور لباس مین بہت نفاست رہتے تھے ایک نہایت پرانا چغہ شالی خدا جانے کس وقت کا انکے پاس تھا اور بقول منشی صفدر حسین خان بہادر سب جج بہردوئی ایام غدر سے آجتک برابر انکے زیب بدن رہا صرف فرق یہ تھا کہ سنہ عہد دولتقہ حیات ہ آتین اب

زیادہ ہو گئے تھے۔

منشی شوکت حسین آگرہ کے رہنے والے قوم سید اور شیعہ مذہب تھے پرانی قطع کے مسلمان تھے مذہبی تعصبات اُنکے مزاج میں بڑی بہت تھے اور سید احمد خان بہادر کو بھی نہایت برا جانتے تھے اور اُنکے جلسہ میں سوائے سید کی برائی کے دوسرا تذکرہ بہت کم رہتا تھا اُنکے مکان پر شام سے سب عمال اور مختار جمع ہوتے تھے اور ہر وقت اسی قسم کے حمل تذکرات ہوا کرتے تھے ڈپٹی صاحب کو اپنی شان اور اپنے رسوخ جتلانے کا بہت شوق تھا اور ہمیشہ حکام کی عنایتوں کا تذکرہ بہت کیا کرتے تھے۔ شوکت حسین تھے اچھی طرح تھے مکان ذرا ایشیائی تکلفات سے آراستہ رہتا تھا اور ناچ مجرا بھی اکثر ہوا کرتا تھا عام رائے منشی شوکت حسین کی نسبت غیر ذی مسلمان سوسائٹی میں یہ تھی کہ ڈپٹی صاحب ایک گل گرا آدمی ہیں

چپراسی۔ ڈپٹی برج لال صاحب چلے صاحب نے سلام دیا ہے۔

ڈپٹی صاحب فوراً اٹھے اور چغہ سنبھالتے پگڑی درست کرتے ہوئے چپراسی کے پیچھے ہوئے۔ ادھر ڈپٹی شوکت حسین نے صاحب کے سردار کو بلایا اور یوں ہمکلام ہوئے۔

ڈپٹی صاحب۔ کہو بھائی سردار اچھے تو ہو۔

سردار۔ سلام حضور ہاں آپکے اقبال سے۔

ڈپٹی صاحب۔ صاحب کا مزاج کیسا ہے تم واقف ہوگے۔

سردار۔ مزاج تو اچھا ہے آپ لوگ سے بہت خاطر کرتا ہے ذرا الکھوس لینے پر ناراض ہوتا ہے اور بہت ٹھیک ہے۔

پرون لال۔ اور عملوں سے کسطرح پیش آتے ہیں۔

سردار۔ منشی لوگ کو مارتا بہت ہے لیکن کسی کو برخاست نہیں کرتا۔

ڈپٹی صاحب کمرے میں پہونچے

ڈپٹی برج لال صاحب نے بہت دور جوتہ اتارا اور دور ہی سے جھک جھک فراشی سلام کرنا شروع کیے صاحب کسیقدر اٹھے اور ہاتھ ملایا اور اپنے قریب کی کرسی پر بیٹھنے کو اجازت دی اور پوچھا کہو منشی مزاج آپکا اچھا ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور کے اقبال سے۔ حضور کی تشریف آوری سے تابعدار کو بڑی خوشی ہوئی اس ضلع کا حضور رنگ ہی بگڑ گیا تھا اب حضور تشریف لائے ہیں سب درست ہو جائیگا۔

صاحب۔ ول ہاں ہم سمجھتا ہے کہ ذرا لوگ یہاں بخوف بہت تھا مسٹر پارکر بہت نیک آدمی تھا ہم سب ٹھیک کر دیگا۔

ڈپٹی صاحب۔ مگر حضور پرون لال بہت معقول آدمی ہے حضور اس سے بہتر دوسرا عملہ ضلع میں نہیں ہے۔

صاحب۔ او یس۔ پرون لال محافظ دفتر ہے صاحب اسکا حال ہوا گیا ہے ہم اسکو سرشتہ دار بنایا چاہتا ہے جب کوئی موقع ہوگا۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور کی بڑی خداوندی ہوگی۔

اب صاحب بہادر چپ چاپ ہیں کہ کوئی اور بات چیت آپس کے دوستانہ برتاؤ کی ہو لیکن ڈپٹی صاحب ہاتھ جوڑے بیٹھے ہیں دس منٹ بعد صاحب نے یوں رخصت کیا کہ اچھا ڈپٹی صاحب ہم آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ اور پھر امید ہے کہ آپسے جلدی جلدی ملاقات ہو۔

صاحب نے چپراسی کو آواز دی اور ڈپٹی شوکت حسین کو بلایا۔ یہ بھی اسیطرح بہت ہی ادب سے گئے اور جوتہ اتار کر باادب سلام کیا۔

صاحب نے ہاتھ ملایا اور مزاج پوچھکر یوں ہمکلام ہوئے

صاحب۔ ول ڈپٹی صاحب آپکا وطن کس ضلع میں ہے

ڈپٹی صاحب۔ خداوند نعمت ترقیواہ کا غریب خانہ ضلع آگرہ میں ہے حضور نے سنا ہوگا مولوی محمد اکرم خان بہادر جو گوالیار میں وزیر اعظم ہیں اور گورنمنٹ انگلشیہ نے انکو

سپہ سالار سلطنت کا خطاب عطا فرمایا ہے وہ کمترین کے حقیقی سالے کے سالے کے ماموں زاد بھائی کے پھوپھا ہین۔

صاحب۔ (ہنسکر) ڈپٹی صاحب اس رشتہ کو پھر فرمائیے ہم اچھی نہین سمجھا۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور عالی مولوی اکرم صاحب بہادر اس غلام کے حقیقی سالے کے سالے کے ماموں زاد بھائی کے پھوپھا ہین۔

صاحب۔ او بہت قریب کا رشتہ ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور ہان بہت ہی قریب کے رشتہ دار ہین۔

صاحب۔ ول۔ آپکے ضلع کا کیا حال ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور کے اقبال سے سب لوگ خوش و خرم ہین اٹھارہ برس بعد مسٹر پارکر صاحب بہادر تشریف لیگئے خدا کرے اب حضور بھی اسیطرح تشریف رکھین۔

صاحب۔ نہین ہم اتنا روز نہین رہیگا ہم چھ مہینہ بعد گورنمنٹ کا سکرٹری ہی صیغہ مال ہو کر چلا جائیگا۔

ڈپٹی صاحب۔ پھر حضور کی جگہ کون ہوگا۔

صاحب۔ ہم جانتا ہے شاید مسٹر ہریسن جو اسوقت ہین ستمرپور مین سٹی مجسٹریٹ ہے وہ آئیگا۔ وہ بڑا تیز آدمی ہے صاحب منصف بہت ہے لیکن ذرا جلد باز ہے۔ اچھا ڈپٹی صاحب ہم آج کام مین ہے ہم آپسے پھر ملینگے۔ کوئی ہے۔

چپراسی۔ حاضر خداوند۔

صاحب۔ اچھا تحصیلدار۔ محافظ دفتر دونون کو ایک ساتھ بھیجدو۔ دونون صاحب تشریف لیگئے۔ صاحب بہادر نے باخلاق تمام صاحب سلامت کرکے اور کثرت کام کا عذر کرکے ایک منٹ بٹھلا کر دونون کو رخصت کر دیا۔

اب سب صاحب باہر نکلکر لگے لاف زنیان کرنے۔

ڈپٹی برج لال۔ صاحب بہت نیک آدمی ہین۔ اور ڈپٹی خاوندی سے پیش آئے اور کوئی راز ایسا نہین ہے جو مجھسے مخفی رکھا ہو۔

ڈپٹی شوکت حسین۔ جی ہان مجھسے بھی کل حال اپنا بیان کیا یہانتک (آہستہ سے) کہدیا جو جناب دوسرا انگریز کبھی نہ کہتا۔

تحصیلدار۔ اور صاحب معاملہ فہم آدمی معلوم ہوتے ہین لائق بھی ہونگے۔

برہون لال۔ مگر جناب اس سردار نے تو بڑی تنائی ہملوگون کے حق مین تو غضب ہی ہوگیا۔

ڈپٹی برج لال۔ اجی اس بڑچود کو کیا معلوم

اتنے مین سردار خانسامان سائیس سب کے سب آن موجود ہوئے اردلی کے چپراسی بھی پہونچے۔

سردار۔ پھر حضور ہمکو کیا حکم ہوتا ہے۔

سب کے سب۔ بھائی مکان پر آتے جانا اب یہان تھوڑی ہی موجود ہے۔

خانسامان۔ اجی پھر ایسی ہمکو غرض کبھی نہین ہے کہ ڈیڑھ کوس دوڑے جائین سو دفعہ چاہے دیکھے نہین اپنا راستہ لیجیے۔

تحصیلدار۔ اجی جمعدار صاحب خفا کیون ہوتے ہو کیا ہملوگ تمسے باہر ہین۔

چپراسی۔ اب لوگ نادانی کیا ہماری بات دوسری تھی جب جی چاہتا دیتے گھر کا معاملہ تھا لیکن یہ لوگ ابھی نئے آئے ہین صاحب بھی نئے ہین انکو ناخوش نکرنا چاہیے (اور ڈپٹی صاحب کے کان مین منھ لگا کر آہستہ سے) مہاراج جمعدار کا بڑا اختیار ہے سیاہ سفید کے مالک ہین۔

تحصیلدار۔ (آہستہ سے) بھئی اب یہان تو یہ دو

کچھ واسطہ نہین ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ اچھا خانسامان جی اب ہمارا آدمی ہمارے ساتھ مقرر کر دیجیے ہم وہان سے پہونچکر ابھی آپکا حق بھیجدینگے ہملوگون پر عنایت کیجیے اور بہت گرم نہو جیے۔

اس گستاخ تقریر کو اپنے کمرے سے مسٹر ڈلن صاحب اسسٹنٹ کمشنر نے جو اُس کوٹھی مین رہتے تھے اور ایک تازہ وارد نوجوان سویلین تھے اور مسٹر پٹرسن کے بڑے دوست تھے اپنے کان سے سنا اور اُنکو اسقدر غصہ آیا کہ انھون نے بے تامل نکلکر دو دو تین تین چابک خانسامان اور بیرا کے لگائے اور ہزارون گالیان دین اور اسقدر غصہ کیا کہ سب تھرا اٹھے مسٹر پٹرسن نے بھی غل سنا اور وہ بھی اپنے کمرے سے دوڑے دیکھا کہ یہان تماشا ہو رہا ہے۔

پٹرسن۔ یہ کیا ہے ڈلن؟

ڈلن۔ کچھ نہین پٹرسن مین نے اپنے کان سے سنا کہ تمھارے بنگلے کے نوکر اور اردلی کے چپراسی ان ہندوستانی شرفا سے تمھاری ملاقات کا ٹکس وصول کرتے تھے یہ غریب عذر کرتے تھے خوشامد کرتے تھے کہ آج ہمارے پاس نہین ہے اور یہ حرامزادے ڈراتے تھے۔

مسٹر پٹرسن۔ مین تہ دل سے تمھارا شکرگزار ہوا کہ تمنے آج بہت برسون کی خیال کی ہوئی بات مجھپر آشکارا کیا مین نہین سمجھتا کہ یہ ہندوستانی کس قدر بیوقوف ہین۔ مسلمہ جب گزٹ افسران جنکی موقوفی کا اختیار مجھکو بھی نہین ہے میرے نوکرون کو کسواسطے ڈرتے ہین یہ حرامزادے کیا کر سکتے ہین اچھا مین ابھی اسکا انتظام کرتا ہون۔

ڈپٹی شوکت حسین۔ حضور عالی ہملوگ اپنی آبرو کو ڈرتے ہین آپکی ملاقات بغیر وساطت ان اردلیون کے تو ممکن نہین۔ پھر ہملوگ انکی تندمزاجی سے نڈرین تو کیونکر آپکی ملاقات نصیب ہو۔

مسٹر پٹرسن۔ ویل ڈپٹی صاحب آپ اتنا بڑا افسر ہوکر ایسی بات کہے تو بڑی شرم کی بات ہے کسواسطے آپ چھپا ہوا کارڈ نہین رکھتے جیسے ہی آپ لوگ آئے فوراً ہمارے چپراسی کو دیجیے کہ ہمارے پاس پہونچا دے اگر ہمکو ملنا ہوگا ہم بلا لیگا اور اگر کوئی چپراسی آپکا کارڈ ہم تک پہونچانے مین دیر کرے آپ ہمسے کچہری مین خبر کرے ہم اُسی دم اسکا بندوبست کریگا۔

مسٹر پٹرسن نے اسیوقت اپنے تمام ملازمان بنگلہ کو جو اُسوقت موجود پائے گئے برخاست کیا اور چپراسی اردلی کو بھی برخاست کر دیا اور اپنے مکان کے دروازے پر اور تمام کچہریون کے دروازے پر یہ اشتہار لگا دیا کہ کوئی شخص چپراسیون کو یا ہمارے ملازمان خانگی کو انعام نہ دے ورنہ اینجانب نہایت ناراض ہونگے اور اعانت دفعہ ۱۶۱ تعزیرات ہند کا مقدمہ قائم کیا جائیگا۔ مسٹر پٹرسن کی اس حرکت نے آنکی بڑی عزت کی اور آنکا پورا رعب قائم کر دیا اور ہر شخص اپنے مقام پر لرز گیا اور اُس ضلع مین چپراسیون کی لوٹ مار سے براے چندے پناہ ہوگئی۔

باب چہاردہم

سید دیانت حسین نائب تحصیلدار

میر دیانت حسین نائب تحصیلدار ہوکر حسام پور تشریف لیگئے حسام پور ایک چھوٹا سا قصبہ دریا کے کنارے پر واقع ہے لالہ چرنجی لال صاحب تحصیلدار عجب شخص تھے پرلے سرے کے غیر محتاط۔ خائن۔ جھوٹے۔ بے ایمان۔ اور رقابت پسند تھے نائب تحصیلدار کی عزت انکی نگاہ مین ایک محرر سے کم اور اپنی عزت وہ کلکٹر سے زیادہ سمجھتے تھے شاہ محمود حسین ایک سیدھے سادے آدمی تھے اور غیر محتاط بھی تھے آخر

ہ تمام سختیاں لالہ چرونجی لال برداشت کرتے تھے اور بیچارے پنشن کے دن کاٹتے تھے ۔ بھلا دیانت حسین کسطرح نبھ سکتی تھی ۔ میر دیانت حسین کوئی مفسد یا غیر طامع آدمی نہ تھے لیکن اپنی ذاتی عزت وہ گنوانا نہیں چاہتے تھے اور ہمیشہ ایک شریفانہ برتاو کے متوقع رہتے تھے ۔ دیانت حسین نے تحصیل میں پہونچتے ہی میز کرسی پر کچہری شروع کی اور ایسا سلامت روی کا طریقہ اختیار کیا کہ جو ہر طرح انکی تہذیب اور لیاقت کے شایان تھا غریب صبح ہوتے آبکاری چالان شراب نکلواتا دس گیارہ بجے تک وہاں رہتا بارہ بجے سے شام تک کچہری میں سرگرم کرتا تمام تحصیل کے تمام کام اپنے سر لے لیا کل ۔ رپورٹیں اپنے ہاتھ سے لکھتے اور اصل جائے کے مقدمات میں تمام اظہارات خود لکھتے وہ ... انگریزی جیسا صدر اپنے ہاتھ میں کر لی تمام دستکات اپنی خاص نگرانی میں جاری کراتے خزانے کے کام بھی خود لیلیا غرض تحصیل مقدمات فوجداری اور کلکٹری سب کام دیانت حسین کرتے ۔ اصطباقی نویس ۔ سیاہہ نویس ۔ محرر داخلخارج ۔ محرر آبکاری رجسٹرار قانونگو ۔ سب کے سب قوم میں انکی ذات سے کھلبلی پڑی اور یہ سب کی نظروں میں کھٹکنے لگے انکی دیانت کا ثمرہ ایسا بلند ہوا کہ تمام زمیندار اور اہل غرض جنکو کام ہوتا سیدھا دیانت حسین سے کہتا اور یہ فورا اسکا خدشنگوا کر اسکی تکمیل کر دیتے وہ بیچارے جو چار چار روز عمال کے ... میں پڑے رہتے اور انکے پنجہ غضب میں گرفتار رہتے جب تک نہ دینے کے جرم میں گالیاں کھاتے وہ خوشی خوشی آتے اور اپنا کام کرا کر چلے جاتے تھے ۔

لالہ چرونجی لال کو سید دیانت حسین سے کہ ایسی اور آپ اعلی شاید آنکو تمام عمر کسی نائب تحصیلدار سے نہ ملی ہو بلکہ اسپر طرہ یہ کہ دیانت حسین سے رضامند نہ تھے اور یہی چاہتے تھے کہ کسیطرح یہ اس تحصیل سے تبدیل ہو جائیں لیکن لالہ جی کیا کر سکتے تھے ۔ مسٹر پارکر دیانت حسین کو اپنی اولاد سے کم نہیں سمجھتے تھے اور مسٹر پیرسن جیسے آئے کو آنسے کوئی تخصیص تو تھی لیکن وہ بھی دیانت حسین کی بیحد عزت کرتے تھے اور سب سے زیادہ اعلی درجے کی راے آنکی نسبت رکھتے تھے تمام عمال تحصیل تحصیلدار صاحب کے یہاں جا کر دیانت حسین کی غیبت کیا کرتے تھے کبھی کچھ کہتے کبھی کچھ فساد لگاتے تھے تحصیلدار صاحب اور دیانت حسین کی رنجش روز بروز بڑھتی گئی اتنے میں تحصیلدار صاحب ایک روز صبح کو ڈاک جو کھولتے ہیں تو حسب ذیل عرضی نکلی ۔

غریب پرور سلامت

ہزور (حضور) کا انصاف زرب المصل (ضرب المثل) شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں پارکر صاحب کے وقت میں جو اندھیر تھے وہ سب جاتے رہے لیکن چرونجی لال تحصیلدار اتنک اپنی ہر کاط (حرکات) سے باز نہیں آیا دو دو آنہ رشوت لیتا ہے اور تمام شرک او ریل کی مرمت کی روپیہ کھا گیا سرکار تحقیقات کر کے تحصیلدار کی سزا کرے

عرضی بندۂ خدا ۔

یہ عرضی بند لفافہ میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے نام گئی اور صاحب ممدوح نے اسپر یہ حکم لکھکر تحصیلدار صاحب کے پاس بھیجا ۔

حکم ۔ یہ پہلی عرضی ہمارے ملاحظہ میں آئی ۔ تحصیلدار کو ہم دو موقع اور دیتے ہیں اگر دو مرتبہ اور انکی شکایت ہمارے گوش زد ہوگی تو ہم ضرور تحصیلدار کی نسبت حکم مناسب دینگے یہ عرضی بجنسہ پاس تحصیلدار کے بھیجدی جاوے ۔

اس عرضی کو پاتے ہی لالہ چرونجی لال کے مکان پر ایک کونسل جمع ہوئی اور انکی فکر پیدا ہوئی کہ آخر یہ کسکی

ہر حلہ ہو بالاتفاق یہ طے پایا کہ میر دیانت حسین سے یہ عرضی
بھیجی ورنہ اس بات پر تحصیلدار کو اسقدر اشتعال ہوا کہ وہ
اپنے جامے مین نہ رہے اور انھون نے اسی وقت جو کچھ کہ انکے
جی مین آیا انکے پیچھے عام طور پر بھلا دیانت حسین کی
نسبت کہا عمال نے یہ بھی صلاح دی کہ بندہ خدا کی عرضیون کا
انسداد ضروری امر ہے اور اسکے لیے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین
کہ چند عرضیان ایسے مضمون کی روانہ کیجائین کہ صریح غلط
اور جھوٹی ہون کہ جسکو پاکر حکام لوگ کل عرضیان انکی اسی
طرح کی سمجھ جائینگے اور پھر بندہ خدا پر اعتبار نہوگا دوسرے دن
صبح کو مسٹر پٹرسن کی ڈاک مین یہ گمنام عرضی گئی -
"حضور والا - دیانت حسین تمام تحصیل لوٹ رہا ہے
دو دو روپیہ فی چالان آبکارون سے وصول کرتا ہے اور
صبح سے شام تک میخواری اور بنگ نوشی مین بسر کرتا ہے اسکا
باپ باغی سرکار تھا - سرکار خبر لے - عرضی سیندالان تحصیل
حسام پور"
مسٹر پٹرسن نے اس عرضی کو بھی انگریزی لفافے مین
کرکے میر دیانت حسین کے پاس "واسطے ملاحظہ" کے بھیجدیا
دوسرے دن دو بجے کی ڈاک مین انکو ایک اور عرضی
ملی جسکا مضمون یہ ہے
"حضور عالی - مسٹر ڈلن اسسٹنٹ کمشنر سے رانی
جیپال کنور رانی چندا پور سے آشنائی ہوگئی لاکھون روپیہ
رانی صاحبہ سے ڈلن صاحب وصول کر رہے ہین اور ریاست
تباہ ہوئی جاتی ہے راجہ ہرپال سنگہ نابالغ کو منجانب ڈلن صاحب
عنقریب زہر دیا جائیگا اور بعد اسکے ڈلن صاحب نوکری
چھوڑ کر چندا پور کا راج کرینگے حضور اسکا انسداد کرین
عرضی رؤسا ضلع فیروزنگر بخدمت صاحب کمشنر [illegible]
مسٹر پٹرسن نے یہ عرضی [illegible] صاحب [illegible]

شکایت بھیج لگی تھی -
"بندہ اوندنعمت - مسٹر پٹرسن جب سے اس ضلع مین آئے ہین
عجب اندھیر مچا رکھا ہے شجاعت خان جمعدار کی معرفت
دھڑلے سے رشوت لیتے ہین کل حکام نے تنخواہین مقرر کی
ہین اور تمام رعیت تباہ ہو رہی ہے اگر پٹرسن صاحب اس ضلع
سے تبدیل نہ کیے جائینگے تو اندیشہ ہے حضور انکو بندہ [illegible]
اگر [illegible] تو [illegible] کی اطلاع [illegible] صاحب کو [illegible]
[illegible]
ان مضمون کے پانے کے بعد [illegible]
تعریف دیکھی مسٹر پٹرسن کو بہت ہی غصہ آیا اور سب عرضیان
چاک کر ڈالین اور بندہ خدا کی عرضیون کا قطعی اعتبار انکے
دل سے جاتا رہا اور اس روز سے انھون نے عہد کر لیا اور پھر
کوئی گمنام عرضی انھون نے نہین پڑھی اور ہمیشہ چاک کر ڈالتے تھے
اسمین شک نہین کہ یار لوگ اپنے جوڑ مین کامیاب
ہوے اور بندہ خداؤن کا زور خدا خدا کرکے ٹوٹ تو گیا لیکن
غریب دیانت حسین اس عرضی کو پاکر بہت ہی پریشان ہوگئے
اور انسے کچھ نہ بن پڑا سوا اسکے کہ وہ فوراً فیروزنگر آئے
اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے ملاقات کی صاحب نے بہت ہی
اخلاق سے ملاقات کی برآمدے تک لینے آئے ہاتھ ملایا -
ڈرائنگ روم مین لیگئے اور وہان بڑی دیر تک دوستانہ
باتین کرتے رہے -
صاحب - ویل دیانت حسین اس ضلع لوگ بہت شریر
معلوم ہوتا ہے ہزارون جھوٹی عرضیان جاتا ہے -
دیانت حسین - ہان ایک میری نسبت بھی آپکے پاس
[illegible] مہربانی سے میرے پاس بھیجدیا - اور آپ شاید سمجھ گئے ہونگے
[illegible] کسی دشمن کا فعل تھا -
[illegible]

اوپر کتنی گذرا اور ایک ڈولن صاحب پر۔ ڈولن صاحب اور
رانی صاحبہ اپوسے آشنائی لکھا تھا ہم جہانتک جانتا ہی ڈولن صاحب
کبھی رانی صاحب کے گھر تک نہین گئے۔

دیانت حسین۔ اسکا سبب میرے ذہن مین یہ آتا ہی کہ
پہلے ایک دو عرضیان آپکے پاس اصل حالات کی گذرینا
اور آپ نے شاید اسپر توجہ نہین کی لہذا آپکے دل سے بندہ
خدا کی عرضیون کا اعتبار اٹھ گیا تو یہ فکر کی گئی کہ اس قسم کی
بیہودہ عرضیان آپکے خیال سے روانہ کین مگر جو کچھ ہو
بندہ خدا کی عرضیون پر میری راے مین توجہ کرنا ایک
فضول بات ہی یہ ایک ایسی آسان بات ہی کہ جسکے کرنے مین
لوگون کو ذرا بھی پس و پیش نہین ہوتا سٹر پارکر کبھی ایسی
عرضیون پر توجہ نہین کرتے تھے۔

صاحب۔ او۔ آپ بہت سچ کہتا ہی ہم پہلے سے
خیال کیا تھا کہ یہ عملہ لوگ کی شرارت ہی ہم اب بندہ خدا کی
عرضی پر کبھی توجہ نہین کریگا۔ دیانت حسین ہم تمکو بہت جلد
ایک تحصیلدار دیکھیگا چونکہ لالہ کو ابھی پنشن لینا چاہیے
وہ بہت بڈھا ہی۔

دیانت حسین نے بہت شکریہ ادا کیا اور رخصت ہوے
حسب ذیل اشعار تصنیف کرکے عمال نے دیانت حسین کے
مکان پر لگا دیے۔

کرو آشنا نہ پاجی پن تمہین دولت تو آئی ہی
پڑینگے تمپہ وہ جوتے کہ ہرن مار کھائی ہی
ملچھ ہوکر ستاتا ہی ہنود ون کو اسے ظالم
خدا کی مار اے پاجی تجھے تو کالا پانی ہی
اگر ہم لیتے رشوت ہین تمہارا کیا اجارہ ہے
تمہارا دخل اسمین کیا ہمارا حق زبانی ہی
پڑینگے اسقدر جوتے کہ ہوگی چاند اب گنجی
سنائے دیتے ہین تجکو مصیبت جو کہ آئی ہی
گیا تو بھول اے نادان تو اپنے باپ کا دہتا
اسی دولت سے اے پاجی تری بھی جان جانی ہی

باب پانزدہم
مرزا فتح بیگ کی تلاشی

مسٹر ہاورڈ فوراً اجین سے اپنے بنگلہ پر آئے اور دو تین
کانسٹبل اور ایک انسپکٹر کیا ن سنگ اولین سے فیکری وانپہ پہونچ
فوراً حیدر گنج مین پہونچکر مرزا فتح بیگ صاحب وکیل کا گھر
گھیر لیا اور مولوی قطب الدین حسین اور لالہ گنگا نرائن دو
معززین باشندگان محلہ کو بلوا کر مرزا صاحب کے مکان کی
تلاشی لی۔ کپڑون کے صندوق مین وہ سیاہ کشمیری شال برآمد ہوئی
مسٹر ہاورڈ اسکو دیکھتے ہی مارے خوشی کے پھول گئے اور
مرزا صاحب کے آگئے حواس غائب ہوے کہ اے خدا یہ کیا
بلا نازل ہوئی مرزا صاحب نے آہستہ آہستہ آیۃ الکرسی اپنے
اوپر دم کرنا شروع کی۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ۔ ول وکیل صاحب۔ آپ
یہ دوشالہ کہان پایا۔

وکیل۔ حضور کسی موکل نے شکرانہ مین دیا تھا۔ مگر
مجھے نام یاد نہین۔

سپرنٹنڈنٹ۔ مرزا تم جھوٹ مت بولو۔ ہمکو پورا قصہ
معلوم ہوچکا ہی اب تمہارے واسطے بہت خرابی کا دن آنیوالا ہی

مرزا صاحب۔ حضور مالک ہین اور مین ادنی غلام
مین قانون سے واقف ہوکر کوئی فعل خلاف قانون نہ کرتا۔

سپرنٹنڈنٹ۔ چپ ہو۔ تم ایسا بے ایمانی کیا کہ کوئی
بدمعاش بھی نہین کرتا۔ اچھا اب تم یہ بولو کہ تم سیدانی کو
کیسے قید کرایا۔

مرزا صاحب۔ (مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگے)

خداوند نعمت وہ چور اچکی اور بدمعاش تھی اُسنے میرے نوکر کی انگوٹھی چرالی۔ مین نے پولیس مین اطلاع کی جمعدار دینیدیال صاحب نے تحقیقات کی حسب ضابطہ چالان ہوا تحصیلدار صاحب کے اجلاس سے سزایاب ہوئی۔

سپرنٹنڈنٹ۔ او! وہی بات ہے جو ہم سمجھا تھا ہمارے دوست دینیدیال نے چالان کیا اچھا اب ہم آپکو اور اُسکو دونون کو چالان کریگا۔

مسٹر ہاورڈ نے اسیوقت دوشالہ اپنے پاس رکھ لیا اور وکیل صاحب کو مع عیدو و گواہان عیدو و دینیدیال ہیڈ کانسٹبل کو لیکے بلاکر کوٹھی پر لیگئے اور وہین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور ڈاکٹر صاحب بہادر کو بلوایا کارروائی شروع ہوئی مرزا فتح بیگ وکیل کا سب سے پہلے اظہار ہوا۔ وہ سب سامان دیکھکر کچھ ایسا سٹ پٹائے کہ انھون نے کل قصہ راست راست بیان کردیا۔ سیدانی کا دوشالہ چھینا اسکا تقاضا کرنا مرزا صاحب کا برا ماننا دینیدیال کا انکا تعاقب آنا مقدمہ سرقہ قائم کرنا تحصیلدار صاحب کا بڈھی کو قید کرنا۔ کل امور بالتشریح بیان کردیے۔

جب وکیل صاحب اپنا بیان ختم کرچکے تو دینیدیال کو بھی غصہ آیا اور اُسنے بھی کل حال بیان کیا اور کہا کہ ہمین اکیلے اس مقدمے کے بنانے مین شریک نہین تھے بلکہ ہمارے داروغہ اور مرزا صاحب اصل بانی مبانی تھے۔ سرکار خاص طلبیدہ مرزا صاحب آیا جسنے انگوٹھی کی شناخت کی اور تمام گواہ مرزا صاحب کے خود بنائے اسکے بعد جلوم علی کی بیوہ طلب کی گئین انکا اظہار ہوا انھونے ڈولی مین بیٹھکر اپنا اظہار لکھوایا اور وہ چادر شناخت کی اور سیدانی کی صفائی بیان کی اور کل واقعات بیان کردہ سیدانی کی تصدیق ہوئی تحصیلدار صاحب کا بھی اظہار لیا گیا انھون نے لاعلمی محض بیان کی چونکہ اُس دن ساڑھے آٹھ بجے رات تک اس مقدمہ کی کارروائی ہوئی تھی اور ابھی بہت سے اظہارات باقی رہگئے تھے لہذا مقدمہ دوسرے دن کے واسطے ملتوی ہوکر گیارہ بجے سے پھر پیش ہوا کہ مسٹر ڈلن و ڈاکٹر بھی آگئے۔

صاحب ڈپٹی کمشنر۔ گوڈ مارننگ ڈاکٹر اینڈ ڈلن۔

ڈلن۔ میرے آنے سے تمھارا کوئی ہرج تو نہوگا۔

صاحب۔ او بالکل نہین آج ان حرامزادون کا مقدمہ میرے سامنے پیش ہے اس غریب بڈھی عورت پر ایسا ظلم ہوا کہ جسکو خیال کرنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین مرزا نے بدمعاشی سے استغاثہ کیا پولیس نے بے ایمانی سے چالان کیا بے ایمان تحصیلدار نے بے انصافی سے سزا دی جیل والون نے حرامزدگی سے اُسپر ظلم کیا ڈاکٹر نے مہربانی سے مجھکو اطلاع کی اور مسٹر ہاورڈ نے بڑی لیاقت سے کل مقدمہ کو تفتیش کردیا اور کل ثبوت بہم پہونچایا۔

ڈلن۔ مین بہت دنون سے قدرت حسین کی بے انصافی جانتا تھا میرے سائیس نے ایک راستہ چلنے والے کو مارا تھا اور اُلٹی نالش اُس مینڈا پر کردی تھی تحصیلدار نے بالکل میری خوشامد مین گو کچھ بھی ثبوت نہ تھا ایک ہفتہ قید کردیا تھا۔

مسٹر ہاورڈ۔ مگر ڈاکٹر تمھارے واسطے بڑی نیکنامی اس معاملے مین ہوئی ہے اور بیشک تمنے بڑی بہادری کیا۔

ڈلن۔ اور اس بڈھی کا پہلے کیا بیان ہوا تھا۔

صاحب ڈپٹی کمشنر۔ منشی بڈھی کا بیان پڑھو جو تحصیلدار کے سامنے ہوا تاکہ بڈھی تم سنتی جاؤ۔

منشی جی نے پہلے پولیس کے سامنے کا بیان یون پڑھکر سنایا ''مین قوم کی رنگریزن ہون اور شاہجہانپور مین

میر گھر سے ... [illegible]

بڑھی — ... [illegible] ... سے

میں رنگریزن ہوں کہ سیدانی امیہ ... [illegible]

کھڑا ہے میرا نام ... [illegible] ... اسی شہر میں

ہوئی ہیں سو ... [illegible] ... کو کیا جانوں —

... [illegible] ... لوگ ... شہر ... پر ... [illegible]

صاحب ... [illegible] ... منشی نے کہا کہ اچھا ... [illegible]

منشی ... [illegible] ... بھیک ... اس شہر میں بھی اگلی

آج تیسرا ... [illegible] ... تعجب نہیں ہوا

بڑھی — اے خدا تجھے غارت کرے ... بھیک مانگیں

میرے ... بھیک ... [illegible] ... بیٹے کو ... [illegible]

میرا ... [illegible] ... موجود ہے ... کو بھیک مانگوں —

بڑھی کی اس تقریر کا ... [illegible] ... ہوا

اثر ہوا ... [illegible] ... سب حکام مع فریقین مقدمہ

شہر تشریف لیگئے اور وہاں جا کر دیکھا تو واقعی ... [illegible]

... [illegible] ... مکان سیدانی کا ... [illegible]

... [illegible] ... سیدانی ... [illegible]

... [illegible] ... صاحب ... کو ... [illegible]

موقع کے ... بہت ہی غصہ آیا اور اس ... [illegible] ... ہوا

... [illegible] ... ہو نہیں سکتی ... [illegible]

... [illegible] ... مقدمہ ... دن ... [illegible]

تحصیل ... دن کے لیے ... [illegible] ... سیدانی کو

اپنے گھر جانے کی اجازت دیگئی —

ادھر تو یہ مقدمہ ہو رہا تھا اور ادھر تمام شہر میں ایک ہنگامہ مچا ہوا تھا گھر گھر اسی مقدمہ کا تذکرہ تھا ... [illegible] ... رونا تمام لوگ ... [illegible] ... اور بیچارے تحصیلدار کے گھر میں تو ... [illegible]

نہیں جاتا تھا مسجدوں میں دعا خوانیاں ہوتی تھیں دینداروں کے یہاں ... [illegible] ... پوجا کرتے تھے اور حکام کی برافروختگی اس حد کو پہونچ گئی تھی کہ کوئی وکیل بھی مارے خوف کے پاس کھڑا ... [illegible] ... تھا بیچارے تحصیلدار ہر شخص کی خوشامد کرتے تھے سیدانی سے ہموار کرنے کی بہت تدبیریں کیں مگر وہ اپنی ... [illegible] ... جانے پر ہزار بار ... [illegible] ... کی بھی پروا نکرتی تھی بیچارے تحصیلدار ... حسین اس انقلاب زمانہ میں ایسے پریشان و حیران ہوے کہ عیاذاً باللہ دشمن تو دشمن دوستوں نے بھی ملنا چھوڑ دیا کوئی ہمدرد نہ تھا ہر شخص ہنسنے کو آندھی البتہ ... [illegible] ... سررشتہ دار صاحب کا لڑکا یعنی میر محمد حسین صاحب جونپوری ... [illegible] ... خالی از علت نہ تھی ایک ہزار روپیہ نقد سررشتہ دار صاحب نے ٹھہرایا تھا کہ اگر پورے طور پر صفائی ہو جائے تو یہ رقم دیجائے لیکن افسوس سررشتہ دار صاحب کا کچھ بھی بس نہیں چلتا تھا اور معاملات کی صورت ایسی پیچیدہ ہو گئی تھی کہ سمجھنا دشوار تھا —

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اگلے دن بیچارے تحصیلدار صاحب ڈپٹی ... [illegible] ... صاحب کے ... [illegible] ... کہ ڈپٹی صاحب ... [illegible] ... اور انکی ... [illegible] ... گفتگو ہوئی —

ڈپٹی صاحب — جناب تحصیلدار صاحب افسوس ہے کہ آپکا ... [illegible] ... پیچیدہ ہو گیا آپ ... [illegible] ... کیا ... [illegible] ... اسکی نوبت نہ آتی کل ... [illegible] ... آپکے معاملہ میں کوتوال صاحب سے تذکرہ رہا وہ بھی بہت افسوس فرماتے تھے اور میں نے بھی جو جو زبانی ... [illegible] ... انکا ذکر کیا مگر تحصیلدار صاحب میں بھی ... [illegible] ... آپ نے اپنی

بہت کی سیدانی ایک شوہر آدمی تھی آپنے اسکو پہچانا تک نہین

خوشامد بخش ناظر منصفی- حضور غضب خدائی ہو گی

یہ بیچارے تحصیلدار سید تھے آدمی انکو پولیس والون نے ملکر

تباہ کیا-

شیخ فطرت حسین- اب یہ حضور کے بے سنبھالے سنبھل

سکتے نہین- حضور انکی دستگیری کرین- اور آج اسوقت

جو نام حضور کا اس ضلع مین ہے دوسرے کا نہین ایک ڈپٹی

برج لال صاحب بھی تھے مین کوئی پوچھتا بھی نہین کہ کس

کھیت کی مولی ہین-

ڈپٹی صاحب- (مسکرا کر) مجھکو کچھ عذر نہین مین تو ہمیشہ

ہر شخص کا خیرخواہ رہتا ہون اور کولھوالے صاحب سے

پورا تذکرہ ہو گیا آپ اطمینان فرمائیے- تحصیلدار صاحب آپ

ذرا نہ گھبرائیے رائے کی غلطی کس سے نہین ہوتی صاحب کے

فیصلے کمشنری مین منسوخ ہوتے ہین- کمشنری کے فیصلے

جوڈیشیلی مین منسوخ ہوتے ہین فیصلہ کا منسوخ ہونا کوئی

جرم نہین ہو سکتا اگر موقع ہو تو آپ (آہستہ سے) پادری صاحب کے

یہان بھی ہو آئیے وہ بڑے نیک آدمی ہین اور انکا کہنا

(اور بھی آہستہ سے) سب حکام مانتے ہین-

بیچارے مصیبت کے مارے میان قدرت حسین جو اور

فکر مین کرنے والے تھے کولھوالے صاحب کے مہرے پر

اس سے بھی غافل ہوئے اور صبح تڑکے حسب صلاح ڈپٹی صاحب

پادری صاحب کے سلام کو تشریف لیگئے- اطلاع ہوئی پادری صاحب نے

فرمایا کہ ہم ساڑھے گیارہ بجے ملینگے اسوقت تک باہر ٹھہرین

اور مقدمہ دس بجے پیش ہونے کو تھا اب یہ بیچارے عجب

کشمکش پیچ مین پڑے ادھر اطلاع کرا چکے بے ملاقات کیے

جا نہین سکتے اور ادھر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی ناخوشی کا

کھٹکا ایسی ادھیڑبن مین بیچارے درخت کے نیچے ٹہلنے لگے

جو نکلتا وہ کہتا کیا صاحب ذرا یہان آنا صاحب اسوقت کیا

کر رہے ہین- وہ جواب دیتا کہ غسل خانہ مین ہین" دوسرا

نکلتا "جناب جمعدار صاحب ہماری مشکل آسان کیجیے- وہ تو

دس بجے کچہری جانا ہے اب دیر بنی ہوئی ہے" وہ جواب دیتا

"ابھی تو آپکے واسطے صاحب اپنا کام چھوڑ دینگے میم صاحب

بیٹھی ہوئی ہین ہم کیسے اطلاع کر سکتے ہین" سائیس نکلا

"ابھی گراس کٹ صاحب میم صاحب کبتک اپنے کمرے مین

جائینگی" جواب ملا "ہم گراس کٹ نہین ہین سائیس ہین

ذرا جبان سنبھال کے بولا کیجیے"

تحصیلدار صاحب "بھائی قصور ہوا ہمکو معلوم نہ تھا

میم صاحب کبتک جائینگی"

سائیس "آیا ہے پوچھنے ہم کیا جانین"

الغرض ساڑھے دس بج گئے اور ڈپٹی اسٹر صاحب کے

اجلاس مین تحصیلدار صاحب کی پکار شروع ہوئی اور تحصیلدار صاحب

غائب چپراسی پر چپراسی دوڑا جاتا ہے تحصیل پر ملتے ہین مکان پر

ہین کہین پتہ نہین صاحب طیش مین میز پیٹ رہے ہین

اور بار بار چلاتے ہین اور یہان تحصیلدار صاحب پادری صاحب کی

ملاقات کے چکر مین درختون کے نیچے ٹھنڈی ہوا کھا رہے ہین

جب گیارہ بجے بھی تحصیلدار صاحب نہ ملے صاحب کلکٹر نے

حسب ذیل روبکار لکھوا دیا-

روبکار

ہمنے بہت صاف الفاظ مین قدرت حسین تحصیلدار

حضور تحصیل کو فہمایش کر دی تھی کہ بتاریخ امروزہ ٹھیک

دس بجے کچہری مین حاضر ہو تاکہ اسکے روبرو محرر جوڈیشل کا

اظہار تحریر کیا جاے لیکن وہ ابتک حاضر نہین اور اسنے طرح کی

ہماری عدول حکمی کی لہذا-

حکم ہوا کہ

قدرت حسین آجکی تاریخ سے معطل سمجھا جاے اور سید دیانت حسین نائب تحصیلدار حسام پور قائم مقام تحصیلدار حضور تحصیل مقرر کیا جاے اور بذریعہ سوار احکام جاری ہوئے۔

اس حکم کے ہوتے ہی تمام کچہری مین ایک تزلزل مچ گیا اور ہر شخص کو ایک سکتہ سا ہو گیا اتفاق سے سید دیانت حسین اُس دن فیروز نگر ہی مین آئے ہوے تھے لہذا سوار کے جانے کی نوبت نہین پہونچی اور اُسی دن چارج ہو گیا۔

اب سنیے ادھر خدا خدا کرکے ساڑھے گیارہ بجے پادری صاحب سے ملاقات ہوئی۔

پادری - ول تحصیلدار کیا حال ہے آپ کبھی انجیل مقدس بھی پڑھتا ہے۔

تحصیلدار - ہان حضور پڑھتا کیون نہین ہون کبھی کبھی تو کتاب آسمانی ہے۔

پادری - ہم اپنی میم صاحب کو آپکے گھر بھیجا کریگا کہ وہ آپکی بیگم صاحب کو راہ نیک بتلاویگا اور یسوع مسیح کے گیت کی کتاب ہم آپکو دیتا ہے اسکو آپ ضرور پڑھیگا - بہت اچھا چیز ہے۔

تحصیلدار (ہاتھ جوڑ کر) خداوند مین ناکردہ گناہ ایک مصیبت مین گرفتار ہون ایک چور کو مین نے سزا دی اب اُسی کے کہنے پر بڑے صاحب مجھسے برہم ہین اگر حضور اس بلا سے مجکو نجات دلادین تو جو حضور حکم دین بجا لاؤن حضور بڑے صاحب سے میری سفارش کر دین تو ضرور میری مشکل آسان ہوگی حضور مالک و مربی ہین سوا حضور کے کہان جاؤن۔

پادری - یہ کیا آپ گستاخی کا بات بولتا ہے آپ جب مقدمہ مین ہے تو کس واسطے ہمسے ملاقات کیا ہم ایسے آدمی سے نہین ملتا ہے مسیحی مذہب اسکے واسطے ہے جو خوشی سے ایمان لاوے ہم مسیح مذہب کے لالچ مین کسی کی سفارش نہین کر سکتے

اچھا اب آپ رخصت ہون۔

یہ کہکر وہ اپنے دوسرے کمرے مین چلے گئے اور تحصیلدار صاحب مسیحی گیت کی کتاب کو بغل مین دابے اور لاحول پڑھتے باہر نکلے گھڑی جو دیکھتے ہین تو بارہ بجنے مین دس منٹ باقی ہین ہوش اُڑ گئے بے تحاشا گھوڑا دوڑا کر کچہری آئے جیسے ہی گھوڑے سے اُترے کہ ایک چپراسی نے بڑھکر خبر دی کہ حضور کہان تھے سب ڈھونڈھ مارا کہین آپ نہ ملے صاحب نے معطل کر دیا

تحصیلدار - این معطل کر دیا! افسوس مین یہان ڈپٹی صاحب کے یہان صبح سے موجود تھا ڈپٹی صاحب نے کہکر مجھے خراب کیا ہائے مین تو کہین کا نہ رہا اب تمام کچہری کے لوگ - وکیل - مختار - زمیندار - اسامی - عملہ - سب تحصیلدار صاحب کے گرد ہین اور سب لعنت ملامت کرتے ہین کہ آپ کہان چلے گئے تھے بیچارے بتیس دانتون مین زبان ہو رہے تھے سب کی باتین سنتے تھے ٹھیک ایک بجے صاحب نے پھر طلب فرمایا۔

صاحب - تحصیلدار تم کہان تھا اور کس واسطے دس بجے حاضر نہین ہوا۔

تحصیلدار - حضور مین پادری صاحب کے یہان گیا تھا وہین دیر ہو گئی۔

صاحب - ول چاہے آپ پادری صاحب کے پاس جاے چاہے مولوی صاحب کے پاس جائیگے یہ عذر نہین سنا جا سکتا ہمنے آپکو معطل کیا۔

تحصیلدار - حضور مجکو ڈپٹی صاحب نے خراب کیا انکی تعلیم ہوئی مین تو کبھی پادری صاحب کے یہان نہین گیا تھا آج کاہیکو جاتا ڈپٹی صاحب نے بھیجا کہ حضور سے آنکے ذریعہ سے مین خطا معاف کراؤن۔

صاحب - اب مقدمہ پیش ہو محمد جوڈیشل کا اظہار شروع ہوا

محمد کریم ولد عبدالرحیم قوم شیخ ساکن جہان آباد عمر

تخمیناً چالیس برس بحلف۔
میں اس ضلع میں گیارہ برس سے آیا ہوں پہلے تحصیلدار قدرت حسین صاحب کا خانگی محرر تھا وہ میرے چچازاد بھائی ہوتے ہیں انھیں کی سفارش سے میں محرر جوڈیشل مقرر ہوا تین برس سے اس تحصیل میں ہوں جب اس سیدانی کا مقدمہ پیش ہوا میں موجود تھا میرے روبرو اسکا بیان تحریر ہوا تھا آسنے جرم سے اقبال نہیں کیا تھا لیکن یہ سزا در اصل تحقیر عدالت میں کی تھی دوشالے کا فقرہ مجکو پہلے نہیں معلوم ہوا تھا مگر جب میر خادم علی صاحب کی بی بی کو تحصیلدار اپنے گھر بلا لائے تب کل حالات معلوم ہوئے تھے اور تحصیلدار صاحب نے بھی سنا تھا مرزا فتح بیگ کے بلوانے کا ارادہ ہی تھا کہ یہ مقدمہ اٹھ کھڑا ہوا۔

سول عدالت۔ حجن کسطرح سے تحصیلدار صاحب کے گھر میں ہے

جواب۔ حجن بڑھی آدمی ہے حضور بدگمان نہوں اور رہتا ہے ہمشیرہ صاحبہ خود تحصیلدار کی نگرانی رکھتی ہیں۔

صاحب۔ کیا بکتے ہو۔ سوال کا جواب دو۔

جواب۔ حضور دس ہزار کا بیمہ ہے روپیہ ابھی وصول نہیں ہوا کارروائی بہت ہو رہی ہے کمپنی کو لکھا گیا ہے۔

صاحب۔ کیسا روپیہ۔

جواب۔ خداوند وہی خادم علی کی زندگی کے بیمہ کا۔ حجن صاحب نے تحصیلدار کو بخش دیا۔

مٹھی سیدانی۔ حضور یہ موا جھوٹا ہے اس بیچاری بیوہ کو کانوں کان خبر نہیں۔ بھلے آدمی کی زندگی کا بیمہ ہوتا ہے۔

صاحب۔ سیدانی تم چپ ہو۔ ہم سب پوچھ لیگا۔

القصہ کل حالات محرر جوڈیشل نے صاحب سے مفصل بیان کیے اور صاحب نے حجن کی طلبی کا پھر حکم دیا۔

باب شانزدہم

فیروزنگر میں ہیضہ

ادھر تو حاکم جدید کی تیز مزاجی کی آفت کچھ وبا سے کم نہ تھی ادھر در اصل فیروزنگر میں وبا کی بیماری پھیلی ہر روز صدہا موتیں ہونے لگیں گھر کے گھر صاف ہوگئے خاندان کے خاندان بےچراغ ہو گئے میر محمد حسین صاحب بنوری سررشتہ دار کلکٹری ایک مراقی آدمی تھے اس قسم کی بیماریوں سے بہت ڈرتے تھے ہر دروازے پر سرکہ کی ہانڈیاں لٹکائی تھیں لخلخہ کی چوکیاں مکانوں میں چھپا رکھی تھیں کہیں کافور رکھا تھا کہیں کلوراڈائن کی شیشیاں جمع تھیں تمام مکان عطر سے معطر کیا تھا اور پورا پورا وہی سامان میر صاحب نے بھی کیا تھا جو مولانا نذیر احمد صاحب بہادر نے توبۃ النصوح کے حالات میں توبۃ النصوح میں تحریر فرمایا ہے۔

میر محمد حسین ایک نوکری پیشہ آدمی تھے گھر میں کوئی زمینداری وغیرہ نہ تھی صرف نوکری پر دارومدار تھا ادھیڑ عمر آدمی تھے اور بہت ہی صاف شہری طور سے رہتے تھے آمدنی خرچ زیادہ تھا گو تنخواہ اچھی پاتے تھے لیکن آنکی مسافر نوازی برادر پروری کا شہرہ تھا ہر روز دس پانچ مہمان آنکے گھر آتے اور انھیں کے یہاں قیام فرماتے تھے۔ روٹی وغیرہ پکانا میر محمد حسین کا خاص نام تھا بیچارے کے پاس کچھ پس انداز نہوتا تھا "چار چھ پائے آٹھ اڑائے خالی ہاتھوں گھر کو آئے" کی مثل پورے طور سے آنپر صادق تھی ایک بیٹا اٹھارہ انیس برس کی عمر کا عربی پڑھتا تھا فارسی کی تکمیل ہو چکی تھی فقہ اور منطق پڑھتا تھا ایک بیٹی پندرہ برس کی ناکتخدا تھی بہت ہی کامل فارسی اور عربی کی تعلیم سے

ں لڑکی کی ہوئی تھی اُسکی لیاقت اور تمیزداری و نیز حسن کی
تمام شہر مین شہرت تھی بلکہ یہ بھی سنا گیا ہو کہ جب شاہزادہ صاحب
ہرن نگر تشریف لیگئے تھے تو جناب شاہزادی صاحبہ نے براہ
مراحم خسروانہ اس لڑکی کی لیاقت سنکر اُسکی ملاقات کا شوق
ظاہر فرمایا تھا اور پھر اتفاق سے ایسا ہوا کہ صاحبہ ممدوحہ کا لشکر جو
زنانہ مشن کی سپرنٹنڈنٹ تھین خود تشریف لیجا کر میر محمد حسین کے
غریب خانہ کو اعزاز بخشا تھا اور جو دستانے خاص اپنے ہاتھ کے
بنائے ہوے میر محمد حسین کی صاحبزادی نے پیش کیے تھے وہ
حضور شہزادی صاحبہ نے بہت ہی پسند کر کے قبول فرمائے تھے
جب فیروزنگر مین وبا کی کثرت ہوئی اور تابڑ توڑ خبر آنے لگین
میر محمد حسین صاحب نے شہر چھوڑ دینے کا ارادہ کیا اور صاحب ڈپٹی کمشنر
سے دو مہینے کی درخواست رخصت کی مگر چند وجوہ سے انکی رخصت
نامنظور ہوئی جسدن سے وہ رخصت نامنظور ہوئی اُس روز سے
وہ اپنے مرنے کی بابت پیشین گوئیان کیا کرتے تھے اور سب لوگ
کہتے تھے کہ "منشی جی آپکو توہم ہو گیا ہی" غذا مین بھی تقلیل
شروع کر دی تمام گھر مین چاول پکنے کی ممانعت کر دی ارہر کی
دال کوئی خواب مین بھی دیکھنے نہین پاتا تھا صرف لوکی کی
ترکاری اور خمیری روٹی گھر بھر کی غذا تھی ایکروز ڈپٹی شوکت حسین
صاحب کے یہان دعوت ہوئی اور میر محمد حسین صاحب مدعو تھے منشی
قدرت حسین صاحب تحصیلدار معطل شدہ دیانت حسین قائم مقام
تحصیلدار میر محمد حسین صاحب ناظر خوشامد بخش صاحب اور
میان فطرت حسین شریک دعوت تھے۔ سبب دعوت کچھ صاف
نہین معلوم ہوا لیکن یہ سنا گیا ہو کہ شاید ڈپٹی صاحب کے بیٹے کی
سالگرہ تھی رقص و غنا کا بھی جلسہ تھا شہر کی سب رنڈیان بلائی
گئی تھین ساڑھے سات بجے سب لوگ جمع ہوے اور باتین
شروع ہوئین میان قدرت حسین ابھی تک نہین آئے تھے۔
ڈپٹی صاحب۔ ذرا قدرت حسین کی حماقت کو آپ نے

آپنے ملاحظہ فرمایا مقدمہ پیش ہوا اور آپ پادری صاحب کی ملاقات
کو گئے اور اُسپر طرہ یہ کہ صاحب سے میرا نام لیا۔
خوشامد بخش۔ اجی حضور جب آدمی پر شامت سوار ہوتی ہے
تو آدمی سے ایسی ہی حرکات ناشایستہ ظہور مین آتی ہین۔
میر محمد حسین۔ جناب میرے ہوش اڑ گئے تھے ایسے آدمی کی
اصلاح نا ممکن ہی غضب ہوا (ڈپٹی صاحب کے کان سے منہ ملاکر)
مگر خدا نے بڑا فضل کیا کہ اُس پاجی نے کسی کا نام نہین لیا
خالی ڈپٹی صاحب کہا اور مین نے بعد کو صاحب سے کہدیا کہ
ڈپٹی برجلال نے آپکو بھیجا تھا۔
ڈپٹی صاحب۔ (بہت زور سے قہقہہ لگاکر) اور ہاتھ
ملا کر) واللہ بھی خوب ہی موقع کی سوجھی خدا نے بڑا فضل کیا
ہے تو مجکو بھی امید تھی اور مین نے بھی تو آپکے بارے مین
صاحب انجنیر سے وہ وہ تذکرے کیے ہین کہ انشاء اللہ بہت
جلد نتیجہ نیک ظہور پذیر ہوگا۔
میر محمد حسین۔ (ڈپٹی صاحب کے کان مین) یہ لونڈا
تو خوب تحصیلداری پا گیا میری بڑی حق تلفی ہوئی۔
ڈپٹی صاحب۔ (بہت آہستہ سے) رہ نہین سکتے
جگہ مستقل طور پر خالی ہونے دیجیے صاحب سے لڑ کے آپکو
کراؤنگا بعد اسکے دیانت حسین کی طرف مخاطب ہو کر
اور سررشتہ دار صاحب کی ران مین چٹکی لیکر) واللہ
آپکی تقرری سے جو مسرت ہوئی ہو دل ہی جانتا ہی خدا یہ عہدہ
عزیز از جان مستقل کر دے کہ ہم ان آنکھوں سے تمکو پھر
بر سر عروج دیکھین۔
میر محمد حسین۔ ہر ہر جب مین آپکو دیکھتا ہون تحصیلدار صاحب
مرحوم یاد آ جاتے ہین واللہ کیا نیک شخص تھا ماشاء اللہ آپ
یہ بھی سعید ہین مگر مزاج مین قناعت ہی سو وہ وقت کی
تاثیر ہی مین نے جناب ڈپٹی صاحب بڑے معرکہ سے آپکو

مقرر کرایا ہی صاحب بہادر سنگرپور سے کوئی اپنا آدمی وہ بلوایا چاہتے تھے جب میں نے عرض کیا کہ ضلع کے لوگوں کا حق ہی تب مرزا رضا علی صاحب نائب تحصیلدار حضرت پور کو تجویز کیا میں نے پھر عرض کیا کہ مسٹر مایر کر صاحب بہادر میر دیانت حسین کو کرنا چاہتے تھے جب بدشواری تمام مقرر ہوا یا خدا کا شکر ہی کہ ان ہاتھوں سے نائب و طلباتی نویسی سے لیکر تحصیلداری تک پروانے لکھے گئے اب جس روز تمہاری مستقلی اور ڈپٹی کلکٹری کا روبکار لکھونگا اس روز میں اپنے ہاتھ کو خود مبارکباد دونگا۔

سب لوگ۔ آمین کیا شک ہی آپکی ذات سے یہی امید تھی اور واللہ آپ اپنے صاحبزادے سے کم انکو نہیں سمجھتے۔

ڈپٹی صاحب مجھے بھی بہت تذکرہ رہا تھا اور مجکو جب ہی سے یقین تھا الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اتنے میں قدرت حسین صاحب تشریف لائے انکی صورت پریشان تھی کپڑے میلے تھے اور کئی روز سے جو خضاب نہیں کیا تھا تو تمام جڑیں داڑھی کی کھل گئی تھیں تحصیلدار صاحب نے آتے ہی ایک آہ سرد کھینچکر کہا ؎

در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را
افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

معمولی صاحب سلامت کے بعد بیچارے ایک کنارے بیٹھ گئے سب نے ملکر انکو بنانا شروع کیا اور وہ بیچارے ششدر اور حیران کہ کس مصیبت میں میری جان پھنسی۔

خوشامد بخش کیوں جناب ڈپٹی کے روز آپکو یاد رہی صاحب یہاں جانے کی کیا سوجھی تھی۔

تحصیلدار صاحب۔ جناب والا میں تو پاگل ہو رہا ہوں میرے کسی فعل پر ہنسنا عبث ہی آپ لوگ دعا فرمائیے کہ خدا میرے حال زار پر رحم کرے اور یوں تو جناب عاقبت کسی کی کوئی بخشواتا نہیں ؎

گر نہ بخشے جی جیے کام آگئی
کیا ہو دنیا عاقبت بخشائیگی

ڈپٹی صاحب۔ نہیں جناب ہنسنے کا کون موقع ہے خدا سب فضل کریگا آپ پریشان نہوں۔

اتنے میں کھانا آیا اور سب نے سیر ہو کر تناول فرمایا میٹھے چاول بھی تھے نمکین پلاؤ بھی تھا اور بہت سے پر تکلف کھانے تھے سررشتہ دار صاحب بیچارے تو کھانا کھا کے جب پانی آیا لگے برف تلاش کرنے برف موجود نہ تھا آ انکو خفقان نے گھیرا کہ چاول ہضم نہ ہو کر ہو گئے پھر آپ جانیں وہ اسم خلاق [illegible] شروع ہوگئی تمام لوگ دوڑے [illegible] گلاب دیا گیا اور طرح طرح کی دوائیں یکے بعد دیگرے دیجاتی تھیں ذرا بھی افاقہ ہوتا تھا [illegible] افاقہ نہ تھا کہ سررشتہ دار صاحب ڈپٹی صاحب کے گھر سے اپنے مکان پر چلا فوراً ڈاکٹر [illegible] کے بلوانے کو آدمی بھیجا گیا [illegible] فوراً اپنی زیست سے مایوسی ہوگئی تھی اور انہوں نے [illegible] پر آپ ڈپٹی صاحب اور موجودین سے یہ آخری گفتگو کی [illegible] میں [illegible] میری بیٹی ہنوز ناکتخدا اور بیٹا بیکار [illegible] جو رہ بچے سب آپکے سپرد ہیں میری [illegible] شادی سید دیانت حسین [illegible] کہنا تھا کہ زبان بند ہوگئی انا للہ وانا الیہ راجعون اسیوقت عالم بالا درہم برہم ہو گیا [illegible] اپنے گھر چلا گیا [illegible] اسی وقت موت پر کہرام مچ گیا [illegible] سامان ہو گیا کہاں ناچ کی تیاریاں تھیں یا اب کفن سینے کو درزی کی تلاش ہونے لگی سچ ہے ؎

یک ساعت نیک [illegible]
[illegible] احوال عالم

جسوقت انکے خدمتگار نے جا کر گھر میں خبر دی [illegible]

بی بی اور بیٹی کی حالت قابل بیان نہین وہ بین کرکے چوڑیان بڑھانا زیور آتار آتار کر پھینکنا سر پیٹنا چلانا قیامت ڈھاتا تھا اُنکی بیٹی کا "ہیے ہیے میرے ابا ہاے اب تمھین کہان پاؤن" یہ الفاظ کہکر رونا سننے والون کے کلیجے شق کرتا تھا اُنکی بی بی کا یہ بین کہ "اس بیٹی کو اب کون بیاہیگا ہاے تم تو چلے گئے آمنہ کو کسکے سپرد کیا ہیے ہیے بہو لانے کی بھی ارمان پوری نہوئی" یہ الفاظ تھے کہ دوست تو دوست دشمنون کو بھی خون کے آنسو رلاتے تھے
القصہ اسیوقت تجہیز و تکفین ہوکر ساڑھے چار بجے شب کو ملا ظہور صاحب کے باغ مین دفن کئے گئے اور تمام عزیز و اقارب کو بے سروسامان چھوڑ گئے۔

مسٹر پٹرسن کو بھی اس حادثے کا نہایت صدمہ ہوا اور انھون نے بکمال شریف پروری سید دیانت حسین صاحب قائم مقام تحصیلدار کو بلا کر انکے تمام انتظام خانہ داری کا حکم دیا اور فہرست نقد و غیرہ مرتب کرنے کو ہدایت کی حساب کے بعد سترہ سو روپیہ انکے ذمہ بازار کا قرضہ نکلا لیکن قریب قریب اسیقدر جایداد بھی تھی۔ مسٹر پٹرسن نے نہایت مہربانی سے انکے پسماندگان کو تسکین دی اور انکے بیٹے کو نوکری دینے کا وعدہ فرمایا۔ میر محمد حسین کی وفات کے دو تین روز بعد مسٹر پٹرسن نے حسب تجویز مسٹر پارکر کے لالہ ہیرون لال لوسہ رشتہ دار کلکٹری مقرر فرمایا اور لالہ خوشوقت لال دو اصلباقی نویس کو محافظ دفتر کلکٹری کیا اور سید ذاکر حسین خلف سید محمد حسین مرحوم کو اصلباقی نویس صدر بمشاہرہ تیس روپیہ مقرر فرمایا۔
اب میر محمد حسین کا خاندان بہت ہی عسرت کے ساتھ صرف تیس روپیہ مین بسر اوقات کرنے لگا اور مسٹر پٹرسن کی آنکھ بند ہوتے ہی دل کا بہرکیف وہ بہتسکر گزار ہوا۔ چونکہ میر دیانت حسین صاحب حسب الحکم صاحب کلکٹر میر محمد حسین صاحب کے نقد و غیرہ کے انتظام مین بہت آ گئے گئے اسلیے میر محمد حسین کی بیوہ اور انکی بیٹی اور میر ذاکر حسین سے انکے تعلقات زیادہ تھے اور میر دیانت پوری توجہ انکے معاملات مین کرنے لگے اور دو سہ پہر مین ایک دو مرتبہ وہان جانا اختیار کیا۔

باب ہفتدہم

فیروزنگر کا تختہ اُلٹ گیا

تاریخ معینہ پر دس بجے ٹھیک صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر تشریف لائے مولوی قدرت حسین آٹھ ہی بجے سے کچہری مین موجود تھے کچہری مین وہ ہجوم تھا کہ تو بہ بھلی اجلاس کا کمرہ اور دونون طرف کے برآمدے آدمیون سے پر تھے سید یال سنگھ کانسٹبل اور تحصیلدار معطل شدہ بلائے گئے اور تین کا دوبارہ اظہار لیا گیا جسمین بے سمہ زندگی کے واقعات سے اپنی لاعلمی ظاہر کی لیکن تحصیلدار صاحب کا آنا اور کاغذات کا لے جانا اور پھر اپنے مکان پر لیجانا تصدیق کیا اور تیا سے بیان کرتے یہ بھی خواہش کی کہ اب مین تحصیلدار کے یہان نوکری کرنا نہین چاہتی۔ میرا روپیہ اگر مجھے ملے تو بڑا احسان ہوگا چنانچہ صاحب بہادر نے کمپنی سے اسکو روپیہ دلانے کا وعدہ فرمایا اور بعد تحقیقات کامل یہ حکم دیا۔
"اپیل سیدانی منظور۔ فیصلہ عدالت ماتحت منسوخ سیدانی جرم سے بری ہو۔ ہیڈ کانسٹبل پر جھوٹے مقدمہ بنانے کا مقدمہ قائم کیا جاے اور آجکی تاریخ سے برخاست سمجھا جاے سب انسپکٹر کی نسبت رپورٹ تبادلہ ضلع غیر بھیجی جاے۔ تحصیلدار بدستور معطل رہین اور رپورٹ برخاستگی بحضور صاحب کمشنر بہادر بھیجا جاے

اور تحصیلدار تھے جو دغابازی حسین سے ہیرے کے معاملہ مین کی اسکا بھی تذکرہ کیا جاوے اور مرزا فتح بیگ وکیل آخری تاریخ سے وکالت سے برخاست کیا گیا اور رپورٹ ہائی کورٹ مین مرسل ہوئی۔

بخیال طوالت ہم پوری کارروائی جو انکوائری کورٹ کے سامنے ہوئی نہین لکھنا چاہتے صرف مختصراً ناظرین کو آگاہ کئے دیتے ہین کہ دیندیال ہیڈ کانسٹبل [illegible] قید ہوا اور سب انسپکٹر کی [illegible] جیلر اور [illegible] ہو گئے [illegible] برخاست ہو گئے۔

تحصیلدار صاحب کی نسبت جو رپورٹ مسٹر [illegible] نے لکھی تھی وہ ہم ناظرین کو دکھانا چاہتے ہین۔

بجناب صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع فیروزنگر۔

بخدمت صاحب کمشنر بہادر قسمت مظفرنگر۔

صاحب من - مین بہ تسلسل رپورٹ سابق مورخہ فلان اب مفصل حال قدرت حسین تحصیلدار کا عرض کرنا چاہتا ہون

دفعہ ۳ - میر خادم علی اس ضلع مین ایک محافظ دفتر تھا جو مسٹر [illegible] کے وقت مین مرگیا اُسکی بیوہ جو حجن کے لقب سے مشہور ہے اسوقت فیروزنگر مین ہے پچھلے دنون اُسنے اپنا ایک دوشالہ فروخت کرنا چاہا اور مسماۃ سیدانی کو جو ایک بہت معزز لیکن مفلوک الحال بڈھی عورت ہے دیا اُسنے [illegible] دھوکا کھا کر صرف گیارہ روپیہ پر فتح بیگ وکیل کے ہاتھ فروخت کیا فتح بیگ نے ایک حبہ بھی اُسکی قیمت ادا نہین کی۔

دفعہ ۴ - مسماۃ سیدانی بہت مرتبہ اُس دوشالہ کی قیمت مانگنے گئی لیکن فتح بیگ نے کبھی نہین دیا ایک روز فتح بیگ سے اُسنے سخت تقاضا کیا یہ بات فتح بیگ کو ناگوار ہوئی

اور اسی بابت پر فتح بیگ نے بیرحمی سے مارا اور ہیڈ کانسٹبل دیندیال کی صلاح سے جو اس ضلع مین ایک مشہور بدچلن پولیس افسر ہے سرقہ انگشتری کا جھوٹا مقدمہ سیدانی پر قائم کیا اور تحصیلدار قدرت حسین کے اجلاس مین چالان کیا۔

دفعہ ۴ - مجکو پورے طور پر یقین ہے کہ ہیڈ کانسٹبل سے لیکر تحصیلدار تک سب اس سازش سے واقف تھے اور سب نے وکیل کی خاطر سے اُس غریب سیدانی کو تحصیلدار کے ہاتھ سے ایک مہینہ قید کی سزا دلائی جس بیرحمی سے جیل مین سیدانی کے ساتھ برتاؤ کیا گیا اُسکا حال مسل کے ملاحظہ سے آپکو واضح ہوگا۔

دفعہ ۵ - ڈاکٹر مکنزی سول سرجن نے اپنی لیاقت اور بیدار مغزی سے سیدانی کی پوری فریاد مجھ تک پہونچائی اور مین نے بہت ہی کامل تحقیقات کرکے سیدانی کو جرم سے بری کیا اور دوشالہ حجن کو واپس دلا دیا سیدانی کو مین نے اپنے پاس سے پچاس روپیہ اُس تکلیف کے معاوضہ مین دیا جو اُسنے برٹش گورنمنٹ مین سرکاری ملازمان کے ہاتھ سے اور دغا کی بدولت برداشت کی۔

دفعہ ۶ - میری راے مین سب سے زیادہ قصور اس مقدمہ مین دیندیال ہیڈ کانسٹبل فتح بیگ وکیل اور تحصیلدار کا ہے مین نے فتح بیگ کا ڈپلوما لیلیا اور دیندیال کو برخاست کرکے فوجداری مین سپرد کیا جیل کے لوگ بھی غالباً برخاست ہو جاوینگے سب انسپکٹر کا چال چلن بھی قابل بازپرس پایا گیا چنانچہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اُسکے بارہ مین علحدہ رپورٹ کی ہے - مین بالتخصیص رپورٹ تحصیلدار قدرت حسین کی بابت بھیجتا ہون یہ شخص نہایت بدچلن اور غیر متدین ہے میری راے مین ہرگز اس قابل نہین ہے کہ اتنے بڑے عہدہ پر رہ سکے اسلیے مین سفارش کرتا ہون

کہ ملازمت گورنمنٹ سے برخاست کر دیا جاوے۔

دفعہ ۷۔ اگر یہ سفارش منظور ہو تو اُسکی جگہ سید دیانت حسین بی اے جو ایک اعلیٰ درجے کا تعلیم یافتہ عالیخاندان نوجوان ہے اور بالفعل قائم مقام تحصیلدار ہی مستقل کیا جاوے۔ اُسکے حالات سے صاحب کمشنر بہادر خود بخوبی آگاہ ہیں اسواسطے مین مکرر عرض کرنا بے ضرورت سمجھتا ہون دیانت حسین گو امتحان مین کامیاب نہین ہوا لیکن آیندہ امتحان مین شریک ہونے کے واسطے بخوبی تیار ہی مجکو امید ہی کہ اُسکی تقرری سے گورنمنٹ اور ملک دونون کو فائدہ پہونچیگا۔

آپکا تابعدار جی پی پیٹرسن

صاحب کمشنر بہادر نے صاحب ضلع سے پورا اتفاق کیا اور رپورٹ گورنمنٹ مین بھیجدی اور آخرکار قدرت حسین ملازمت گورنمنٹ سے علیحدہ کر دیے گئے اور سید دیانت حسین خان مستقل تحصیلدار حضور تحصیل مقرر کیے گئے۔

مختلف اخبارات مین اس تغیر کا تذکرہ شائع ہوا لیکن عام راے اس معاملے مین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی طرف تھی اور اس بیدار مغزی اور رعایا پروری کا ایک شہرہ ہو گیا۔ اخبار فیروز نے جو اڈیٹوریل نوٹ شائع کیا وہ قابل ملاحظہ ناظرین ہی۔ مسٹر پیٹرسن نے جس بیدار مغزی اور لیاقت سے سیدانی کے معاملے کو اُٹھایا وہ بہت کچھ قابل تعریف ہی گو ہماری قوم کے ایک ذی عزت تحصیلدار اور ایک معزز وکیل و نیز دیگر اشخاص کو نقصان پہونچا لیکن ہمکو اُسکی کچھ پروا نہین ہی مجسٹریٹی ایک بہت ذمہ داری کا عہدہ ہے بہت متانت۔ حلم بے تعصبی اور انصاف کی اسمین ضرورت ہی جو لوگ اپنے اختیارات کو ایسے بیہودہ طور پر استعمال کرین جیسا کہ مولوی قدرت حسین نے سیدانی کے معاملے مین کیا تھا بلاشبہ وہ ہر ایک ملامت کے مستحق ہین ہم مسٹر پیٹرسن کو مبارکباد دیتے ہین کہ انھون نے اس ضلع مین برٹش انصاف کی آبرو رکھلی اور بیشک مجسٹریٹ ضلع کو ایسا ہی کرنا چاہیے تا کہ غریب و بیکس لوگ بھی رہنے کو قیصر ہند کی رعایا سمجھین اور دل سے اُنکے خیرخواہ رہین ہم کسی طرح اس موقع پر اپنے نوجوان دوست سید دیانت حسین خان کو مبارکباد دیے بغیر نہین رہ سکتے وہ ہر طرح اس عنایت کے مستحق تھے جو اُنکے ساتھ کی گئی اور ہمکو کامل یقین ہے کہ وہ اپنی شہرہ دیانت داری کا ابھی بہت زیادہ ثمرہ پائینگے۔ ہم مسٹر پیٹرسن کی اس قدردانی کا بھی شکریہ ادا کرتے ہین۔

باب بست ہشتم

مسٹر پیٹرسن کی تبدیلی

تھوڑے عرصہ کے بعد بہت سے حکام نے دفعتاً فرلو لینا چاہی اسمین مسٹر ینگ جوڈیشل سکرٹری گورنمنٹ بھی تھے اس عہدے کے واسطے تمام ملک مین مسٹر پیٹرسن سے اچھا دوسرا شخص نہ مل سکتا تھا لہذا گورنمنٹ نے اُنکو سکرٹریٹ مین بلانا تجویز کیا اور دفعتاً اُنکی تبدیلی کا حکم بذریعہ تار بھیجا بجاے اُنکے مسٹر ہربین اسسٹنٹ کمشنر ستمگر اور قائم مقام ڈپٹی کمشنر فیروزنگر ہوے۔

یہ تار مسٹر پیٹرسن کو ایسا دفعتاً ملا کہ غالباً اُنہین خود بھی اچنبھا ہو گیا ہو گورنمنٹ نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ مسٹر پیٹرسن فوراً روانہ ہون اسلیے وہ بیچارے اپنے اسباب تک کا بھی انتظام نکر سکے اور فوراً تعمیل حکم کی ... اسباب بہت ہی ارزان نیلام کر ڈالا۔ مسٹر پیٹرسن کے جانے کا عام طور پر ... اہل شہر کے افسوس تھا عام لوگ دل سے اُنکی عزت کرتے تھے اور ... ہوا

اُنکے خیر طلب تھے کو اُنکا قیام فیروزنگر مین صرف چار پانچ مہینہ رہا لیکن اُنکے غیر مصنوعی اور خلقی اخلاق نے سب کو گرویدہ بے درم بنا رکھا تھا اُنھون نے شہر مین بہت ترقیان کی شفاخانہ عمدہ پل اور سڑکین نئی بنوائی تجویز کیا بہت سی عمدہ شہر مین [illegible] نکالنے کا بندوبست کیا ایک محتاج خانہ چندہ سے قائم کیا شرفا اور غربا کا اس قدر لحاظ کیا کہ شاید فیروزنگر کے ضلع مین کسی حاکم نے کبھی نہین کیا تھا۔

اُنکے جانے کی خبر سن کر جہان جہان سننے سکتہ مین آگیا جہان چار آدمی ہوتے یہی تذکرہ ہوتا۔

ایک - بڑے صاحب کی تبدیلی ہو گئی۔

دوسرا - ابھی ایسا حاکم تو اس ضلع مین نہ آئیگا۔

تیسرا - اجی اس ضلع کی قسمت ہی ایسی ہے۔

چوتھا - ہان لائق آدمی رہنے نہین پاتے۔

ایک - مگر کسیقدر بدضرور تھے۔

دوسرے - اُن غریب نے بدی کون کی۔

تیسرے - بدی کیون نہین کی - دیکھیے تحصیلدار صاحب کو برخاست کرا دیا - پولیس مین تہلکہ ڈال دیا - فتح بیگ غریب کو تباہ کر ڈالا - اور میان سچ تو یون ہے کہ جو سامنے آیا وہ بچ ہی کون گیا۔

دوسرے - بھئی خدا کے لیے ایمان ہاتھ سے نہ دو سیدانی پر ظلم ہوا تھا ایک غریب کے لیے اسقدر پیروی کرنا کتنی تعریف کی بات ہے۔

چوتھے - اور احسانات بھی مسٹر پٹرسن نے ایسے کیے ہین کہ کبھی فراموش نہین ہو سکتے دیکھیے راجہ دیانت حسین خان کو انکے عم سے تحصیلدار کر دیا بیچارے میر محمد حسین صاحب کے بیٹے کی پرورش فرمائی راجہ صاحب مقروض تھے گو دو ڈھائی لاکھ روپیہ سرکار سے دلا کر انکا قرضہ ادا کر دیا

راج کورٹ کرا دیا - میان سچ تو یہ ہے کہ پٹرسن صاحب کی ذات سے کسی کو کچھ نقصان نہین ہوا۔

دوسرے - اور مسند مزاج بڑے تھے امیر غریب سب کو ایک آنکھ سے دیکھتے تھے - بھئی یہ سب باتین تو ہین جو اچھے حاکم مین ہونا چاہیے خدا انکو خوش رکھے اور پھر ہمارے ضلع مین واپس لاسکے۔

الغرض تمام ضلع کو مسٹر پٹرسن کی مفارقت کا افسوس تھا اور خاص کر سید دیانت حسین خان کو یہ غریب تو بالکل بے بال و پر ہو گئے میر دیانت حسین نے یہ چاہا تھا کہ ایک رخصتی جلسہ مسٹر پٹرسن کا کیا جائے لیکن انھون نے خود اسکو منظور نہ کیا اور جواب مین رؤسائے ضلع کا شکریہ ادا کرکے یہ تحریر کیا کہ مجھکو ابھی صرف چند روزہ طور پر جانے کا حکم ہوا ہے اور امید ہے کہ بعد واپسی مسٹر [illegible] مین پھر اس ضلع مین آؤنگا لہذا اس مرتبہ مین ایسی عام رخصتی سے معاف کیا جاؤن۔

تار آنے کے دوسرے ہی روز مسٹر پٹرسن گیارہ بجے شب کی ریل مین مسکین نگر روانہ ہوئے - باوجودیکہ عام رخصتی سے آنھون نے انکار کیا تھا لیکن پبلک نے نہ مانا اور اپنا دلی افسوس ظاہر کرنے کو بہت سا روپیہ چندہ جمع کیا مسٹر پٹرسن کی کوٹھی سے اسٹیشن ریل تک روشنی کی گئی تھی اور جا بجا ہر سڑک پر [illegible] جھنڈیان لگائی گئی تھین۔

"شریف دوست کی جدائی شاق ہے" "ایسا لائق کبھی نہین آیا تھا" "ہر ایک خانساماں کا کچھ اختیار نہین" "سیدانی کی خوب مدد کی" "پٹرسن صاحب پر خدا کی مہربانی رہے" "راجہ دیانت حسین کا تقرر" "شہر کی درستی"

[illegible]

یہ وہ دعائیں دیتی ہیں "خدا پٹرسن کو لارڈ کرے"
"پٹرسن کا خاندان خوش و خرم رہے" "خدا پٹرسن کو
کچھر لاٹ" "ہمکو اور کوئی نہیں چاہیے" اسی طرح کے
ہزاروں فقرے جا بجا لگائے گئے تھے جو نہایت
بھلے معلوم ہوتے تھے۔ سب انتظام حسب دستور ہوا
اور واقعی جس خوشی کے ساتھ خود رعایا نے بلا سرکاری
دباؤ کے کیا وہ بہت کچھ قابل اظہار [illegible] اور اس میں ذرا
شک نہیں کہ اسکو ثابت کرنا تھا کہ ہندوستانی رعایا سے
اگر عمدہ برتاؤ کیا جائے تو وہ اپنے حاکموں کی پوری
قدر کرنے کو آمادہ ہے۔

مسٹر پٹرسن جب اسٹیشن جانے لگے تو [illegible] پیشوائی
دیکھکر متعجب ہوے کہ یہ کیا سامان ہے جب تھوڑی دور
جا کر آنکھ سے پہلے ایک مہاجن کے مکان پر [illegible]
"گڈ بائی مسٹر پٹرسن" اسوقت سمجھے کہ یہ آپکی
رخصت میں سب انتظام کیا گیا ہے۔

جب وہ اسٹیشن پر پہونچے تو ہزارہا آدمی موجود تھے
امیر غریب عورتیں بچے سب ہی انکو رخصت کرنے
آئے تھے اور بڑھی سیدانی بھی آئی تھی۔ ہر شخص سکوت کیے
کھڑا تھا اور ایسے منصف مزاج حاکم ضلع کی جدائی پر متاسف تھا
لیکن سیدانی چپ چاپ نہ تھی وہ بین کر کرکے روتی تھی
اور بار بار یہی کہتی کہ "صاحب تمہارے جاتے ہی تو یہ
عملے مجھے پیس ڈالینگے"۔ مسٹر پٹرسن کو بہت ہی جلدی تھی
تھے لیکن سب کی طرف مخاطب ہوے اور یوں تقریر کی۔

"میں اپنے گرد اتنے رؤسا امرا مہاجن حکام
افسران اور عمال کو دیکھکر اسقدر کبھی خوش نہوتا جتنا
اپنے گرد غریب محتاج معصوم بچے اور عام رعایا کو دیکھکر
خوش ہوا۔ مجھکو کبھی یہ توقع نہ تھی

کہ عام خلقت مجھے ایسا پسند کریگی لیکن آج میں نے اپنی
تمام خدمات کا انعام پالیا جسکی میں نے کبھی امید [illegible]
زیادہ اور کسی عزت اچھی کبھی نہیں چاہتا۔ میں گو [illegible]
نوکر ضرور ہوں لیکن آپ لوگوں کی خدمت کو جب اپنا [illegible]
[illegible]
اپنا فرض ادا کیا۔ میں ایک [illegible]
شکریہ ادا کرتا ہوں اور رخصت [illegible]
اور ریل پر سوار ہوے ریل کے روانہ [illegible]
بڑے زور سے [illegible]
جب ریل دور نکل گئی [illegible]
تھی [illegible]
سیدانی کا [illegible] اسوقت کا سمان [illegible]
یادگار تھا اقبال نے کہا ہے

آئے تھے ملنے رت تھے اور غم سے کلیجے تھے
یکایک چھا گئی کیسی اداسی اس قبرستان پر

باب نوزدہم

مسٹر دیانت حسین کی تحصیلداری

مسٹر دیانت حسین کے تحصیلدار ہوتے ہی تمام عملہ [illegible]
ایک ہل چل مچ گیا اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ نالاں کہ دیکھئے
کیا بلا نازل ہوتی ہے۔ دیانت حسین نے جسدن چارج لیا
اسی روز تحصیل کا باوا آدم ہی نرالا پایا [illegible]
سب سامان تھا کوئی انکار خود کا [illegible]
جمعدار تھے اور دو چار چپراسی خالی بیٹھے کام کرتے تھے
تحصیل میں لوٹ مار کی وہ کثرت تھی کہ بیچارے زمیندار اپنے
ڈرتے تھے۔ کوئی درخواست تحصیلدار کے سامنے گذرنا ممکن
نہ تھا جبتک ایک روپیہ پیشکار [illegible]

چپراسی اور آٹھ آنہ حق محرران خانگی محرر جوڈیشل نہ ادا کیا جاتا۔ دو روپیہ مالگزاری کبھی تحصیل مین داخل ہونا دشوار تھا جبتک دو روپیہ کیفیت واصلباقی نویس ایک روپیہ کیفیت سیاہہ نویس ایک روپیہ کیفیت تحویلدار اور چار آنہ تحریر محرر سیاہہ نویس اور چار آنہ تحریر محرر خزانچی اور آٹھ آنہ تحریر محرران واصلباقی نویس یا وہ بیچارہ داخل کرے زمیندار روپیہ داخل کرنے تحصیل مین کیا آیا کہ گویا آسپر بجلیان ٹوٹ پڑین۔ دفتری اپنی طرف کھینچتا ہے کہ دو پیسے داخلہ پر مہر کر دی ہے ابھی ہمارا حق نہین ملا۔ دوسرا اپنی طرف پکڑے لیے جاتا ہے کہ۔ ابھی ہمسے عرض رسان لیا ہمکو قیمت نہین دی۔ مذکوری تحاب الجھتے ہین کہ ہر چی ہر چار روز دستک سے ہمارا طلبانہ دیدو۔ تب دوسرا کام کرو محرر شقوقیات تب آنکھ نکالے ہین کہ ہمارا حق نہین دیا اس بیعنامہ پر تو ہم بھی دستک کر دینگا۔ محرر جوڈیشل آپ جانتے تھے پہلے سے رشتہ دار ہی تھے انکا پیر زمین پر نہین ٹھہرتا تھا پرشکت تو وہ جیسے تھے وہ ظاہر ہے غرض باقی جمع خرچ بہت تھا اپنا حق تو لیتے ہی تھے اسپر طرہ یہ تھا کہ جس غلطی کی مدکامل سکتا فوراً اینٹھ لیتے تھے۔ تحصیلدار قدرت حسین انھین کی معرفت رشوت بھی لیتے تھے اسوجہ سے اور بھی تمام تحصیل کے زمیندار اُس سے واقف تھے اور جو نہ محرر جوڈیشل کو اس تحصیل مین کبھی تھا شاید اور تحصیل مین پیشکار کو بھی نہوگا۔ تم سواری مین تھا دو دو خدمتگار ہمراہ آتے تھے پانون کی ڈبیا ہر وقت جیب مین رہتی تھی۔ کچہری کیا آتے تھے گویا سیر کرنے آتے ہین۔ سیاہہ نویس لالہ پرسھو دیال تھے یہ عجب ذات شریف تھے انکا کاٹا لہر نہین لیتا تھا۔ چاہے اور کسی کو تحصیل مین کچھ نہ ملے لیکن یہ جسطرح ممکن ہوتا بغیر جیب

انکا نہ گھر نہین آتے تھے انسے اور لالہ پردون لال سے دوستی بھی تھی اور جیسے پردون لال سررشتہ دار ہوتے تھے جیسے انکو رنج بھی بہت ہوگیا تھا نائب تحصیلدار پنڈت کاشی ناتھ تھے یہ پرانی قطع کے کشمیری پنڈت تھے زیادہ شر فساد انکے مزاج مین نہ تھا لیکن بیوقوف اعلیٰ درجے کے تھے اور لالچی بھی بہت تھے تمام عمال انکو بنائے ہوئے تھے اور جسکے جی مین آتا تھا کرتا تھا یہ کچھ بھی خبر نہوتے تھے محرر جوڈیشل سے انسے بہت دوستی تھی اور یہ سب کو یقین تھا کہ ابکی جو تحصیلداری خالی ہوگی وہ پنڈت جی کو ملیگی اور اسمین بھی شک نہین کہ دیانت حسین کی تحصیلداری انکو ناگوار بھی بہت ہوئی تھی۔

واصلباقی نویس شیخ اکرام حسین اودھ کے رہنے والے تھے وہ بھی بارہ برس سے اس تحصیل مین تھے اور اچھی طرح حاوی تھے وہ بھی نائب تحصیلداری کے امیدوار تھے اور اپنے کو معزز جانتے تھے بندوبست مین صدر منصرم تک رہ چکے تھے اور اپنے سب ساتھیون کو معزز عہدون پر دیکھ کر ہمیشہ خار کھایا کرتے تھے۔ میر دیانت حسین کا تقرر ایسا ہی تھا نائب تحصیلدار سب کو ناگوار ہوا۔ اسکے دو تین سبب تھے اول تو یہ کہ قدرت حسین بہت دن تک اس تحصیل مین رہے تھے اور چھوٹے سے لیکر بڑے تک سب آپس مین شیر و شکر تھے اسلیے انکی مفارقت دفعتاً کیونکر گوارا ہو سکتی تھی۔ دوسرے میر دیانت حسین کی دیانت عام طور پر مشہور تھی اور اس تحصیل مین جو لوٹ اور اودھم تھا وہ بھی سب جانتے تھے پس یہ پہلے ہی سب کو یقین تھا کہ دیانت حسین کا آنا خالی از فساد نہوگا۔ تیسرے دیانت حسین اُس تحصیل کے زمیندار تھے اور تمام حالات سے کامل واقفیت رکھتے تھے اور مثل مشہور ہے کہ گھر کے بھیدی تھے نہ انکو کسی سے پوچھنے جانا تھا

کچھ دریافت کی ضرورت تھی لہذا ایسے حاکم کو عمال کیونکر پسند کر سکتے ہیں - دیانت حسین نے جیسے ہی چارج لیا تحصیل میں کھلبل مچگیا اور ہر شخص اپنی اپنی آبرو اور نوکری سے مایوس ہو گیا دو تین دن میر دیانت حسین بالکل چپ چاپ رہے سب رنگ ڈھنگ دیکھا کیے انکا پورا یہ قصد تھا کہ اگر عمال سیدھے سیدھے اپنا کام کیے جائیں تو پچھلے حالات پر کچھ توجہ نہ کیجائے اور انہیں ذرا اتنک نہیں میر دیانت حسین بوجہ اپنی نیکی اور شرافت کے کسی کے بدخواہ نہ تھے مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ جان بوجھکر اپنی تحصیل کو لٹوانا نہیں چاہتے تھے اور نہ کوئی تقصیر دیکھکر عفو کرنا چاہتے تھے - پانچ چھہ روز تک میر دیانت حسین عمال کے رنگ ڈھنگ بخوبی دیکھا کیے گو سب لوگ انسے خائف تھے لیکن - ؎

خوے بد در طبیعتے کہ نشست ... نرود جز بوقت مرگ از دست

کا مضمون تھا کوئی اپنے ہتکنڈوں سے باز نہ آئے ہر عملے کے پاس گھوڑے اور پالکی سواری میں تنخواہ پندرہ روپیہ لیکن شان و شوکت میں کسی طرح تحصیلدار سے یہ لوگ خود کو کم نہ سمجھتے تھے -

انکے پہونچتے ہی مسلمان عمال نے دعوت کے پیامات دیے مگر انہوں نے قطعی انکار کیا اور کسی عملے کی دعوت قبول نہ کی ہر روز صبح تمام عمال نے انکے مکان پر آمد و رفت کا ڈھیر باندھا انہوں نے صاف ممانعت کر دی کہ بغیر ضرورت اور بغیر طلبی ہمارے گھر کوئی عملہ نہ آوے -

بعض عمال نے تحائف بھی بھیجے - مثلاً کسی نے لیموں کا تمباکو بھیجا یہاں فوراً واپس کسی نے مچھلی شہر کے پیڑے بھیجے وہ بھی واپس الغرض ہر طور پر سب عمال کو اس سے اطمینان ہو گیا کہ دیانت حسین اس قسم کا آدمی نہیں کہ بغل میں آجاوے - میر دیانت حسین اس فکر میں ہوے کہ کسی طرح عمال کی رشوت بند کر دیں گو یہ ایک خیال خام تھا - رشوت کا بالکل بند ہو جانا ایک غیر ممکن امر ہے اور اس سبب سے ہماری رائے میں اسکی کوشش بھی فضول تھی لیکن میر دیانت حسین چونکہ پلیے سر رشتے کے سندین تھے اور مسٹر بلنرہسٹ صاحب بہادر کے [illegible] انہوں نے کہیں سن پائے تھے آنکھ یہ دھن سما گئی کہ اگر پوری کوشش کیجائے تو ضرور رشوت بند ہو سکتی ہے اور اسکا امتحان انہوں نے اپنی تحصیل ہی سے شروع کیا -

رجسٹرار قانونگو اور انکی آمدنی کا انسداد

رجسٹرار قانونگو کی تحصیل میں آمدنی کے صرف محدود ذریعے ہیں - اول تقسیم تنخواہ پٹواریاں میں رجسٹرار لوگ اپنا حق پاتے ہیں - دیانت حسین نے بمنظوری حاکم ضلع پٹواریوں کی تنخواہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنے کا انتظام کیا اور مجبوری پٹواریوں کو جتنی وہ جاتی رہی - دوسری رقم انکے مقدمات داخل خارج میں تحریر کیفیت حقیت بھی اتبک اس تحصیل میں دستور تھا کہ جبتک سائل آکر بھینٹ نہ دیجائے اسوقت تک مقدمات داخل خارج سررشتہ رجسٹرار قانونگو میں پڑے رہتے تھے - میر دیانت حسین نے یہ حکم دیا کہ تاریخ حکم سے تیسرے دن رجسٹرار کیفیت لکھکر محرر جوڈیشل کو دیدیا کرے کوئی ضرورت انتظار حاضری زمینداران کی نہیں ہے اس سے بلا وقت یہ رقم بند ہو گی - تیسری رقم تصدیق ضمانت ناموں کی تھی انہیں بھی اصالتاً حاضری زمینداران بالکل مسدود کر دیگئی اور بطلب کیفیت جو ضمانت نامے یا احکام آتے وہ فوراً چپراسی کے ہاتھ دفتر رجسٹرار قانونگو

میر دیانت حسین سمجھتے تھے اور اسی روز جواب لکھواکر عہدہ داران متعلقہ میں روانہ کردیتے تھے نقلیں جمعبندیات کی اکثر ... تقسیم کرانے اور ایسا کرانے میں کل نقول تیار شدہ رکھتے تھے اس لیے کوئی اختیار نقل نویسیں چواہ رجسٹرار قانونگو کو تقسیم نقول میں باقی نہ رہا - جانچ جمعبندیات کے واسطے اس تحصیل میں یہ دستور تھا کہ پٹواری لوگ بلاے جاتے تھے اور جبتک وہ لوگ رجسٹرار کی خدمتگزاری نکر لیتے بیچارے بلا میں مبتلا رہتے دیانت حسین نے اس دستور کو بھی بند کردیا اور پٹواریان کو بذریعہ ڈاک کاغذات بھیجنے کی ایما دیتے تھے اور ان ... کی امیدیں اول جب رجسٹرار کو یافت کی امید نہ رہی تو وہ دشمن کی نگاہ جمعبندیان جانچ کریگا اور ضرور جملہ بیان وغیرہ لگایگا اس وجہ سے کاغذات بھیجے اور اچھے داخل ہونگے یہ ہوگا کہ اوھا وقت جیسا پٹواری نے داخل کیا رجسٹرار نے پاس کردیا وہ سمجھے سبب پٹواریوں کو یہ معلوم ہوگا کہ رجسٹرار ہماری فکر میں ہے تو وہ بھی اپنا کام چوکس کرینگے -

محرر متفرقات کی آمدنی کا انسداد

اس تحصیل میں یہ عام دستور تھا کہ زمینداران جب مالگذاری داخل کرتے آتے تھے تو وہ قبل خزانچی کے پاس جانے کے محرر متفرقات کے پاس جاتے تھے اور جناب محرر متفرقات عرض ارسال پر دستخط کرکے خزانچی کے روبرو داخل کرتا تھا - میر دیانت حسین نے قطعی اسکی رسائی کو روکدیا اور کوئی زمیندار محرر متفرقات کے پاس نہیں جانے پاتا تھا دستک کے طلبانہ کا وضع کرنا واصلباقی نویس کا خاص کام تھا اسی کے متعلق کردیا گیا دوسرا کام اسکے پاس تعمیرات کا تھا جسمیں بہت کچھ ملنے کا سہارا لگتا تھا -

شرکیں سڑک مدرسہ - اسی کے اہتمام میں تعمیر ہوتے تھے وہ ہر سال بیدریغ روپیہ انہیں غبن کرتا تھا اگر دو چار روپیہ خرچ ہوتے تو سیکڑوں کا فرضی حساب مرتب ہوا کرتا اور ... کیا جاتا اس قسم میں پچھلے تحصیلدار بھی شریک تھے کیونکہ تنہا محرر متفرقات اور چپراسیان ایسی کثیر رقم مشکل سے ہضم کرسکتے تھے میر دیانت حسین نے اپنی تحصیل کے لیے دو منظور شدہ ٹھیکہ دار مقرر کرلیے اور تمام کام اماقی میں کرانا بند کردیا سب کام ٹھیکہ داروں کے ذریعہ سے ہونا شروع کیا اور تمام حکم دیدیا کہ ٹھیکہ داروں کو روپیہ دینے میں فرا دیر نکیجائے اور وہ کسی طرح تنگ نہ کیے جائیں انکے کام کی نگرانی کی درخواست ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ سے کی انہوں نے بڑی مسرت سے منظور کیا اور خود بھی کام دیکھنا شروع کیا اسطرح اس رقم کا بھی انسداد کیا -

اسکے علاوہ اور متفرق رقمیں تھیں مثلاً نیلام، نشانات یا تحریر اظہارات مقدمہ وغیرہ جمعبندی ... یہ کام میر دیانت حسین نے اپنے روبرو کرانا شروع کیا اس سے آمدنی بالکل انسداد ہوئی تو خلاصہ یہ محرر متفرقات کی آمدنی کم ہوگئی ایک قسم محرر متفرقات کی یہ بھی تھی کہ چپراسیان کو تقسیم احکام میں اپنے حصہ کا لگا رکھتا تھا جن احکام میں کچھ ملنے والا ہوتا زیادہ اپنے چپراسیان کو دیتا تھا جو اس سے ملے ہوئے تھے اور جو کام قیمت انکی تنخواہ سے دیتے تھے اور خشک احکام عام چپراسیوں کو ملتے تھے یہ کام میر دیانت حسین نے جمعدار تحصیل کے سپرد کیا اور جمعدار ہی کا کام ہر مہینہ میں بطریق قرعہ اندازی انکوں نے چپراسیان سے لینا شروع کیا لہذا اسطرح سے اس رقم کا بھی انسداد ہوا -

واصلباقی نویس کی رقوم اور انکا انسداد

واصلباقی نویس کو تحصیل میں واقعی اس قسم کی

آمدنی ہو جسکا انسداد بڑی مشکل سے ہوسکتا ہو فی موضع ایک روپیہ ہر قسط مین واصلباقی نویس کو ضرور ملتا ہو اور یہ رقم اتنے زمانے سے جاری ہو کہ اب اُسکا نام حق رسوم پڑگیا اور معمولی حالت کے زمیندار تک اس سے انکار نہین کرتے عرض ارسال مرتب کرنا واصلباقی نویس کا کام ہو جبتک دستخط واصلباقی نویس نہو تحویلدار روپیہ نہین لے سکتا اور جن دنون تھوڑا کام ہو کچھ نگرانی بھی واصلباقی نویس کی ہوسکتی ہو مگر قسط کے ایام مین جب دو دو تین تین سو آدمی ایکدن روپیہ داخل کرنے ٹوٹ پڑتے ہین تب کوئی انتظام ممکن نہین ہوسکتا کیونکہ واصلباقی نویس صرف تنہا اہلکار منجانب گورنمنٹ مقرر ہو نہ اسکو کوئی مددگار دیا گیا ہے نہ نائب۔ اس بھیڑ مین وہ بہت واجبی جواب ہر ایک شکایت کا جو منجانب زمینداران پیش ہو دیسکتا ہو۔ میر دیانت حسین نے نہایت ہی غور کے بعد حسب ذیل انتظامات تجویز کیے۔

اول یہ کہ زمینداران کو اجازت دیجائے کہ وہ اپنا روپیہ مالگزاری بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ بھیجا کرین اور اسکی نسبت پوری توجہ میر دیانت حسین نے کی اور واقعی یہ طریقہ حکام کو ایسا پسند ہوا کہ بہت اضلاع مین جاری ہوگیا ممالک مغربی شمالی مین پنڈت سالگرام صاحب بہادر کی کوشش سے یہ محکمہ بہت عروج پر ہو۔ اور مسٹر دیانت حسین کی کوشش سے فیروزنگر بھی اس سے مستفید ہوچلا۔ دوسرے ایام قسط مین تین چار مددگار رقم طلبانہ سے مقرر کرنے کی انھون نے اجازت حاصل کی اور دن بھر مین تین چار مرتبہ وہ اپنے اجلاس سے اٹھکر سررشتہ واصلباقی نویس مین جاتے اور زمینداران سے دریافت کرتے کہ کوئی بے عنوانی تو نہین ہوئی اگر کوئی شکایت کرتا اسکا فوراً بندوبست کرتے اور سوا اپنے فشن کے زمینداران کے اور سب یہ رقوم دینا مسدود کردیا عرض ارسال چھپی ہوئی سرکار سے مفت ملتی تھی اسکی قیمت لیجاتی تھی وہ بھی روک دی تھی واصلباقی نویس کے سررشتہ کے متعلق اور بہت کچھ کہنا ہو لیکن چونکہ مصنف نے ایک واصلباقی نویس کے ہاتھ سے خود سخت دھوکا کھایا ہو اسکی طوالت مین لوگون کو خیال ہوگا کہ وہ اپنی بیتی کہہ رہا ہو لہذا اس سے احتراز کیا جاتا ہو۔

سیاہہ نویس اور تحویلدار

سیاہہ نویس اور تحویلدار کے ہاتھون غریب رعایا کے بچانے کی بہت آسان تدبیر تھی۔ اول یہ کہ تحویلدار کو عملہ کو قرض نہ دینے دے اور نہ تحصیلدار خود کبھی حیلتاً صحبتاً تحویلدار سے ایک حبہ قرض لے۔ دوسرے تحویلدار اور سیاہہ نویس اور پولیس گارڈ مین جہانتک ممکن ہو اتفاق نہونے دے اس سے ایک دوسرے کے خوف سے کوئی بے عنوانی کی جرات نہین ہوسکتی۔ تیسرے دن مین دو تین مرتبہ تحصیلدار کو وقتاً فوقتاً خزانہ مین جاکر روپیہ شمار کرنا چاہیے اگر حساب سے ایک پیسہ بھی زیادہ نکلے تو تحویلدار سے بازپرس کرنا چاہیے کیونکہ تحویلدار لوگ ہر روز تحصیل کی تھیلی سے باندھکر گھر لیجاتے ہین۔ چوتھے سیاہہ نویس اور زمیندارون مین صرف تعلق رسید کا ہو اسکی نسبت ڈاک مین رسید بھیجنے کا بندوبست کرنا چاہیے تاکہ بیچارے مالگزار رسید کے انتظار مین تباہ نہون اور یہی ایک ذریعہ ہو جو سیاہہ نویس کے مظالم کا باعث ہو۔

مسٹر دیانت حسین نے بہت غور کے بعد یہ کل انتظامات شروع کیے اور وہ اسمین بہت کامیاب ہوئے۔

محرر جوڈیشل

اس تحصیل مین محرر جوڈیشل واقعی غضب اندھیر مچائے ہوئے تھے اسکا سبب یہ ہی تھا جو پہلے ہم کہہ چکے ہین کوئی درخواست جبتک محرر جوڈیشل اور اسکے محرران کی بھینٹ کے ساتھ نہ پیش کیجائے گذرنا دشوار تھا کسی مقدمہ کی تاریخ جبتک ایک روپیہ بھینٹ نہ دیجائے کسی اہل مقدمہ کو معلوم ہونا غیر ممکن تھا جو غریب نہین دیتے تھے انکے مقدمہ مین غلط تاریخ بتلا دیتا تھا اور تاریخ معینہ پر عدم پیروی یا یکطرفہ فیصلہ مقدمات ہوجاتے تھے اسکا انسداد آسانی ممکن تھا وہی میر دیانت حسین نے کیا یعنی کاز لسٹ مقدمات کی نقل روزمرہ دروازہ عدالت پر شیشہ کے صندوق مین لٹکی رہتی تھی اور جملہ مقدمات کی تاریخ اہل مقدمہ اور وکلا کو بلا توسط محرر جوڈیشل معلوم ہوسکتی تھی اور اسپر سخت تاکید کی گئی کہ جملہ مقدمات روزمرہ آئینی پیش ہوجایا کرین اجلاس پر محرر جوڈیشل کا جھلانا میر دیانت حسین نے مسدود کردیا سب اظہار اپنے ہاتھ سے لکھتے تمام استغاثہ اپنے ہاتھ سے لیتے تھے اور تاریخ خود مقرر کرتے تھے امانت لگان کے چیک خود مرتب کرتے اور اپنے روبرو روپیہ تقسیم کرتے تھے۔

میر دیانت حسین نے کوئی رسوخ محرر جوڈیشل کو نہین جمنے دیا اور تمام رعایا پر ثابت کردکھایا کہ اسکو کوئی اختیار نہین ہے باوجودیکہ میر دیانت حسین کی اسقدر احتیاط اور کوشش تھی لیکن محرر جوڈیشل صاحب کی عنایت سے وہ بھی نہ بچے میر دیانت حسین فوجداری مقدمات خارج بہت کرتے تھے مقدمہ پیش ہوا اور بیدوائی کی ہدایت کردی جب محرر جوڈیشل نے یہ رنگ دیکھ لیا تو ملزمان سے ٹھہرانا شروع کردیا اور اسکی وجہ یہ تھی اہل معاملہ بہت بر سوال محرر جوڈیشل کے واقفکار تھے انکو ذرا تامل اسمین نہین ہوا چونکہ ایسے مقدمات یہ خارج تو کر دیتے ہی تھے اب بھی حسب معمول وہ مقدمات خارج ہوگئے اس سے زمینداروں کو شک ہوا کہ محرر جوڈیشل کی معرفت شاید تحصیلدار بھی لیتے ہین جب اسکی اطلاع انکو ہوئی فوراً محرر جوڈیشل کو تبدیل کرادیا تب ہزار خرابی کسیقدر رشوت کا تحصیل مین انسداد ہوا یہ سب تو ہوا لیکن اسکا نتیجہ کیا ہوا میر دیانت حسین نے انکو بتیس دانتون مین زبان بنا لیا تمام عمال تحصیل انکے جانی دشمن ہوگئے ایکدن ہنوز وہ کچہری نہ آئے تھے کہ عملون مین یہ بات چیت ہوتی تھی

واصلباقی نویس۔ یار آجکل تو زمانہ بہت نازک ہورہا ہے لونڈے نے تو آفت ڈھائی ہے۔

سیاہہ نویس۔ گنگا قسم پیشاب پاخانہ بند کردیا اگر تو کہو سے نہ موت۔

رجسٹرار قانونگو۔ ع۔ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد
دیکھو تو ہوتا کیا ہے۔

محرر متفرقات۔ بھائی جان چڑھت حاکم اترت گرہ بہت کٹھن ہوت ہے۔

سیاہہ نویس۔ مد اخیراتی ہے کہ سررشتہ دار صاحب سے انسے ناہین بنت ہے جب موقع ملے اس کچھ دیجے کہ میان کا ستھنا ڈھیلا ہوجاے۔

واصلباقی نویس۔ بھائی چپ رہو زمانہ نازک ہے دیکھیے اس انقلاب کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

رجسٹرار۔ نتیجہ کیا ہے دو چار روز مین کوئی گل کھلیگا۔

محرر جوڈیشل۔ میری تقدیر دیکھیے مجھکو کیا دکھلاتی ہے اچھا خاصا مسلم پور مین تھا اب اس بلا مین مبتلا ہون خدا عزت آبرو سے نباہ دے تو بہت غنیمت ہے۔

سیاہہ نویس۔ اگر ہم سب ایکدل ہوجائین تو …

ایکدن چلانا دشوار ہو جاے مدام لوگ یہان اتفاق تو سچ نا ہین دیکھو شیخ سعدی کیا کہہ گئے ہین کہ – ع –

دو دل یک شود بشکند کوہ را

حساب نویس – آپ اسقدر خوف کیون ہین ہم لوگ کی امداد کا سررشتہ دار صاحب تیار ہین –

محرر متفرقات – تو یہی انسب ہے کہ انسے صلاح لیجائے اور جو وہ حکم دین کیا جاے –

باب ہشتم

مسٹر ہریسن کا فیروز نگر آنا

مسٹر پٹرسن کے جانے کے دو روز بعد [illegible] مسٹر ہریسن تشریف لائے کسی کو ٹھیک تاریخ معلوم نہ تھی اسوجہ سے کوئی استقبال کو نہین گیا تھا پرن لال اتفاقاً اسدن کسی ضرورت سے اسٹیشن گئے تھے اور جیسے ہی ہریسن صاحب ریل سے اترے فوراً جاکر سلام کیا اور یہ فساد لگایا کہ سب کو آپکی اطلاع تھی مگر کوئی نہین آیا –

صاحب – اور تحصیلدار بھی نہین آیا –

سررشتہ دار – وہ جنٹلمین ہین انکو استقبال وغیرہ سے نفرت ہے انکا قول ہے کہ کلکٹر اور ہم سب ملکہ معظمہ کے نوکر ہین پھر کیا فرق ہے –

صاحب – کیا نام ہے اسکا –

سررشتہ دار – دیانت حسین – انکا باپ باغی سرکار تھا –

صاحب – کتنے روز سے تحصیلدار ہے –

سررشتہ دار – ابھی حال مین تو ہوے ہین – اور بڑی آفت چپار رکھی ہے کام بھی اچھی طرح نہین چلتا – اس فقرے کا مسٹر ہریسن کے دل مین اتنا بڑا اثر ہوا کہ وہ اسی وقت سے دیانت حسین کے خلاف ہوگئے رستہ مین جابجا انھون نے وہ تختیان دیکھین جو مسٹر پٹرسن کی بدلی مین لگائی گئی تھین راستہ مین ایک جگہ انکی نظر پہنچی گئی تھی کہ ہمکو سوا مسٹر پٹرسن کے کوئی نہین جانتا پہچانتا صاحب نے اپنی گاڑی روک لی اور پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہے اتفاق سے وہ تختی میر دیانت حسین کے مکان کے قریب لگی ہوئی تھی – اسکو سنکر صاحب اور بھی برافروختہ ہوے بنگلے پر پہونچتے ہی چپراسیون سے دیانت حسین کے حالات دریافت کیے چپراسی انسے جیسا خوش تھے ظاہر ہے کبھی ایک پیسا کسی چپراسی کو انعام نہین دیا اور ہمیشہ بہت ہی ذلت سے چپراسیون سے پیش آتے تھے –

کسی چپراسی – حضور وہ ابھی لڑکے ہین بمشکل بائیس برس کی عمر ہے پٹرسن صاحب کی مہربانی سے تحصیلدار ہوگئے ہین مزاج غرور بہت ہے کسی کی کوئی ہستی نہین سمجھتے اور اپنے کو لگاتے بہت ہین –

صاحب – ول رام خیاون تم سب حال ہمکو ضلع کا بتلایا کرنا ہم بہت خوش ہوتا ہے –

رام خیاون – بہت اچھا خداوند نعمت –

قبل اسکے کہ اور حالات بیان ہون مصنف کو ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ انصاف کے ساتھ مسٹر ہریسن کی خلقی عادات ناظرین سے بتلاوے –

مسٹر ہریسن ایک نوجوان تیز مزاج انگریز تھے اخلاق بہت وسیع تھا لیکن کسیقدر ناتجربہ کار تھے عام راے کا بہت خیال رکھتے تھے اور اسی کے ذریعہ وہ ہر شخص سے ملاقات اور سرگوشی کو سمجھتے تھے چپراسیون کی بہت خاطر کرتے تھے اور اپنی نیکی کے سبب سے انمین اتنا مادہ نہ تھا کہ جھوٹ سچ کو تمیز کرسکتے انکے مزاج مین عجلت بہت تھی اور اسوجہ سے اکثر وہ ایسی بیڈھنگیان کر بیٹھتے تھے

اگر جب سے لوگون کو بہت نقصان پہونچتا تھا چونکہ ضلع کا کام کبھی کیا نہ تھا اسوجہ سے وہ اپنے سررشتہ دار کے ہمیشہ پیچھے رہا کرتے تھے اور پرون لال کی سیل والی ملاقات کا انکے دل پر اتنا بڑا اثر ہوا تھا کہ انکے ذہن مین پرون لال سے زیادہ کسی کی وقعت نہ تھی رفتہ رفتہ مسٹر ہریسن کی مخبر نہیان مشہور ہوئین اور اب ہر شخص کو انکے یہان جانے کی جرات ہوئی اور جوق جوق ملاقاتی جانے لگے —

دوسرے روز بہت سے ملاقاتی آئے اور حسب ذیل ملاقاتین ہوئین —

اول ڈپٹی شوکت حسین صاحب ملے —

صاحب — ول ڈپٹی صاحب آپ کتنے دنون سے اس ضلع مین ہین —

ڈپٹی صاحب — حضور فدوی ساڑھے چار برس سے یہان ہے

صاحب — اس ضلع مین بہت گڑبڑ ہے —

ڈپٹی صاحب — پھر حضور تو واقف ہی ہین مین کیا التماس کرون —

صاحب — ہم سنتا ہی کوئی تحصیلدار یہان بہت غرور ہے —

ڈپٹی صاحب — حضور ہان وہ جیسے ہمارے قدیر حسین ستائے آفات ہوے میان دیانت حسین قائم مقام کیے گئے ابھی مزاج مین لڑکپن ہے اور مین کیا عرض کرون

صاحب — مگر سررشتہ دار یہان بہت اچھا معلوم ہوتا ہے

ڈپٹی صاحب — حضور ہان منشی پرون لال بہت لائق آدمی ہے انکی کیا بات ہے —

صاحب — اچھا ہم سب انتظام درست کر دیگا —

ڈپٹی صاحب — بیشک حضور سے یہی توقع ہے —

ڈپٹی صاحب رخصت ہوے اور منشی چھنگی لال صاحب تحصیلدار حسام پور پہونچے انسے بھی معمولی بات چیت ہوئی اور موقع پاکر انھون نے بھی دیانت حسین کی شکایت کی الغرض آمدن جتنے آدمی ملے سبھون نے دیانت حسین کی شکایتین کین اور اسکا بہت ہی بڑا اثر مسٹر ہریسن پر ہوا شامت اعمال سے جبدن مسٹر ہریسن نے اسی دن دیانت حسین کو بخار آگیا اور ایسا سخت بخار تھا کہ وہ پانچ چھ روز تک گھر سے باہر نہین نکلے مسٹر ہریسن ہر روز چپراسیون سے پوچھتے کہ تحصیلدار نہین آیا چونکہ وہ لوگ دیانت حسین سے انعام نہ پانے سے سب ناراض تھے انھون نے جھوٹ کہدیا کہ حضور کو کیا سمجھتے ہین وہ تو ہریسن صاحب کے گھمنڈ پر [illegible] ہین اسنے مسٹر ہریسن کو اور بھی دیانت حسین سے کشیدہ کر دیا پھر [illegible] پرون لال سے کل حال بیان کیا پرون لال بہت ہی خوش ہوا اور آتش آتش مین [illegible] صلاح کی کہ کسی [illegible] شریک ہے صاحب کو اور بھی انسے برہم کرنا چاہیے اور چپراسیون نے وعدہ بھی کر لیا تھا کہ بہت جلد سب انتظام درست کر دیا جائیگا صاحب کو آئے ہنوز ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ رام جیاون چپراسی اور پرون لال سررشتہ دار اور منشی شوکت حسین ڈپٹی کلکٹر صاحب کے منہ لگون مین شمار ہونے لگے اور یہ بات عام طور پر مشہور ہو گئی کہ انھین تینون آدمیون کو صاحب کے مزاج مین دخل ہے باقی اللہ اللہ خیر صلاح —

باب بست وہم

دیانت حسین اور مسٹر ہریسن کی ملاقات

دس بارہ روز بعد جب بقدر [illegible] دیانت حسین اچھے ہوے تو ہریسن صاحب کی ملاقات کو گئے برامدہ تک اپنی گاڑی لیگئے اور چپراسی کو اپنی ملاقات کا ٹکٹ دیکر صاحب کے [illegible]

رام پیارے نے ٹکٹ کو پھاڑ کے پھینک دیا اور کہا کہ ابھی صاحب بہادر دو گھنٹہ مین ملینگے اور آنے پر بھی کہا کہ تحصیلدار صاحب اب تیار ہین صاحب کا مزاج نہین ہے انکو ان باتون پر بہت غصہ آیا اور فورا بغیر ملے ہوے چلے گئے تحصیلدار صاحب نے گھر آکر اسی مضمون کی چٹھی ہربنس صاحب کو لکھی

"صاحب من - تسلیم آج صبح آپکے بنگلے پر ملنے کو گیا تھا رام پیارن چپراسی نے نہایت گستاخی سے میرا کارڈ آپ تک پہونچانے سے انکار کیا اور اسوجہ سے مین مجبوری واپس آیا مین شکر گذار ہونگا اگر آپ مجھسے ملنے کا کوئی وقت مقرر فرمائیے اور اس چپراسی کی اس حرکت کی بھی کوئی سزا تجویز فرمائیے ہندوستانی شرفا کے ساتھ ایسی بے تہذیبی چپراسیون کو مناسب نہین اور اس سے ہملوگون کو بہت صدمہ پہونچتا ہے - آپکا فرمانبردار دیانت حسین"

اس چٹھی کو پاتے ہی صاحب نے لالہ پیرون لال سے مخاطب ہوکر یون گفتگو کی -

صاحب - ول پیرون لال یہ تحصیلدار کیسا آدمی ہے ہمارے ملنے کو گیا اور بغیر ملے لوٹ آیا -

پیرون لال - حضور آدمی تو لائق ہین مگر مزاج مین کسیقدر مشیخت ضرور ہے -

رام پیارن چپراسی - جسوقت تحصیلدار صاحب آئے تھے حضور غسل خانہ مین تھے تابعدار نے ہر چند کہا کہ ایک لمحہ بھر ٹھہر جائیے مگر ایک نمانا اور فورا لوٹ گئے اور آج انھون نے حضور ایک ایسی نئی بات کی ہے جو کبھی نہین ہوئی -

پیرون لال - ہان تابعدار نے بھی سنا وہ گاڑی لیے ہمارے تک چلے گئے ایسی گستاخی تو ڈپٹی لوگ نہین کرتے ہین -

رام پیارن - آخر حضور ڈپٹی شوکت حسین بھی تو ہین وہ ہمیشہ احاطہ باہر گاڑی سے اتر تے ہین -

صاحب - ہم سب سمجھ گیا - اچھا تم اس چٹھی پر یہ حکم فارسی مین لکھدو -

"حکم ہوا کہ"

"یہ واپسی اسکے تحصیلدار کو لکھا جائے کہ وہ کل ساڑھے دس بجے ہمارے بنگلے پر حاضر ہون اور ایسی ضعیف بات کے لیے انکو چپراسی کی شکایت کرنا زیبا نہین تھا"

اس حکم کو پاکر میر دیانت حسین بہت ہی خفیف ہوے تمام شہر مین طرح طرح سے اسکا تذکرہ ہوا پیرون لال وغیرہ بغلین بجاتے تھے اور میر دیانت حسین اتنے رنجیدہ تھے کہ شاید اگر وہ نوکری پیشہ نہوتے اور کوئی بھی جائداد انکی ہوتی تو وہ استعفا دیدیتے مگر مجبور تھے بیچارے کچھ کرتے دھرتے نہ بنتا تھا دوسرے دن ساڑھے دس بجے صاحب سے ملنے گئے -

دیانت حسین - آداب عرض -

صاحب - سلام صاحب - ول آپ تحصیلدار ہے

دیانت حسین - جی ہان -

صاحب - آپ مجھسے ملنے کیون نہین آیا -

دیانت حسین - مجھے بخار آگیا تھا اسوجہ سے مین حاضر نہین ہوا تھا -

صاحب - اچھا آپ ہر روز ہمارے بنگلے پر آیا کیجیے اور شہر کی صفائی کی بابت مجھسے مشورہ کیا کیجیے -

دیانت حسین - بہت بہتر -

صاحب - اچھا اب آپ رخصت ہون ویٹر من صاحب کو جو کوئی چٹھی لکھیے گا تو ہمارا سلام لکھ دیجیے گا -

میر دیانت حسین وہان سے رخصت ہوے مگر اس آخیر فقرہ کو بہت دیر سوچتے رہے کہ کس مطلب سے استعمال کیا گیا آن شریب کو یہ خبر نہ تھی کہ ہمارے لوگون کا پورا جوڑ چل چکا ہے اور اب مسٹر ہریسن سے تغیر کا بانی کرنا بہت مشکل کام تھا

باب بست و دوم

دیانت حسین اور انسداد رشوت

جیسے ہی میر دیانت حسین اپنی تحصیل مین حسب دلخواہ انسداد رشوت کر چکے انکو یہ شوق چرایا کہ تمام ضلع مین رشوت کا انسداد ہو جاے انکے خیال مین یہ کوئی بہت مشکل اور ناشدنی امر نہ تھا مسٹر ڈلن اسسٹنٹ کمشنر انکے ہم خیال تھے اور گو مسٹر ہریسن موجود نہ تھے لیکن انھین یہ پورا بھروسا تھا کہ وہ بھی اسمین انکے شریک ہونگے انھون نے آخیر ہفتہ کے لیے ایک نوٹس شائع کیا کہ ٹون ہال مین سب صاحب تشریف لائین اور چند امور نسبت انسداد رشوت پیش کیے جائینگے - چنانچہ بوقت معینہ ٹون ہال مین بہت لوگ جمع ہوے تمام معززین شہر و کلا رؤسا حکام ہندوستانی تشریف رکھتے تھے اور لالہ پیرون لال ڈپٹی برجلال اور ڈپٹی شوکت حسین و مسٹر ڈلن صاحب بہادر بھی رونق افروز تھے مسٹر ہریسن باوجود اطلاع تشریف نہین لائے تھے سب سے پہلے میر دیانت حسین صاحب اُٹھے اور انھون نے حسب ذیل تقریر کی -

جنٹلمین - آج ہم لوگ اس غرض سے یہان جمع ہوے ہین کہ اپنے ملک کی دشمن - قوم کی دشمن - ترقی کی دشمن - اعتبار کی دشمن رشوت کے انسداد کی کوئی تدبیر باہمی صلاح سے نکالین - اسمین کچھ شک نہین کہ یہ ایک بہت مشکل کام ہے اور غالباً بہت سے دوست میری اس کوشش کو جنون یا مالیخولیا سمجھے ہونگے مگر جنٹلمین نہ مین سڑی ہون نہ سودائی نہ مجھے جنون ہے نہ مالیخولیا البتہ مجھے ایک دلی سچی ہمدردی اپنی قوم کی نسبت ہے کہ وہ دیکھکر میرا دل ہوا ہے اور جو اسے جنون کی حد تک پہونچ گیا ہے مگر یہ وہ جنون ہے کہ جسکو مین ہزار عقل سے افضل اور ہزار صحت سے بہتر جانتا ہون مین نے ایک ایسے کام کا بیڑا اٹھایا ہے جسکو مین خود جانتا ہون کہ سہل نہین لیکن اس سے کیا یہ ضرور ہے کہ مین اپنی ہمت ہار بیٹھون اور پیرون کو توڑکر چپ چاپ بیٹھون نہین ہرگز نہین جنٹلمین یقین کیجیے کہ اگر آپ لوگ میری مدد فرمائین اور سب میرے ہم خیال ہو جائین تو یہ رشوت اسطرح دور ہو کہ گویا کبھی تھی ہی نہین - ہمت عجب چیز ہے اور کسی فارسی شاعر کا یہ شعر بے شبہ قابل قدر ہے -

شعر

ہمت بلند دار کہ مردان روزگار
از ہمت بلند بجائی رسیدہ اند

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

یہ مین تسلیم کرتا ہون کہ رشوت ایک ایسی پرانی چیز ہے جو ابتداے آفرینش سے اب تک مختلف رنگون مین مختلف پیرایون مین رائج رہی ہزارون فوجی افسرون نے رشوت لیکر اپنے بادشاہون کے ملک کھو دیے ہزارون گناہگار رشوت کے سبب سے تعزیر سے بچ گئے ہزارون بیگناہ رشوت کی بدولت پھانسیان پا گئے ہزارون امیر غریب ہو گئے اور ہزارون محتاج رشوت کی بدولت امیر الامرا بن گئے یہ سب کچھ تو ہوا لیکن کیا اس سے یہ ضرور ہے کہ ہم اسکو قدیم سمجھکر کوئی اچھی بات سمجھ لین اور اسکے بجنسہ رہنے کی تمنا کرین (نہین نہین) جنٹلمین مین کوئی واعظ یا مولوی نہین ہون جو اسے جلسہ مین مذہبی دلائل سے رشوت کی برائیان ثابت کرون مگر اتنا ضرور کہونگا کہ ہمارے خدا اور سب

رشوت کے [illegible] رشوت کے سبب اور [illegible]
اور [illegible] تھی اور [illegible] دونوں کو جس [illegible] مبتلا پایا ہے [illegible] پہنچایا
چاہتا ہوں کہ [illegible] سبب یا ملت فرقہ [illegible] وہ ایسا کہیں
کہ [illegible] رشوت کی [illegible] مخالفت ہو [illegible]
اسی صورت دیکھنا یہ امر ہے کہ ہندوستان میں رشوت
کیوں زیادہ رائج ہے اسکے اسباب چند ہیں [illegible]
[illegible] لوگوں میں سوسائٹی کا کوئی قانون نہیں [illegible]
[illegible] میں بلا امتیاز [illegible] ہیں اسکے [illegible]
نقصانات پیدا ہوتے ہیں سوسائٹی [illegible]
[illegible] ہندوؤں میں [illegible]
[illegible] جرم ہے [illegible]
[illegible] شخص ارتکاب کرتا ہے اور اگر کرتا بھی [illegible]
ابھی تک ہماری قوم میں سوسائٹی کا [illegible]
اور یہی سبب ہے کہ [illegible] کرنے میں کسی [illegible]
ادنی سے ادنی درجے کے اہلکار رشوت کی وجہ سے تمام
شوکت سے رہتے ہیں [illegible] سوسائٹی [illegible] کوئی قانون
[illegible] ہوتے ہیں انکو [illegible]
[illegible] رشوت نہ لینے [illegible]
ہندوستانی [illegible] ہیں اور آنکا [illegible]
خدا [illegible] ایک ہندوستانی بھائی سے رشوت لینا
[illegible] ہم اپنے ایک بھائی کی [illegible]
[illegible] کھلتے [illegible] ایجاد [illegible]
[illegible] بہت کچھ [illegible]
[illegible] ریزولیوشن تجویز
کرتا ہوں کہ سب اہلکار [illegible] خواہ ہندو ہوں یا مسلمان
[illegible] پیشہ کے [illegible] ہوں [illegible]
حلف اٹھائیں کہ وہ آیندہ سے [illegible] رشوت نہ لینگے

اور جو شخص رشوت لیتا ہوا ہے اس حلف کے [illegible]
[illegible] قطعی آیندہ رشوت خوری ترک کردی [illegible]
یہ خدمت [illegible] حلف [illegible]
مسلمانوں کو [illegible] رشوت کی نسبت [illegible]
[illegible] حلف لیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ
[illegible] اس قسم [illegible]
اس [illegible] ہوتا تھا کہ مسٹر [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible]
[illegible] اگر قسمیں نہیں [illegible]
[illegible] ایمان [illegible] ہیں اور اگر قسمیں کھاتے [illegible]
تو کام چلنے کی امید نہیں۔
میر دیانت حسین کے بعد [illegible] بہادر [illegible] لالہ [illegible]
صاحب [illegible] اٹھے اور انھوں نے بھی [illegible]
ایزاد کیا [illegible] وکلا اور مختاروں کو بھی حلف اٹھانا چاہیے
کہ وہ لوگ بھی حکام کو رشوت نہ دلاویں۔
الغرض بہت لوگوں نے شوق سے اور بہت لوگوں نے
شرما شرمی اپنی اپنی مذہبی قسمیں کھائیں [illegible]
کے ممبر [illegible] ڈپٹی برج لال صاحب نے بھی حلف لیا اور
[illegible] رشوت ترک کردی لیکن [illegible]
ڈپٹی کلکٹر اور [illegible] لال صاحب سررشتہ دار کلکٹری نے
حلف نہیں اٹھایا اور یہ عذر کیا کہ وہ لوگ آج بغیر
[illegible] کے حلف اٹھانے سے [illegible] ہیں جب جلسہ [illegible]
ختم تھا مسٹر [illegible] نے ایک بہت ہی پر اثر تقریر کی اور
میر دیانت حسین کی قابلیت اور ایمانداری کی بڑی
تعریف کی اور انکا شکریہ تجویز کیا چنانچہ بعد ادائے
شکریہ جلسہ برخاست ہوا۔

... پڑنے ہونے مین بھاگنے کا کام دیا اور پھر بانی حسین
تنخواہ دار ان کو دو بیہوا بیرحمی پیدا ہوگئی انھون نے بھی قطعی طور پر
تجویز کرلیا تھا کہ یہان آنا جانا بند کر دیا جاوے درمیان مین
چرچا ہوا کہ ان سے صاحب کلکٹر کا دل پیدا ہوا اور اس کے بعد
... عام شہرت کی یہ تھی کہ کام جمع بندی
... ڈاکٹر تھے ہماوردیانت حسین ایسے
کبھی ... اور ... کی ... پر لکھا جا
چونکہ ڈپٹی صاحب ایک نالش مین ایک خیر اندیش
اور ... کی شرکت سے انکار ہے
اس ... ڈپٹی صاحب ... اور بشیر
الدین ... دیانت حسین کو بہت کچھ برا بھلا کہا لالہ پروان لال
سے بھی ... اس معاملہ ... ہی اور
رام چاولن ... کبھی ... گیا اور آپ بھی کچھ ... مین

باب بست و سوم

لالہ پروان لال کی سرشتہ داری

مسٹر ہریسن کے آتے ہی ضلع کا رنگ بدل گیا یا تو
ضلع مین دیانت حسین ہی دیانت حسین تھے اور یا اب
پروان لال کا طوطی بولنے لگا تمام عمال جو وقت دربار داری
کرتے تھے ڈپٹی کلکٹر ... پروان لال کے یہان آتے
جاتے تھے ... دیانت حسین
سرگرم خوشامد تھے ... کرتے ... لیکن
سب ہی ... تحصیلدارون کے پاس
آتے لیکن ... لالہ پروان لال سرشتہ داری کے ...
کھانے لگے تمام عمال کی ... اور ... مسٹر ہریسن نے
پروان لال کے ہاتھ مین ... رکھی تھی اور پروان لال
تمام ضلع کو آنکھ بند کرکے لوٹتے تھے رام چاولن ...

اور ... پروان لال ...
اور ... کی برائیان کرکے پروان لال ... کو ...
اور یہ تو الیف گویا ... چوتھی پروان لال ...
تھوڑے ہی زمانے مین ... کوئی ...
ہوتی آسکا ... کیا جاتا ... ثبت ... کو
کامیاب ہوتا یہ ممکن ہی نہ تھا ... پروان لال کے ...
کوئی شخص ضلع مین ... پانے ... ہوا ... ایسے ...
ناک ... تھے کہ پروان لال ... آنکھ ... پر
تھا اور سب تحصیلدارون نے پروان لال کو ...
کرلیا تھا لیکن بیچارے دیانت حسین اپنی دیانت ...
کی بدولت ... ہی پہنچ ... کوئی
آنکی ایسی نہ ہوتی جیسے کوئی ... صدر ...
اسی وجہ سے دیانت حسین نے عام طور پر ...
اور خاص کر ... چاکری کے بارہ مین ... کرنا ...
کر دیا تھا ... کی بھی اگر ... خالی ہوتی تو ...
تھے ... تحصیل مین کوئی ... مقرر ...
لہذا صدر سے عوض تجویز کیا جاوے۔

پروان لال کا آفتاب اقبال اس حد کو پہنچا
کہ آج انکا شل لیاقت شرافت اور ... کی ...
دوسرا ... آتا تھا - اتفاقیہ ... کی ... تحصیلدار ...
... ہوئی فیروز ... اور ... بھی ...
خود فیصل دیکھنے کا ارادہ کیا اور ... ان دونون
تحصیلون مین ... تحصیل ...
وہان منشی ... لال صاحب تحصیلدار ...
ہر طرح عمال اور چپراسیون کی ...
ایک ایک مہینہ کی تنخواہ ... اور ...
جناب سرشتہ دار صاحب نذر لیے اور اسی طرح ...

اور بلانا ان صاحب کلکٹر بہادر کو دعوت مین حیثیت
نذر کیا۔ رام جیاون چپراسی کا زور بھی قابل دید تھا وہ بھی
ایک خدائی فوجدار بنا ہوا تھا تمام لوگ تحصیلدار اوسکا
سب آپ سے ڈرتے تھے اسکا سبب یہ تھا کہ مسٹر ہریسن نے
اپنے سیدھے پن سے اسکو اس درجہ سر چڑھا لیا تھا کہ آپنے
سب کی عافیت تنگ کر دی تھی لالہ چرونجی لال صاحب کے
اجلاس مین ایکدن وہ کسی ضرورت سے گیا تحصیلدار نے
سرِ اجلاس کرسی پر بٹھلایا اور بہت تعظیم کی جیسے وہ صاحب کلکٹر
کا تیلا رام ہو بیچارے چرونجی لال کا غضب یہ
ایمان تھا ... داری کرتے کرتے انکا پھیر بگڑ گیا لیکن انکی
محنت ٹھکانے لگی اور سب لوگ حسام پور سے راضی گئے
اور رستے مین ... موقع سے چرونجی لال کی تعریف بھی
مسٹر ہریسن تک پہنچائی اور اسکا یہ اثر ہوا کہ باوجودیکہ
چرونجی لال کی نسبت مسٹر ہریسن بہت ہی خراب لکھ گئے
تھے لیکن ... صاحب نے کچھ بھی خیال نکیا۔

دو دن ... کوچ ہوا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کا لشکر بمقام
کرنل گنج آیا۔ سنامہ تحصیل فیروزنگر مین ایک شورش ہو گئی تھی
اور ایام شناسی مین بھی دیہات چکلہ دار اور ناظم سب ٹھہرا
کرتے تھے مسٹر دیانت حسین کا پورا ارادہ تھا کہ وہ خود
کرنل گنج نہ جاتے لیکن دفعتاً صاحب کلکٹر کا پروانہ آیا
جسکا یہ مضمون تھا کہ کل ہمارا مقام کرنل گنج مین ہوگا تحصیلدار
خود مع سپروایزر تھانہ دار لشکر مین حاضر ہون اس سبب سے
یہ مجبور ہوئے اور علی الصباح روانہ کرنل گنج ہوئے۔

صبح سویرے سے لشکر کے لوگ آنے شروع ہوئے
چپراسیون نے سب سامان جمع کر رکھا تھا ہر شے افراط تھی
سب کو بہت ... سے دیکھی ہر چند سب چیزین موجود تھین
لیکن ... لوگون نے چرونجی لال کی ... پاکر ایک
بارہ بیچا دیا۔

بہشتی۔ حضور ہماری مشک ٹوٹ گئی ہے ایک موچی بھیجدیجیے
بیرا۔ صاحب کا بوٹ میلا ہو گیا ہے بوٹ کی سیاہی کہین سے
منگوا دیجیے۔

خانساماں۔ شکر باورچی خانہ مین نہین ہے تیلا بھاجی کا
تیل منگوا دیجیے۔

رام جیاون۔ صاحب نے حکم دیا ہے کہ اسوقت
چار کوڑی کپڑے آختہ منگوا دیجیے اور جو دام ہو دیا جائیگا
ایک منٹ مین چار فرمایشون کی بوچھار بیچارے دیانت حسین پر
ہوئی ہنوز وہ اسکا بندوبست بھی نکرنے پائے تھے کہ سائیس دوڑا ہوا
آیا اور کہا کہ حضور صاحب کی تمتم کا بم ٹوٹ گیا ہے ایک
بڑھئی اور لوہار اور ستھری کی لکڑی بھی ... منگوا دیجیے کہ
جسمین آج شام تک تیار ہو جائے۔

میر دیانت حسین کے آتے ہوتے ہواس غائب ہوے
اور وہ بیچارے اس فکر مین ہوئے کہ اے خدا کیونکر آج
بیڑا پار ہوتا ہے۔ آنکو حیرت تھی کہ یکبارگی ہمین سب
آفتین نازل ہوئین مشک بھی پھٹ گئی سیاہی کی ڈبیہ
بھی جاتی رہی بکیٹرون کی بھی آج ہی ضرورت ہوئی
شکر بھی آج ہی کم ہوئی اور سب پر طرہ یہ کہ تمتم کا بم بھی
آج ہی ٹوٹا دیانت حسین چپراسیون کو بلاکر سلیقے سے
حکم دے رہے تھے کہ رام جیاون نے دوسری ڈانٹ
بتائی کہ تحصیلدار صاحب ذرا جلد ہی کیجیے گا یہ ... صاحب کا
زمانہ نہین ہے ہمارے صاحب تحصیلدارون کو کان پکڑ کے
نکالدیتے ہین یہ فقرہ سن کر جو رنج میر دیانت حسین کو
ہوا ہوگا اسکو ناظرین بخوبی اندازہ کر سکتے ہین لیکن
بیچارے کرتے تو کیا کرتے آنکے مقدر کی طرح آنکے ستارہ
زمانہ فرنٹ تھا ... اتواں مین زبان ہوتے تھے

ایسی حالت میں سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ یا برداشت کرنے
اور یا ترک تعلق کر دیں نوکری کے سوا کوئی معاش نہ تھی
اسلیے بیچارے سب انگیز کرتے تھے اور بیکر ٹال دیتے تھے
ادھر تو یہ انتظام میں مصروف تھے اور وہاں کا قصہ سنیے
مسٹر ہربین اپنے شامیانہ میں بیٹھے ہوے کچھ لکھ رہے تھے
رام جیاون چپراسی۔ گھراؤ بیرا۔ اور رمضان خانساماں
تینوں قنات کے پاس بیٹھے اور اسطرح باتیں شروع کیں
کہ مسٹر ہربین اچھی طرح سن سکتے۔

گھراؤ بیرا۔ آج تو خانساماں جی بڑا گجب (غضب) ہو گیا تھا بڑی کھیر (خیر) ہوئی نہیں رام جیاون کو پیڑ توڑ ڈالتا۔

خانساماں - گسہ (غصہ) تو مجکو ایسا آیا تھا کہ میں آپے میں نہ رہا تھا مگر صاحب کے مزاج کو ڈر گیا۔

رام جیاون - بھائی تمھیں انصاف کرو میری کیا خطا تھی جب ہمارے صاحب کو دیکھیے بدولت عیش کرتے ہیں ہمارے بال بچے پرورش پاتے ہیں انکو اپنی بلایت (ولایت) کا جنگلی بتائے تو ہمکو کیسے گسہ نہ آئے

گھراو - نہیں وہ اپنے لوگانے سبھی بہت ہیں اپنے برا ایسیکو سمجھت ہیں۔

خانساماں - ابھی وہ راجہ ہیں تو اپنے گھر کے لاٹ ہیں تو اپنے گھر کے ہم جسکا نمک کھاتے ہیں وہی ہمارا لاٹ ہے

رام جیاون - اگر منشی پرون لال وہاں ہوتے تو بڑا گجب ہو جاتا پرون لال کو بھی بڑا رنج ہوا۔ دیکھو کیسا آدمی ہے کسی سے ایک جیہ ادا نہیں لیتے بھئی دیکھیے بات کرو کہیں صاحب نہ سن لیں جو غضب ہو جائے۔

مسٹر ہربین نے اس گفتگو کو بہت ہی کان لگا کر سنا آنسے اتنا بھی ضبط نہ ہو سکا کہ کچھ بھی سکوت کرتے انھوں نے فورًا آواز دی کہ یہاں آؤ۔

رام جیاون - حاضر غریب پرور۔

صاحب - ول تمسے آج کس سے لڑائی ہوا۔

رام جیاون - حجور کسی سے نہیں۔

صاحب - ول سچ بتلاؤ کچھ ڈرنے کا بات نہیں

رام جیاون - (بہت ہی خوف زدہ صورت بناکر اور تھر تھر کانپ کر) حجور میری عادت کسی کی چغلی کی نہیں آج پچیس برس حجور لوگوں کی اردلی میں گذرا کسیکی لگائی بجھائی نہیں کی آگے حجور مائی باپ ہیں

صاحب - ول ہم پوچھتا ہے اور تم نہیں بتاتا۔ بول حرامزادہ اسٹُپڈ فول۔

رام جیاون - حجور مالک ہیں میں کیا بتاؤں راجہ لیاقت حسین کے بڑا جو کھیلدا ہیں تو کو بلاتا کا جنگلی بتاتے تھے اور کوئی انگریزی کتاب پڑھ پڑھ کر سناتے تھے کہ صاحب اس دیس کے جنگلی ہیں تابعدار اور منشی پرون لال کو بڑا ملیم ہوا مگر حجور کے ڈر سے چپ ہو رہے اب حجور حکم دیں تو تابعدار اپنا ہیوں او انکا ہیوں ایک کرے۔

صاحب - اوہ اچھا کچھ پروا کا بات نہیں اگر وہ یہاں آوے تو تم اس سے عداوت کرو کیونکہ وہ ایسا ڈیٹیا ہو جنگلی ہمارا ہے اسکا ملنا کچھ ضرور نہیں۔ انہیں تم ابھی اس سے کہو کہ ہمارا لشکر سے چلا جاوے۔

مسٹر ہربین کو اس بات کا اتنا رنج ہوا کہ وہ اپنے خیمہ میں ٹہلنے لگے اور بار بار دانت پیستے تھے جسکا اگر انکا بس چلتا تو اسوقت دیانت حسین کو گولی مار دیتے مسٹر ہربین کے رنج کے دو سبب تھے اول تو وہ کسیقدر وحشی بل یقین تھے جو جب سے لندن آئے یقین کر لیتے تھے

اور نیز وہ اپنی عزت بہت چاہتے تھے اسطرح ایک
ہندوستانی کا انکو ذلیل بنانا سخت ناگوار ہوا۔
اور رام جیاون شیر کی طرح دیکھتا ہوا آہستگی کو دیا
شمشیر ... ان لالٰی کی جھولداری میں گیا اور اسے
کہہ کر ... کہا ایک ... سے تھوڑے مقصد انکا
اور ... تحصیلدار صاحب پاس آیا اور کہا آج
اس وقت تک ... یہان چپراسی لوگ سب
... اور صاحب کہا کہ اسوقت سے
پانی کی ... دوست نہیں ان غریب کو کیا خبر تھی کہ
... یہان ... ہی ہین یہ تو اس ... کو بہت
غنیمت سمجھے کہ جو دن نے گٹھری لی بیگاریون نے
... پانی یہ فوراً اسی وقت ... گھر چلے آئے
اور ... انتظام رسد کے لیے چھوڑ آئے جیسے ہی
دیانت حسین سوار ہوئے رام جیاون صاحب کے پاس آیا۔
رام جیاون ۔ حضور کہہ دیا۔
صاحب ۔ کیا کہہ دیا۔
رام جیاون ۔ ایسے حضور کے خود تو پوچھین انکے
...
صاحب ۔ دل لگا کہا تم ہمارا ... مت کرو صاف
صاف بتلاؤ۔
رام جیاون ۔ کہین گیا گھوڑے پر سوار ہو
... کہا البتہ بولے کہ ہم بھی ان کی کیا پروا کرتے ہین
بلیات ... یہان جو چاہین سو حکومت کرین بلایت
مین ملکہ ... کا پاخانہ صاف کرتے کرتے ہاتھ گھس گئے ہونگے
صاحب ۔ اچھا ہم سمجھ لیگا ۔ رام جیاون اب تم
پورا پورا حال اس بدمعاش تحصیلدار کا بتلاؤ۔
رام جیاون ۔ بہت خوب حضور۔

ناظرین اسکو خود سمجھ سکتے ہونگے کہ اس تحصیلدار ...
یا چپراسی سے کچھ نہ ملا ہوگا اور سب لوگ ...
اور یہ بھی میر دیانت حسین کے خلاف ہوگئے ہونگے۔

باب بست و پنجم

دیانت سے مصیبتین

دفعتاً زمانہ نے پلٹا کھایا اور ایک ... کی دیانت بیان
اور ... کی ان ... کی خبرین مشہور ہو چلی تھین
دیانت حسین جو ... صاحب ڈپٹی کمشنر سے ملنے گئے
لیکن وہ ہمیشہ انکا ادب کرتے تھے اور ان غریب ...
ہوتا تھا۔ انکے ہر کام پر اعتراضات شروع ہوے انکا
ہر فیصلہ منسوخ ہونا شروع ہوا کوئی سیدھی بات بھی
یہ کرتے تو اسپر بدنما اعتراض ہوتے تھے یہ رنگ دیکھکر
انکے عمال بھی انسے ... ہوگئے اول تو یون ہی آپسے
ناراض تھے اسپر طرہ یہ ہوا کہ مسٹر ... کی ناراضی نے
اور بھی سب کو گستاخ اور بے ڈر کردیا چپراسی تک انکا
حکم نہ مانتے تھے اور جب یہ کسی پر ناراض ہوتے تو وہ
ایسا گستاخ جواب دیتا کہ یہ بیچارے اپنا سا منہ لیکر
رہجاتے نہ انکو یہ امید تھی کہ انکی کوئی شکایت اثرپذیر
ہوگی نہ انکو یہ توقع تھی کہ انکی کسی رپورٹ پر کوئی توجہ
ہوگی انھون نے اپنی ان سب مصائب کا حال مسٹر
... کو لکھا تھا مگر انھون نے یہی جواب دیا کہ سچائی
ہمیشہ فتحیاب رہتی ہے تمکو ذرا بھی اس انقلاب سے متفکر
نہونا چاہیے خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔
بیچارے ایسے پریشان تھے کہ نہ انکا کوئی یار مددگار تھا
نہ کوئی دوست غمخوار تحصیل منصفی پولیس ۔ محکمہ ...
فوجداری ہر محکمے کے لوگ انکی دیانت کے سبب انکے

جانی دشمن اور تشنہ خون ہو رہے تھے سٹر برس بھی آپسے
سخت ناراض تھے اور اس ناراضی کے سبب سے مختلف
موقعوں پر وہ میر دیانت حسین کو ذلتیں دے چکے تھے
مستاجروں سے انکو تکلیف تھی استعارہ بھی آپ جا بجا میں
زحمت پر جانے والے تھے یہ ایک دوسرا اندیشہ
انکے واسطے پیدا ہوگیا تھا اس سے اچھا موقع دشمنوں کو
اپنی دلی عداوت نکالنے کا مل گیا تھا لہذا ایک دن
لالہ پرون لال کے مکان پر یہ کمیٹی ہوئی شیخ قدرت حسین
تحصیلدار موقوف شدہ - مولوی شوکت حسین ڈپٹی کلکٹر
لالہ پرون لال صاحب سررشتہ دار - لالہ پھبو دیال صاحب
سیاہ نویس تحصیل - یہ چاروں آدمی ایک تخلیہ میں
بہت دیر تک باتیں کرتے رہے تھوڑی دیر کے بعد
پھبو دیال وہاں سے نکلے اور ایک چپراسی کو بھیجا
کہ بچا سنگھ زمیندار ترارت پور کو بلا لاؤ - بچا سنگھ
اس تحصیل میں ایک مشہور شریر آدمی تھا معہ اپنے معاون
اپنے اختیار میں تھے جو چاہتا سو کر ڈالتا تھا وہ اور
اسکے گروہ کے لوگ چوریاں کرنے جاتے اور بعد بارہ
خانات میں لاتے تھے علاوہ اسکے آپس میں جوان لیکچے
الاں ٹانٹ ہوئی پچاس پچاس دیہہ میں بچا سنگھ کا
غول مدد کے لیے جاتا تھا بچا سنگھ ایسا شریر آدمی تھا
کہ اسکو اپنی آبرو کھو دینے میں کچھ باک نہ تھا اور جرأت بھی
اتنا تھا کہ اسکو اپنی جان کی بھی پروا نہ تھی راجہ
لیاقت حسین خان اور بچا سنگھ میں ایک قدیم عداوت
بابت زمینداری کے تھی اور اکثر راجہ صاحب مرحوم
اس سے خائف رہا کرتے تھے اور وہ راجہ صاحب سے
دیانت حسین جب تحصیلدار ہوئے تو بچا سنگھ بہت ہی
ڈرا کہ یہ اپنے باپ کے وقت کی کسر نکالیں گے دیانت حسین

اس دیانت کے آدمی نہ تھے کہ وہ کوئی اس قسم کا فعل
کرتے جو خلاف ایمان ہوتا تھوڑی دیر میں بچا سنگھ آیا
اور اس سے بھی تخلیہ میں کچھ باتیں ہوئیں اور لوٹیاں میں
گنگا جل منگایا گیا - معلوم نہیں کہ کسنے کسنے حلف لیا
تھوڑی دیر میں سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے -

دوسرے روز گیارہ بجے دن راجہ صاحب بحیثیت حاکم کے
اجلاس میں سوال جواب ہو رہا تھا اور درخواستوں کے
ایک بھیڑ بھی [illegible] نکلی

بچا سنگھ ساکن موضع ترارت پور [illegible] مستغیث

بنام

راجہ سید دیانت حسین تحصیلدار [illegible] ملزم

جرم دفعہ [illegible] - تاریخ وقوع جرم [illegible]
وقت نو بجے دن

غریب پرور سلامت - عرض استغاثہ یہ ہے
کہ مستغیث موضع ترارت پور کا زمیندار و نمبردار ہے
چنانچہ مستغیث نے اپنی اصل مالگزاری بابت قسط
[illegible] آج تحصیل میں [illegible]
[illegible] مستغیث کے [illegible] ملزم نے جو کہ تحصیلدار
تحصیل [illegible] ہے [illegible] مستغیث کو
[illegible] معلوم [illegible] بلایا اور
[illegible] مالگزاری طلب کی مستغیث نے عرض کیا
کہ میں [illegible] اپنی [illegible] کل مالگزاری
بذریعہ منی آرڈر ادا کر چکا ہوں دوسرے [illegible]
واسطہ نہیں [illegible] مستغیث
دینے سے انکار [illegible] ملزم کو غصہ آیا [illegible]
دو تین گھونسے [illegible] مستغیث کے مارے [illegible]
دانت مستغیث کے ٹوٹ گئے [illegible]

بے آپ وہ اِنہ بیٹھا رکھا شام کو جب چپراسیان وغیرہ کو یان تحصیل اپنے کھانے پکانے مین مصروف ہوئے مستغیث وہان سے اپنی جان بچا کر تھانہ مین آیا اور تھانہ مین جب سماعت نہوئی تب بذریعہ درخواست ہذا ملتجی ہون کہ تدارک ملزم حسب دفعہ ۳۴۲ تعزیرات ہند فرمایا جاوے۔

عرضی فدوی بچا سنگہ معرفت ۱۲ - دسمبر

صاحب مجسٹریٹ بہادر نے اظہار تحریر فرمایا اور چٹھی کے ذریعہ سے ڈاکٹر کے پاس واسطے ملاحظہ کے بھیجا اتفاق کی بات دیکھیے کہ ڈاکٹر مکڈیری آئی ایم ایس تشریف لے گئے تھے اور اسسٹنٹ سرجن انچارج تھا اسکو اور لالہ پیرون لال سے نہایت دوستی تھی اور انکو دیانت حسین سے بغض تھا یہ موقع ان لوگون کو بہت اچھا ہاتھ لگا اور اسسٹنٹ سرجن سے رپورٹ حسب دلخواہ لکھوا دی۔

رپورٹ ڈاکٹر

مین نے بچا سنگہ کو ملاحظہ کیا اسکے دو دانت سامنے کے ٹوٹ گئے ہین اور چوٹ سامنے کی ہے اور کسی لاٹھی وغیرہ آدمی کے گھونسے کی ہے اور دماغ مین بھی کچھ صدمہ پہونچا ہے اور مونھ پر ڈیڑھ انچ چوڑا اور ڈیڑھ انچ گہرا اور ایک انچ لانبا پھٹ گیا ہے یہ ضرب ہماری راے مین سنگین ہے۔

ساڑھے تین بجے ڈاکٹر کی رپورٹ پہونچی جبتک اسپتال سے رپورٹ نہین آئی مسٹر برسن نے دو تین مرتبہ اسکو دریافت کیا اور جسوقت سے یہ درخواست گذری وہ مارے خوشی کے پھولے نہین سماتے تھے جب رپورٹ آئی انکو بہت غور سے پڑھا - دل میں تو بڑا بھاری معاملہ ہے سررشتہ دار سے کہا اور دوسرے دن صبح کے لیے حسب دفعہ ۳۲۵ - سیالکوٹ میر دیانت حسین کو بذریعہ سمن اپنے اجلاس مین طلب کیا اور گواہان ثبوت کے لیے کورٹ انسپکٹر کو ہدایت کی کہ حاضر کرے یہ سمن ساڑھے پانچ بجے شام کو اسی روز میر دیانت حسین پر تعمیل کیا گیا اسکو دیکھتے ہی دیانت حسین کو ایک سخت حیرت ہوئی یہ دیکھتے کہ یہ سمن کسی اور کے نام کا ہے دھوکے سے انکے پاس لایا گیا ہے لیکن جب غور سے پڑھا تو معلوم ہوا کہ نہین انھین کے نام ہے انھون نے مسکرا کر سمن لے لیا اور دوسرے پرت پر دستخط کر دیئے اب تمام شہر مین دوسرے دن صبح کے لیے تیاریان ہو رہی ہین میر دیانت حسین تنہا تو وہین تھے کہ دوستون کا کیا معاملہ ہے وہ خوب سمجھتے تھے کہ نہ انھون نے کسی کو مارا نہ کسی کے دانت توڑے اتنے مین انکے چند احباب آئے۔

ایک - جناب سید صاحب ہمنے سنا آپ پر ایک نالش ہوئی ہے۔

دیانت حسین - ہان بھائی میرے پاس ابھی سمن آیا ہے مگر امر سمجھ مین نہین آتا۔

دوسرے - قبلہ یہ کمینے کے سب ہین - بھلا بچا سنگہ کی یہ مجال تھی کہ وہ کوئی حرکت اس قسم کی کرے مگر - ع -

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

خدا اب بھی ہوشیار ہو جایئے -

تیسرے - یہ مقدمہ ڈپٹی شوکت حسین و پیرون لال کی صلاح سے ہوا ہے -

دیانت حسین - نہین جی انکو بھلا کون ایسی غرض تھی کہ وہ خواہ مخواہ ایسا طوفان کھڑا کرتے -

جناب - آپ تو انھین باتون سے خراب ہوتے ہین آپ اتنا نہین سمجھتے کہ بچا سنگہ کی اتنی جرات ہو سکتی ہے -

ایک حضرت آپ اسکو وکیل کرنے کی فکر کیجیے صاحب قبلہ آپ سے بڑھکر ہین خدا خیر کرے۔

دیانت حسین۔ بھائی صاحب آپکی ہمیشہ ظریف رہتی ہے حق کا راضی انت نہین مین اپنے معاملات مین ہمیشہ خدا کو وکیل کیا کرتا ہون۔ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ۔

دوسرے دن دس بجے مسٹر ہربین اپنے اجلاس پر آئے اور آتے ہی بچیا سنگہ بنام سید دیانت حسین والا مقدمہ پیش ہوا منجانب بچیا سنگہ مسٹر لا بیرسٹر اور لالہ مدن موہن مع لالہ گوری لال بابو انبا پرشاد وغیرہ وغیرہ قریب تیس چالیس آدمیون کے وکیل و مختار تھے غریب دیانت حسین کی جانب اسوقت تک کوئی نہ تھی مگر دو تین مسلمان خدا پرست ادھر ادھر لگے ہوے تھے کہ اگر ضرورت ہوگی تو وکالتنامہ داخل کرینگے تمام کچہری وکیلون سے کھچا کھچ بھری تھی اور یہ عجب بات ہے کہ کچہری کی خبر اتنی جلد مشہور ہوتی ہے کہ سمجھ مین نہین آتی بہت سے دور دور کے زمیندار اور رئیس اس مقدمہ کی خبر سنکر آئے تھے اور سب کچہری کے گرد جمع تھے تمام لوگ بچیا سنگہ پر لعنت ملامت کرتے تھے فیروز نگر کی عدالت مجسٹریٹی مین یہ دوسرا تھیٹر تھا جسمین ایک قصیدہ اسٹیج پر آتا ہے لیکن اس تھیٹر اور اس تھیٹر مین زمین آسمان کا فرق تھا اسمین ایک بے ایمان ظالم۔ اتنی جلد بلند رتبہ پاتا اور اسکی ذلتین دیکھ دیکھکر پبلک کو مسرت ہوتی تھی اور اسمین ایک عالی خاندان تعلیم یافتہ مہذب قوم اور متدین شخص ملزم ہے اور اسکی ذلیلی پر تمام زمانہ رو رہا ہے اسمین اسٹیج منیجر ایک منصف مزاج اور سمجھدار شخص تھا جو اچھی ہندوستان سے واقف تھا اور اسمین ایک تجربہ کار خود سر آدمی ہے کہ جسکو یہ بھی نہین معلوم ہے کسطرح انگریز دانان سے سلوک کیا جاتا ہے۔

گیارہ بجے مستغیث کا اظہار شروع ہوا آپنے ٹھیک ٹھیک بابت اپنے استغاثہ کے مطابق اظہار دیا اسکے بعد لالہ پربھو دیال سیاہہ نویس۔ امانت محمد متفرقات اور پنڈت کاشی ناتھ نائب تحصیلدار اور چند چپراسیان تحصیل کا بطور گواہان ثبوت اظہار ہوا ان لوگون نے بھی بڑی طراری سے گواہی دی جب پنڈت کاشی ناتھ کا اظہار ہوا تو اسوقت میر دیانت حسین البتہ کسیقدر بدحواس ہوے اور وہ اب سمجھے کہ کیا ہوا ہے اور کہانتک اسکا نتیجہ ہوگا انکو بدحواس دیکھا بابو ایشور پرشاد وکیل ہائیکورٹ اور مولوی قمر علی وکیل نے فوراً دیانت حسین کی طرف سے وکالتنامہ داخل کیا اور اسطرحسے سوالات جرح کیے کہ بالکل شہادت ایک دوسرے سے مختلف ہو گئی اور پنڈت کاشی ناتھ کے اظہار سے یہ بات بھی اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ ان لوگون کو مسٹر ہربین کی ناراضی کا اور ڈپٹی شوکت حسین کی خفگی کا پورا پورا علم ہو گیا تھا بیان سے بھی یہ امر مشکوک ہو گیا کہ سید دیانت حسین سے جسم اور قوت کا آدمی ایسی چوٹ نہین پہونچا سکتا تھا مگر صاحب مجسٹریٹ کی راے مین فرد جرم مرتب کرنا ضروری معلوم ہوا اور انھون نے سید دیانت حسین کا جواب تحریری شروع کیا۔

مین نے ہرگز بچیا سنگہ کو نہین مارا ہے اسکا میری تحصیل مین آنا ناگزیر ضرورت لیکن اسنے امسال اپنی مالگذاری نہ بذریعہ منی آرڈر نہین بھیجی بلکہ اسنے خود ۲۴ نومبر کو تحصیل مین داخل کیا اسکا دوسرا بھائی دانہال سنگہ بھی اپنی مالگذاری ۲۸ نومبر کو داخل کر چکا ۔ ۱۱ دسمبر کو مین نے ہرگز بچیا سنگہ کو نہین طلب کیا اور نہ مین نے اسکو دیکھا ۱۱ دسمبر کو دن بھر صبح سے دو بجے تک مسٹر ہربین کے ساتھ تھا انکی سواری کا انتظام کرتا تھا اور ریل تک انکو پہونچانے گیا تھا جھوٹی

نہ استعفا دیتے مجھ پر کیا سبب تھا کہ نہیں دیتے بلکہ اصلی وجہ یہ بھی
بدقسمتی اس محکمہ کی ناواقفی اور رعیت مظلوم دوستوں کی
[illegible] باقی ہے۔

صاحب — اچھا ہم اس متعلق بات نہیں سننا چاہتا۔

دیانت حسین — بہت اچھا آپ جیسے یہاں آپ کے کانوں کو بالا دیہاتی فریاد سے اطلاع دینا نہیں چاہتا۔

صاحب — اچھا تمہارا الوان لیا جاوے۔

جواب — بابو کیشب چندر ہیڈ اسسٹنٹ ماسٹر اور ہیڈ مولوی نہیں بنا تھا۔

الغرض میر دیانت حسین نے آئم نویسی کو [illegible] استعمال کیا اور [illegible] بابو کیشب [illegible] اسسٹنٹ ماسٹر اور [illegible] کا نام لکھا صاحب [illegible] نہایت [illegible] مسٹر ولکاک صاحب کرنا [illegible] کہا کہ صاحب [illegible] آپ مقدمہ کو [illegible] اس کے بیان سے انکار کرتے ہیں کیونکہ [illegible] معلوم ہوتا۔ اچھا اسسٹنٹ ماسٹر [illegible] [illegible] مقدمہ [illegible] [illegible] کی ضمانت [illegible] کی ضمانت [illegible] اور سب لوگ اٹھ اٹھ کر چلے گئے۔

دوسرے دن جب میر دیانت حسین کا مقدمہ پیش ہوا تو [illegible] اسی دن [illegible] دیکھنے کو بہت لوگ گئے میر دیانت حسین کے مقدمے کا سب تذکرہ [illegible] کوئی [illegible] پوچھتے تھے کہ تحصیلدار [illegible] مقدمہ اصلیت کیا ہے [illegible] چلا یا تفصیل ذیل میں بتاتے ہیں۔

ڈپٹی شوکت حسین — حضور مقدمہ کے سچ ہونے میں [illegible] فرانسیس [illegible] میر دیانت حسین کو [illegible] ایماندار آدمی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضور نہیں [illegible]

چودھری لال — حضور [illegible] حضور [illegible] [illegible] میر دیانت حسین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کر دیا۔

شیخ عبدالرحمن اوکل [illegible] حضور [illegible] [illegible]

کرم خان انسپکٹر [illegible] حضور [illegible] تحصیلدار صاحب [illegible] [illegible] حضور کے انصاف کی [illegible] میں [illegible] سررشتہ دار ایماندار آدمی ہیں۔

چودھری انسپکٹر فیروز نگر — حضور [illegible] تحصیلدار صاحب [illegible] کیا کسی کو [illegible] سمجھتے تھے حضور [illegible] ہندوستانی [illegible] انگریزی کپڑے پہننے میں اپنے برابر کسی کو نہیں لگاتے ایسے ہی قائم گنج میں میاں ولدار علی تحصیلدار بھی بہت ان کے پڑھے رہتے تھے کمشنر صاحب [illegible] خود

بیلی بھیجی یا سب جج نے تاریخ کو بھول گئے حضور اب لالہ
پیرون لال کو تحصیلدار کر دین آپ سے بہتر دوسرا شخص ضلع
مین نہین ہے۔

ناظرین خیال کرنے کا مقام ہے کہ کسطرح ہندوستانی
لوگون نے محض مسٹر ہریسن کی جھوٹی خوشامد مین پیرون لال
کی تعریف اور غریب دیانت حسین کی برائی کی مسٹر ہریسن کو
پورے طور پر مقدمہ کی اصلیت کا یقین ہوگیا اسکے صاحب
موصوف نے مزاجی عداوت اور تحصیلداری کا انتظام بھی
کر دیا کرم خان انسپکٹر تھانہ اور انسپکٹر پولیس سے
کسی طرح میر دیانت حسین کو کوئی عداوت یا لالہ
پیرون لال سے کوئی خصوصیت نہ تھی لیکن فقط اپنی ترقی
ہو رہا تھا کہ لوگ مسٹر ہریسن سے ملتے جلتے تھے اور انکے
خوش کرنے کو حسب منشاء انکے باتین کرتے تھے۔

اس مقدمہ کا گھر گھر چرچا ہوتا تھا اور ہزارہا آدمی
رعایا اور بہت سادات بدعا کرتے تھے کہ خدا دیانت حسین کی
ساتھی ہو انکی مقصومی ہر شخص کے زبان زد تھی لیکن
تمام اعلی و ادنی ملازمان سرکار کو یہ فکر تھی کہ دیانت بحال
نہ ہو جائے بابو کیرت چند نے میر دیانت حسین کو صلاح دی
کہ مقدمہ منتقل کرا لیا جاوے گو میر دیانت حسین کہتے تھے
کہ سچائی ہمیشہ کامیاب رہتی ہے

تو پاک باش برادر مدار از کس باک زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

لیکن بابو صاحب نے یہ فرمایا کہ دنیا عالم اسباب ہے اور اس
کلجگ مین ہمیشہ سچائی نہین چلتی حاکم برہم ہو گیا ہے
مقدمہ کا منتقل ہو جانا ہی بہتر ہے جناب ... کے لیے
بابو صاحب نے انصاف نہ ہو جانے کا قصد کیا ... اسٹیشن
پہونچے ریل چھوٹ گئی اور اسوقت جو صدمہ کیرت چند کو
ہوا وہ شاید آنکو کبھی نہین ہوا تھا غرض بابو صاحب نے

صاحب کمشنر جج کے یہان تار دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ
میر دیانت حسین تحصیلدار بلا قصور مبتلاے مصیبت ہین
مسٹر ہریسن برسر پرخاش ہین مقدمہ منتقل کر دیجیے۔
اس تار کا یہ جواب آیا کہ تار کی درخواست پر مقدمہ
منتقل نہین ہو سکتا ہے سائل کو اپیل کا حق پہنچتا ہے غرض
دوسرے روز پھر دس بجے مقدمہ پیش ہوا اس روز کا
ہجوم تماشائیون کی ریل پیل دیکھنے سے تعلق رکھتی
تھا سے میر دیانت حسین کی والدہ خود پالکی مین سوار
ہو کر کچہری آئی تھین ہر چند دیانت حسین نے منع کیا تھا
لیکن انھون نے نہ مانا پالکی ایک درخت کے نیچے رکھی
ہوئی تھی ہزارون آدمی دست بدعا تھے اے خدا اس
بیکس اور بے پر رحم کر صاحب کے آتے ہی مقدمہ پیش ہوا
پہلے بابو کشب چندر سین کا اظہار شروع ہوا۔

مین فیروزنگر کا اسٹیشن ماسٹر ہون اسروز جب مسٹر ولسن
دو بجے کی ریل مین سوار ہو گئے تھے اور ایک بجے اسٹیشن پر
آئے تھے سید دیانت حسین اور مسٹر ڈلن ایک ہی گاڑی مین
آئے تھے اور جبتک مسٹر ڈلن سوار نہین ہو گئے
اسٹیشن پر رہے اس سے پیشتر کا مین کچھ حال نہین جانتا
خانساماں نے بھی یہی بیان کیا - بعد اختتام شہادت
گواہان صفائی وکلائے فریقین نے تقریرین کین
مسٹر لائر بہت ہی تھوڑی دیر گفتگو کر کے بیٹھ گئے
اور لوگون سے آہستہ سے یہ کہا کہ ایک بیگناہ کے معاملے
مین مجبور ہون زبان یاری نہین دیتی - انکے بعد
مسٹر کیرت چند نے بڑی فصاحت کے ساتھ دو گھنٹے تک
بحث کی اور ہر پہلو سے اس مقدمہ کو بنایا ہوا ثابت کیا
لیکن حضور مسٹر ہریسن صاحب بہادر سے لوگون نے
مقدمہ کی اصلیت اسطرح یقین دلائی تھی کہ وہ کچھ بھی

خیال نہ کرتے تھے اور آخر کار فریقین کی بحث سنکر منصف نے سید دیانت حسین کو مجرم قرار دیا اور ایک سال قید سخت اور پانچسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی اور یہ حکم سناکر خود اگاڑی مین سوار ہوکر بنگلے چلے گئے۔

باب بست و پنجم

قیدی دیانت حسین

ناظرین ایک مصنف کے لیے یہ بہت ہی سخت مقام ہے۔ افسوس اوہ یہی اور جنکے ہاتھون مین قیدیون کا زیور یعنی وہ ہتھکڑیان اور لوہے کی وزنی بیڑیان پہنے جن پیرون مین سونے کے کڑے بھی بوجھ تھے انہی وزنی بیڑیان جکڑی ہوئی ہین وہ نونہال گلشن اقبال جسکا باپ امیر ابن امیر اور جسکا دادا اسی شہر کا حکمران ہو وہ انقلاب زمانہ کی بدولت اس بیکسی سے جیلخانہ جاتا ہے سواری کی تیاریان تھین آپکے جیل جانے کی برات سج رہی ہے ہزارون بڈھے جوان عورت مرد سبھی سسرال پہونچانے کو ہمراہ ہین شور قیامت کے بدلے ہر طرف شور و بکا ہے اور ہر شخص مثل اخگر خاک اور بے خود سینہ زنی سے سینہ کبود ہے۔ آتشبازی کے بدلے چہرون پر ہوائیان شہنائی کے عوض لبون پر نالہ ہے اور گیتون کے عوض سب لوگ نالہ کنان ہین یہی وہ شخص جو آج کے ایکدن پہلے اس شہر کا حاکم فوجداری تھا جو خود مجرمون کو جیلخانے بھیجتا تھا آج خود قیدی بنا ہوا جا رہا ہے۔

میر دیانت حسین جسوقت سے قید کا حکم سنا ایک سکتہ کی حالت مین تھے نہ روتے تھے نہ چلاتے نہ باتین کرتے تھے نہ شور و غل مچاتے چپ چاپ سکوت کے عالم مین بار بار اپنے کو دیکھتے تھے اور خدا کی قدرت پر غور کرتے تھے جسوقت آنکو جیل لیجاتے تھے لارڈ بن لال کے اشارے سے پولیس نے آنکو شہر مین ہوکر لیجانا چاہا تھا ہنوز تھوڑی دور لیجانے پائے تھے کہ ہزارہا آدمیون کا ہجوم ہوا اور ہر ایک پھولون کی بارش آپ پر ہونے لگی جس راستے سے نکلتے سب ہاتھ اٹھا اٹھا کے پھول پھینکے جاتے تھے گورنمنٹ قانون کے طالبعلمون نے اسوقت ماتمی لباس پہنا اور ننگے پاؤن جیل تک پہونچانے کو انکے ہمراہ ہوئے تمام بازار والون نے دکانین بند کردین شہر مین ایک قیامت برپا ہوگئی تمام رئیس سارا شہر اس مظلوم قیدی کے ساتھ تھے گویا پھرتی تھی سے جیل کے دروازے تک آدمیون کا تانتا لگا ہوا تھا جیل کے پھاٹک پر آہ میر دیانت حسین نے سب کو آنسو بھری آنکھون سے دیکھا اور یہ کہا کہ

اب تو جاتے ہین تکدہ سے میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

ناظرین یون تو وہ کون فرد بشر تھا کہ جو اس بیگناہ قیدی سے پوری ہمدردی نہین رکھتا تھا وہ کون انسان تھا جسنے اس مصیبت پر رنج نہین کیا وہ کونسی آنکھ تھی جسنے اس غم مین آنسو نہین بہائے وہ کون سا جگر تھا جو اس ناگہان آفت پر شق نہین ہوا لیکن مان کی محبت بھی قیامت کی محبت ہوتی ہے اور بڈھی رانی صاحبہ کا حال بھی ایک عجیب حسرتناک واقعہ ہے۔ جیسے ہی رانی صاحبہ نے اپنے پوتے بیٹے کے قید ہونے کا حال سنا غش آگیا بیہوش ہوگئین تمام ماماؤن نے پالکی کے گرد ایک عجیب شور بپا کیا تھوڑی دیر مین خود بخود رانی صاحبہ ہوش مین آگئین اور یون رونا شروع کیا۔

رانی صاحبہ - میری جان اماں تمہاری ابھی تھوڑی
اختیار کی کہ زندان سدھارنے سے پہلے تم بھی اماں کو دیکھ
سکے تھے پھر دھر کہا - بیٹا میری زندگی کے دن پورے ہو گئے
میرا جینا تمہارے وقت تک تھا تمہارے ابا کے مرنے کے بعد
تمہیں دیکھ دیکھکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتی تھی ہائے ہائے چور اچکّے
دکھیا کو آج یہ وقت بھی ہونا پڑا - ارے لوگو میرے لال کو
مجھ تک تو لے آؤ - کہدو کہ اماں گور کنارے ہے آخری
دیدار تو دکھا جائیں پھر لعل دیکھنے کی ارمان تو رہی ہی
قیدی کے لباس میں تو اماں کو دیدار دکھا جاؤ - لوگو
دن دہاڑے ملکہ کے راج میں میری جیسی بے بس کی کمائی
لٹی جاتی ہے - میرے خاندان کا نام خاک میں ملا جاتا ہے
کیا لوگو قیدی ہونے سے آدمی سفید ہو جاتا ہے ارے مجھ
کم بخت سے میرا لال مجھے دیکھنے نہیں آتا -

ہر چند سب لوگ سمجھاتے تھے لیکن بڑی رانی صاحبہ کا
جی اور اُنھوں آنکھ [illegible] میں ملائے دیتے تھے اتنے میں
میر دیانت حسین نے لوگوں سے کہا کہ مجھے میری ماں کو
دکھا دو پہلے لوگوں نے پس و پیش کیا مگر پھر کچھ رحم آیا
اور میر دیانت حسین کو پالکی کے پاس جانے کی اجازت
دی - جیسے ہی میر دیانت حسین وہاں پہونچے رانی صاحبہ نے
پالکی سے لپککر اپنے لخت جگر کو چمٹا لیا اور اسطرح رونا
شروع کیا کہ اُف اُف بیٹا تم تو زندان سدھارتے ہو
مجھ نصیبوں جلی کو کسکے سپرد کیا میری کون خبر لیگا میں
کسکو دیکھکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرونگی - مجھے کون صبح اٹھکر
سلام کرنے آئیگا ہی ہی یہ گرمی ہے لو اور تم جیلخانہ سدھارو
بیٹا مجھکو بھی ساتھ لیتا چل"

دیانت حسین - اماں صبر کرو خدا مالک ہے جسنے
یہ مصیبت ڈالی ہے وہی اسکو دفع بھی کرنے والا ہے - اماں
خدا کے لیے پالکی میں جاؤ تمھارا اسطرح باہر نکل آنا مجھے [illegible] -

رانی صاحبہ - جب تمہیں زندان سدھارتے ہو تو میں اس
پردے کو لیکے کیا کرونگی میری عزت آبرو جب آج سب ہی کا تماشا
ہوا جاتا ہے تو ایک اکیلا پردہ رہا تو کیا -

اتنے میں کانسٹیبلوں نے زبردستی میر دیانت حسین کو [illegible]
ہٹا لیا اور جیل لیچلے - پھر تو اسوقت رانی صاحبہ نے جسطرح [illegible]
قیامت برپا کی ہے خیال کرنے سے آنسو نکل پڑتے ہیں -

ماماؤں نے بہزار خرابی پالکی میں بٹھلایا اور تمام [illegible]
راجہ منور علی خانصاحب نے حاضر ہو کر [illegible]
اور انکو یقین دلایا کہ آپ ذرا نہ گھبرائیے میر دیانت حسین پھر [illegible]
بری ہو جائینگے رانی صاحبہ [illegible]
انکی حالت دیکھکر ہر شخص بلبلا اٹھا تھوڑی دیر میں سید دیانت حسین کو
جیل میں لیگئے جب وہ اندر جانے لگے سب لوگوں [illegible]
بڑے زور سے انکی رہائی کی دعائیں مانگی گئیں

باب بیست [illegible]

دیانت حسین جیلخانے میں

جسوقت سید دیانت حسین جیل میں پہونچے تمام قیدیوں میں ایک [illegible]
پڑ گیا اور ہر شخص انکو دیکھنے دوڑا جیل میں [illegible] جب کوئی نیا
قیدی آتا ہے اسکو سب قیدی ملکر بلاوجہ گالیاں دیتے ہیں [illegible]
اور طرح طرح کی اذیت پہونچاتے ہیں [illegible] میر دیانت حسین [illegible]
اس قسم کی کوئی بے عنوانی کسی قیدی نے نہیں کی بلکہ
سب اشخاص نے انکی [illegible] حالت [illegible]
تھوڑی دیر میں انکے بال کاٹ لیے گئے سپاہی سے
انعام میں جو سرکار سے خلعت ملا ہوا تھا یعنی لباس [illegible]
انکو پہنایا گیا اور ایک کوٹھری رہنے کو جگہ دیدی -

دیانت حسین کے جیل میں آتے ہی [illegible]
عجب خیالی پلاؤ پکنے لگے -

داروغہ - واقعی بعد مدت یہ رشوت کی ہنڈیا ہاتھ آئی ہے
جتنی ہی اسکو اذیت آج پہونچیگی اتنا ہی کل فائدہ ہوگا -
جمن برقنداز - داروغہ صاحب آپ ذرا آنکھ بدل لیجیے
پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے پورا ایک توڑا نہ وصول ہو تو میرا نام
جمن خان نہ کہیے -
مدار خان برقنداز - نہیں حضور ایسا نہ فرمایئے
یہ بڑے رئیس کا بیٹا ہے - آج انکا دن بگڑ گیا تو آپ کو
تھوڑا رحم کرنا چاہیے -
داروغہ - اجی کیسا رئیس ایسا سا پاجی دوسرا دیکھا ہے
تمام زمانہ سر پر اٹھا لیا تھا - پوچھیے دنیا رشوت لیتی تھی
انکے باپ کا اجارہ تھا اس مردود سے میں جبتک اچھی طرح
نہ سے لونگا ہرگز نہ مانونگا -
جمن - اجی کیا یہ پٹرسن صاحب کا راج ہے - داروغہ صاحب
آپ بے لیے نہ چھوڑیے گا -
داروغہ - اجی دینگے اور بیچ کھیت دینگے نہیں تو کل ہی
چکی پر لگا دونگا سب اکڑی چکی میں ملجائیگی -
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں راجہ منور علی خان صاحب
آگئے اور داروغہ صاحب کو علیحدہ لیگئے -
راجہ صاحب - داروغہ صاحب آپ جانتے ہیں کہ
آج آپکے زندان میں ہمارا یوسف آیا ہے اسکی عزت
اسکا وقار اسکی بیگناہی اسکی بیقصوری کون کون بات کو
رووں آپکو معلوم ہے کہ تمام خلقت اسکے غم میں آج
ماتمی ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کو بھی اسسے
ہمدردی ہوگی بہرحال ایسا انتظام کیجیے کہ انکو تکلیف نہ ہونے پائے
داروغہ صاحب - راجہ صاحب آپ جانتے ہیں کہ حال
ہی میں پٹرسن صاحب تمام جیل کو درہم برہم کر چکے ہیں -
مسٹر پٹرسن صاحب کی جگہ پر بھی تحصیلدار صاحب سے ہو

وہ محتاج بیان نہیں البتہ وقت میں جناب سے اتنا عرض ہے
کیجیے بندہ اپنی نوکری میر دیانت حسین پر نثار نہیں کرسکتا -
راجہ صاحب - ایسا غضب نہ کیجیے - پھر کیا آپ کو
ترس نہیں آتا -
داروغہ صاحب - سنیے جناب یہ لوگ بغیر اپنا حق لیے
اس قسم کی کوئی بات نہیں کرسکتے ہیں کون بات آپ ہی
لوگ جب پھنسکا آتے ہیں تب ہوتی ہے اگر آپ کو منظور ہے
کہ دیانت حسین صاحب آرام سے رہیں تو ایک ہزار روپیہ
نیاز تقدیم کیجیے ورنہ کل سے چکی کا کام انسے لیا جائیگا -

راجہ صاحب کو اس بیہودہ تقریر پر اس درجہ غصہ آیا کہ
آنکی آنکھ سے آنسو گر پڑے لیکن بیچارے اسوقت کیا کرتے
ایک قیدی کے سفارشی بنکر اور سائل عرض ہوکر جیل کے
مالک کے سامنے گئے تھے سو اس قسم کے جواب کے اور
کیا توقع رکھ سکتے تھے انھوں نے بہت [illegible] دل
اور پر آب چشم سے یوں جواب دیا
راجہ صاحب - داروغہ صاحب مصیبت کے دن
ہمیشہ نہیں رہتے -
داروغہ - جناب ہم چند ہی روز میں کام تمام کر دینگے -
راجہ صاحب - جناب خدا نکرے اسکی نوبت کیوں
آنے لگی - میں جو آپ نے فرمایا ہے دینے کو حاضر ہوں اور
یہ پانچسو روپیہ نذر ہے قبول فرمایئے -
داروغہ صاحب نے خوشی خوشی راجہ صاحب کا عطیہ
قبول کیا اور راجہ صاحب کو اطمینان دلایا کہ میر دیانت حسین کو
کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی -
(داروغہ صاحب نے دفتر میں پہنچ آئے)
جمن - کہیے جناب کیا ٹھہری -
داروغہ - کچھ بھی نہیں - ہماری رائے میں بھی بیچارے

تحصیلدار واجب الرحم ہیں۔
نائب داروغہ۔ اسمین کچھ شبہ نہین۔ راجہ صاحب کے آل تو
رئیس دوسرے بخطا ہم سب کو انکی خدمت کرنا چاہیے۔
داروغہ۔ بخطا تو نہ کہو۔ میرے تو ایک ہی موذی لیکن تجھسے
کیا مطلب۔ ہماری خاطرداری تو اچھی طرح ہو گئی اب ہم
تکلیف نہ دینگے۔
نائب داروغہ۔ خاطرداری کیا معنی آپ انسے کچھ
متوقع ہیں۔
داروغہ۔ متوقع! واہ ہم تو دیکھو (نوٹ دکھلا کر)
یہ بھی آئے اور لطف یہ کہ بے کہے لیا اور پھر بھی تو اچھے
[illegible] ہوا دو ان تو سہی۔
نائب داروغہ۔ داروغہ صاحب میر دیانت حسین سے
لینا [illegible] اور واللہ آپ یہ روپیہ پھیر دیجیے
نہیں تو [illegible] ہو جائیگا۔
داروغہ۔ کیا آپ [illegible] کیجیے گا۔
نائب۔ اب میں کیا عرض کرون کہ کیا کرونگا [illegible]
دیانت حسین سے رشوت لیجائے۔ توبہ توبہ۔
الغرض اہلکاران جیل میں گو اکثر موذی۔ بدذات
بیرحم تھے لیکن نائب جیلر اور دو چار خداترس برقنداز
دیانت حسین کے ہمدرد بھی تھے۔
چنانچہ نائب داروغہ اور برقنداز میر دیانت حسین کے
پاس گئے دیکھا کہ وہ زمین پر بیٹھے چپ چاپ رو رہے ہیں
آنسو بے اختیار جاری ہیں۔ اور روتے روتے آنکھیں
سرخ ہو گئی تھیں بقول قلق ؎

روتے روتے سجائی ہیں آنکھیں
کوئی جانے کہ آئی ہیں آنکھیں

نائب جیلر۔ تحصیلدار صاحب آپ ہرگز رنج مت کیجیے یہ
مصیبت کٹ جائیگی ہم سب آپکی خدمت کو تیار ہیں شب کو
غریب خانہ سے جو کچھ نان و نمک آوے اسکو نوش فرمایئے
اور پلنگ میں بھی دونگا اسپر آرام کیجیے گا۔
برقنداز۔ حضور کو دیکھ دیکھ ہم سب رنجیدہ ہیں خدا انپر
رحم کرے گا۔
دیانت حسین۔ میں آپ لوگون کا از حد شکرگزار ہون
کہ مجھ بیکس مصیبت زدہ اسیر کی آپ اس گاڑھے وقت
میں بھی مہمان داری فرماتے ہیں لیکن اب خیال کیجیے
اگر میری قسمت میں یہ مصیبت نہ ہوتی تو [illegible]
میں خدا [illegible] نہیں [illegible] جو اسکی مرضی ہے وہ [illegible]
برداشت کرونگا۔
نائب جیلر۔ اجی جناب یہ آپ کیا فرماتے ہیں [illegible]
کچھ [illegible] نہیں [illegible] کو پلنگ اٹھوا دیا جائیگا ڈاکٹر صاحب
آنے تک [illegible] اس طرح رہنا ہوگا اسکے بعد آپ [illegible]
[illegible] منور علی خان بھی آئے تھے اور
سب انتظام [illegible]
دیانت [illegible] منشی صاحب یہ کتنی شرم کی بات ہے
کہ آدمی [illegible] ہو اس سے چوری کوئی کام کرے
جسطرح [illegible] ہیں اسطرح میں بھی رہونگا
اگر وہ جو کی [illegible] کھائینگے تو میں بھی وہی کھاؤنگا
مجھے شرک [illegible] شرک کو چھوڑونگا جنکی سوا [illegible]
اب تو میں قیدی ہوں [illegible] ضرور قیدی بنکر رہونگا اور قیدیوں
کی طرح رہونگا۔
سب لوگ [illegible] دردناک تقریر سنکر رو گئے اور
نہایت اصرار کیا کہ آپ خدا پر بھروسہ کیجیے وہ ضرور رحم کریگا
یہان [illegible] لال سے کسی نے خبر پہنچا دی کہ راجہ
منور علیخان میر دیانت حسین کی آرام کا جیل میں انتظام

کرانے میں۔ یہ فوراً صاحب مجسٹریٹ کے پاس دوڑا گیا
اور آنسے اطلاع کی کہ حضور مجھکو معتبر طور پر معلوم ہوا ہے
کہ سید دیانت حسین نے بہت سا روپیہ جیل میں بانٹا ہے
اور انکی آرام کا سب بندوبست ہو گیا ہے پلنگ پر سوتے ہوے ہیں
مسٹر ہربین کو اسکا پہلے سے شک تھا وہ فوراً جیل
چلے آئے اور بلا تکلف کہلوا کر سیدھے دیانت حسین کے
پاس گئے دیکھا کہ وہ بدستور سو رہے ہیں۔

ہربین۔ دل آپ مزے میں آرام سے ہے۔

دیانت حسین۔ جی ہان بحالت موجودہ مجھکو کوئی تکلیف
نہین ہے یہان آرام کا تہا ہے۔

ہربین۔ آپ سمجھا دیانت کا بہتکلی کیا کر سکتا ہے۔
اچھا آپ یہ مزے سے یہان بیٹھے لکھتا پڑھتا تو آپ چاہتا تھا
سڑک کوٹنا چکی پیسنا اب سیکھ جائیگا۔ گوڈ نائٹ۔

یہ کہکر مسٹر ہربین واپس آئے اور جیلر کو بلوا کر ہدایت
کی کہ آئندہ احتیاط پائی جائے تو دیانت حسین کی بیڑی
مضبوط کیا جائے اور بیڑی سے پٹوائے جائیں۔

و اور یہ حکم حضور بہت بہتر حضور نے بڑا انصاف کیا
یہ بڑا پاجی تھا۔

المختصر سید دیانت حسین نے بڑی بہادری سے جیل کے
مصائب برداشت کیے اور اسی حالت میں انہوں نے
کچھ اشعار اپنے حسب حال لکھے تھے جن میں سے چند ہم
ذیل میں درج کرتے ہیں۔ شعر

توقیر فلک نے یہ بڑھائی	سونے کو ملی ہے ایک چٹائی
کھانے کو چنے کی سوکھی روٹی	کپڑون کے عوض ملی لنگوٹی
جاڑے میں نہ ہو دوشالا	کمبل ملا ز کہ سد کالا کالا
ساٹو کے عوض بلا سے لوٹا	دو ... مٹی کا ٹوٹا پھوٹا
ڈر ہے کہ دون جو اس ... مین	کمبل نہ ملے کہین کفن میں

ہون دفن لغیر غسل ہنر	نہلائے نہ لاش میری ہنر
اللہ رے میری بے نیازی	اسیر کی یہ موت بھلوائی
اٹھوا دیا او کھلی ہین سر سے	سو بسل سے ہین ...
کنکر کو بنیگے ہم سر راہ	دیکھینگے جو کچھ دکھائے اللہ

باب بست و ہشتم

دیانت حسین کی رہائی

ادھر جیل سے لوٹتے ہی تمام رؤسا اور رعایا نے چاہا کہ کسی نہ کسی
کہین اور آٹھ بجے شب تک مہر دیانت حسین کی اپیل کے لیے
دس ہزار روپیہ چندہ جمع ہو گیا اور اسی وقت تمام شہر شریف
اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے پاس تار دیئے گئے وہ اتنی
فیروزپور کے لیے یہ پہلا دن تھا کہ ایسا عام صدمہ کسی افسر کی
نسبت کبھی ہوا ہو اسی رات شب کی ریل میں بابو لیرت
و راجہ منور علیخان اور نیز بہت سے رؤسا اور صاحبان رہائی
رہائی کی غرض سے کچی کو روانہ ہوے دوسرے دن ... ضمانت
ضمانت یا جلاس صاحب سشن جج بہادر اپیل کی اپیل ...
صاحب جج نے بابو لیرت چند کی زبانی کل حالات سنے اور
علاوہ اسکے پہلے آنے سے پیشتر ہی وہ کل تصدیق کر چکے
افسوس کر چکے تھے فی الفور پچیس روپیہ مچلکہ پر رہائی کا حکم دیا
اور ایک ہفتہ میں اپیل داخل کرنے کی ہدایت کی بابو
لیرت چند کے ہاتھ اسی وقت روانہ کیا گیا شب
دو بجے کی ٹرین میں بابو صاحب موصوف تمام معززین
فیروزنگر واپس آئے اور سات بجے دن کو دیانت حسین
پچیس روپیہ کے مچلکہ پر رہا ہوتے انکے جیل سے نکلنے سے
پہلے بڑی تیاریاں کی گئیں اور سب لوگ باجا بجاتے
اور گیت گاتے انکو جیل سے گھر تک لائے اسی حسن سے
اس منصفانہ حکم کی شہر میں بڑی قدر و منزلت کی گئی تمام

اخباروں میں اسکا تذکرہ چھپا اور عام طور پر انگریزی
اردو اخبارات میں میر دیانت حسین کو بالکل بیگناہ اور
اس مقدمہ کو بالکل بناوٹی بتلایا اور مسٹر ہریس پر جو تہمت
اس بے انصافی کی بدولت جو ہندوستانیوں کے ساتھ
انکے ہاتھ سے ہوئی تھی نہایت ہی حقارت کی نگاہ سے دیکھی
گئی - میر دیانت حسین جیل سے آتے ہی سیدھے پانی پت
پاس لیے انکے گویا انکی حیات میں دوبارہ جان آگئی آنے کے بعد
اپنے تمام دوستوں سے ملے اور سب لوگوں کی ہمدردی
آپنے ہمدردی کی نہایت شکرگذاری کی - بڑی دلچسپی سے
تین دن میں نقل تجویز دستیاب ہوئی جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے

تجویز

بیجا سنگھ ایک معزز زمیندار تحصیل فیروزپور جھرکہ کو سخت
دیانت حسین تحصیلدار حضور تحصیل نے سخت مکا منہ پر ایسا
مارا کہ دو دانت ٹوٹ گئے ڈاکٹر کی شہادت سے پایا جاتا ہے
کہ یہ دونوں دانت ہاتھ کی چوٹ سے ٹوٹے ہیں وہ سپاہی پولیس
تحصیل اور محرر متفرقات وغیرہ پنڈت کاشی ناتھ نائب تحصیلدار
کے بیانات سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ضرور دیانت حسین نے
بیجا سنگھ کو مارا دیانت حسین کا جواب ہے کہ وہ تاریخ متنازعہ
مسٹر ڈولن کے رخصت کرنے کو اسٹیشن پر گیا تھا اور اسنے
مسٹر ڈولن کو طلب کرانا چاہا لیکن ہماری رائے میں یہ طلبی
محض ایام گذاری کی غرض سے ہے لہذا اسے انکار کیا اسٹیشن ماسٹر
اور ہوٹل کے خانساماں کے بیانات سے دیانت حسین کی
کوئی صفائی نہیں ہوتی ممکن ہے کہ مسٹر ڈولن کے پہنچانے کو
بعد ارتکاب اس جرم کے دیانت حسین گیا ہو دیانت حسین
ایک نہایت مغرور بدمزاج اور بدچلن آدمی ہے مدعی اس سے
بہت دنوں سے ناراض ہے اور تمام اہلکاران ضلع وغیرہ
اسکے شاکی ہیں ہم ایسے آدمی کے ساتھ کوئی رعایت کرنا
پسند نہیں کرتے لہذا ہم حکم دیتے ہیں کہ وہ ایک سال قید
سخت رہے اور پانسو روپیہ جرمانہ دے ورنہ چھ ماہ دیگر -

یہ تجویز ایسی کمزور اور پرانے تعصب سے تھی کہ جسکے دیکھتے ہی
وکلائے میر دیانت حسین کو معلوم کیا دوسری اور سب لوگوں کو کامل
یقین ہوگیا کہ اگر خدا نے چاہا تو یہ فیصلہ ضرور منسوخ ہوجائیگا
منظوری اپیل دائر ہونے ہوا تھا کہ مسٹر چیپمن اور مسٹر ڈولن
دونوں نے میر دیانت حسین کو ہمدردی کے تار بھیجے اور
مسٹر ڈولن نے یہ بھی لکھا کہ آپ مجکو جج صاحب اجلاس میں
طلب کرائیے مجکو خوب یاد ہے کہ آپ ۱۱ - دسمبر کو ۹ بجے سے
دو بجے تک ہمارے ساتھ رہے اور ہماری حاضری میں آپنے
ہمارے ہی بنگلے پر کھانا کھایا تھا ان تاروں کی وجہ سے اور
تقویت ہوئی اور بڑی دھوم دھام سے اپیل دائر کیا گیا
وجوہات اپیل مسٹر سائکس بیرسٹر اور بہت سے وکلائے
ہندوستانی کے مشورہ سے لکھی گئی - انمیں مسٹر ڈولن پر
مقدمہ کا زیادہ زور دیا گیا اور ڈاکٹر کی شہادت اور گواہان
کے بیانات کے اختلافات اور مسٹر ہیٹ کی خودغرضی
سب امور اچھی طرح دکھلائے گئے تھے -

تاریخ پیشی کے روز مسٹر سائکس اور حمایہ وکلائے
اپیلانٹ نے بڑی لیاقت کے ساتھ بحث کی اور میر دیانت حسین
کا بتیس دانتوں میں زبان ہونا یعنی انسداد رشوت کرنا
اور رشوتوں سے پرہیز کرنا جملہ حالات کو بہت ہی شرح
و بسط کے ساتھ بیان کیا اور جو تار مسٹر ڈولن نے بنام
میر دیانت حسین بھیجا تھا وہ بھی جج صاحب کو ملاحظہ
کرایا اور علاوہ اسکے بہت سے اخبارات انگریزی و اردو
ملاحظہ کرائے گئے جسمیں اس مقدمہ کے مفصل حالات
شائع ہوئے تھے جس سے عدالت اپیل کو پورا اطمینان
بے جرمی سید دیانت حسین کا ہو گیا اور کوئی ضرورت باقی

کا رسوائی کی تہ بلکہ سید دیانت حسین کو قابل عزت بری کیا
اخیر فقرہ انکی تجویز کا ہم ناظرین کے ملاحظہ کے لیے نقل کرتے ہین
اسمین کچھ شبہ نہین کہ دیانت حسین پر جو ظلم وہان کی
ہندوستانی سوسائٹی کے بدولت ہوا وہ ایک بہی مثال ہے
جس سے سب مذہبین لوگون کو سبق لینا چاہیے دیانت حسین کے
واقعات نہایت بہت ہی قابل عبرت ہین اور جس بد ایمانی
فیروز نگر کے لوگون نے اس مقدمہ کو مرتب کیا وہ بہت ہی
قابل توجہ گورنمنٹ ہی کہ مسٹر ہرسین ایسے لائق اور تجربہ کار
مجسٹریٹ سے بہت تعجب ہی کہ وہ کیون ایسے فریب مین
آگئے اور اپنے ہاتھ سے ایک ایسا ظلم کیا کہ جسکی دوسری
نظیر شاید اس عہد مین مشکل سے مل سکے ہم آتے خواہش
کرتے ہین کہ وہ اپنی پہلی خدمت مین ان معاملات مین
از سر نو تحقیقات کرین اور ان بے ایمان اشخاص کو
جنکے سبب سے ایک مشہور نہین لو اسقدر تکلیف اور خرابی
گوارا کرنی پڑی سزا دین ہم خوش ہونگے اگر سپاہ شکنہ
دفعہ ۲۱۱ تعزیرات ہند اور اسکے معاونین پر اعانت
دفعہ مذکور اور ابراہیم ان پر دفعہ ۱۹۳ کا جرم قائم کرکے
منجانب سرکار پیروی کیجائے۔

اس حکم کے پہونچنے پر مسٹر ہرسین کو بہت ہی انفعال ہوا
اور انھون نے فوراً دیانت حسین کی بحالی کا حکم دیا اور
مقدمہ مین پوری تفتیش کا وعدہ کیا اسی دن شب کو
مسٹر ہرسین کے یہان ڈنر تھا۔ ڈاکٹر مکرنڈی مسٹر ہاورڈ
مسٹر جوزف اور پادری صاحب شریک تھے۔ اور وہان
اسی مقدمہ کا کچھ تذکرہ ہوا۔

ڈاکٹر۔ ہرسین اسمین شک نہین تمسے یہ بڑی غلطی ہوئی
دیانت حسین قطعی بیگناہ ہے۔

مسٹر جوزف۔ اور بیشک جسدن وہ قید ہوا ہم سمجھے
قید ہو جائیگا ہزارون آدمی روتا تھا۔

ہرسین۔ اور بڑی رانی کا رونا دیکھکر تو مجھے بہت
رنج ہوا اچھا یہ بتلاؤ کہ یہ مقدمہ کسنے بنایا اور جعلسازی کیا

مسٹر ہاورڈ۔ اگر مجھسے اصلیت پوچھتے ہو تو مجھے خوب پتہ ہے
کہ تمنے ضرور بے انصافی کی مجھکو تحقیق معلوم ہوا کہ یہ مقدمہ
بالکل بنایا گیا اور سوا انکے فیروز نگر مین کوئی دوسرا
شخص نہین ہی کہ جو اس مقدمہ سے پورا واقف ہو۔

ہرسین۔ لیکن سنتے ہین کہ شوکت حسین اور سید دوانا علی
رشتہ دار تھے دیانت حسین کو قصور وار بتایا۔

ہاورڈ۔ وہ لوگ ایسے نہین تھے وہ تو بڑے لائق آدمی ہین
تو بس یہ سب ہین انھین لوگون نے یہ مقدمہ
بنایا اور اگر تم راجیاون سے سوال پوچھو گے تو شاید
وہ بھی بتلا دیگا جسدن تمنے دیانت حسین کو قید کیا تھا
اسی دن راجیاون نے خود مجھسے کہا تھا کہ یہ بالکل
بنایا ہوا مقدمہ ہے۔

ڈاکٹر مکرنڈی۔ دیانت حسین کے مثل کوئی تعلیم یافتہ
اور مہذب ہندوستانی میری نظر سے نہین گذرا۔

ہرسین۔ مجھکو خود بہت افسوس ہی کہ میرے ہاتھ سے
ایک بہت ہی ہونہار آدمی کو نقصان پہونچا لیکن اسمین
میرا ابھی قصور نہین اچھا مین ابھی راجیاون کو بلاتا
ہون چنانچہ راجیاون بلایا گیا اور صاحب نے اسسے پوچھا
کہ راجیاون تم کو کھاؤ اگر ہمسے چھپاؤ۔ بتلاؤ دیانت حسین کا
مقدمہ کیسے اٹھا اور کون بات سچی ہے۔

راجیاون۔ جور ہم کا جانین۔ بڑے آدمی کی
بات کون کہے۔

مسٹر ہاورڈ۔ تمنے ہمسے خود پورا حال بیان کیا اب
کیلیے چھپاتا ہے۔

الغرض راجپاون نے بعد ردو قدح بسیار و وعدہ عفو تفصیلات یون بیان کرنا شروع کیا حضور راجہ دیانت حسین اس لائق اور دیانت دار تھے ہو ب مشکل ہر جہدون سے نوکر تھے ایک ٹکہ گھوس نہین لیا اور سرکار کا کام جسطرح کیا کون نہین جانتا سب لوگ انسے کھار کھات رکھتے اور جہدون سے کہ تحصیلدار صاحب ڈپٹی شوکت حسین کے بڑے مونڈن مین نہین گئے سب عملے انسے الگ الگ رہے اور سب کی کونسل سے بجا سنگھ تمام دیس کا اٹھائی گیرا کٹھار کردین گا اس ندیہ ضلع فیروزنگر مین کبھی نہین بھیا رہا منشی پرون لال دیے سے ایمان دیا دیا تحصیل کے مائن سے گواہی دلائی اور کاسرکار کی تحقیقات سے کوئی بات چھپ رہی۔؟

راجپاون نے ولایت کے جنگی والا قصہ صاف صاف بتلا دیا اور کہا کہ یہ بھی حسب صلاح پرون لال کے اس سے تصنیف ہوئی تھی۔

ہریسن صاحب نے اپنا سر پکڑ لیا اور اسقدر رنجیدہ ہوے کہ شاید کبھی نہوے ہونگے مسٹر ہریسن ایک عالیخاندان اور نیک نہاد آدمی تھے لیکن کسیقدر جلدباز اور سیدھے تھے ہر شخص کی بات کو بہت جلد یقین کرلیتے تھے جب آنکھ یہ قصہ معلوم ہوا تو انکو اپنے افعال بہت ہی قابل حیا اپنی مسٹر ہریسن نے اس معاملہ مین پوری تحقیقات کا مصمم ارادہ کیا اور بجا سنگھ پر دفعہ ۲۱۱ تعزیرات ہند کا مقدمہ قائم کرکے ایک تاریخ پیشی کی مقرر کی۔

باب بست و ہشتم

دیانت حسین اور مسٹر ہریسن کی پھر ملاقات

جیل سے رہا اور اپیل سے بری ہونے کے بعد سید دیانت حسین پھر اپنی تحصیلداری پر فوراً بحال ہوے انکی اس بحالی کی خوشی ایسی نہ تھی جو قابل تذکرہ نہو گھر گھر باجے بجتے تھے عورتین منتین بھرتی تھین کہین خدا کے راہ کا سدا ان کہین امام باڑے مین روشنی ہوتی تھی کہین مولود شریف کی تیاریان تھین مسجدون مین شکرانہ کی نمازین بہت شان و شوکت سے ادا کی گئین ہندو رعایا نے ست نرائن کی کتھا منعقد کی اور بہت سے سکھون نے بابا نانک شاہ کا کڑھاو چڑھایا صدہا مقامات سے مبارکباد کے تار اور ہزارون جگہ سے خط آئے بہت سے اخبارون نے بہت ہی خوشی کے ساتھ اس منصف مزاج جج کے انصاف کی داد دی اور میر دیانت حسین کو صبر کی ہدایت کی سب سے زیادہ پر اثر تار مسٹر ڈلن کا تھا جسے آپ ہم نیچے نقل کرتے ہین۔

تار

میری دلی مبارکباد اپنی قابل عزت برات پر قبول کیجیے خدا ہمیشہ سچائی کی طرف ہے اور مجھکو امید ہے کہ عارضی مصیبت سے آپ اپنا دل نہ توڑ دینگے اس چند روزہ قید نے ہرگز تمھاری عزت مین کوئی کمی نہین کی بلکہ میری نگاہ مین آپ اور بھی اب قابل عزت ہوگئے ملک کو چاہیے کہ تمھارا منصب قوم کا لقب وہی یوسف کے قید ہونے سے انکی عزت اور بزرگی بڑھی تھی اسی طرح سے اس قید سے آپکی عزت دو چند زیادہ ہوگئی۔

سب اہالی نے ہر چند سمجھایا مگر دیانت حسین کچھ ایسے افسردہ خاطر ہوگئے تھے کہ کہین جانے کا قصد نکرتے تھے اور اسی وجہ سے وہ کالکٹر کے یہان بھی نہین گئے مسٹر ہریسن انسے ملنا چاہتے تھے مگر وہ بھی انسے منفعل تھے کہ انکو بلانے کی جرأت نکرسکتے تھے آخرکار مسٹر ہریسن ایکدن خود تحصیل کی

ہیشہ یاد کرو گے یہ الفاظ گو بہت لمبے چوڑے نہ تھے مگر پیرون لال ایسے آدمی کے ڈرانے کو بہت کافی تھے اور نا خدا اس حالت مین جب پیرون لال کل معاملات سے واقف بھی تھے۔ ایک ہندی مثل ہے کہ چور کا جی کتنا وہ بیشہ پیرون لال پر صادق تھی پیرون لال جانتے ہی تھے آپ انھین کا کیا دھرا ہے ورنہ۔

جنکو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری مین
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

انکو بخوبی معلوم تھا کہ وہ معشوق کون تھا؟ اور غالبا ہمارے ناظرین بھی انکو جانتے ہونگے۔ القصہ سب سے پہلے سپاہی سنگہ کا اظہار لیا گیا مسٹر ہریسن کا تمتمایا ہوا چہرہ کچہری کا رنگ پیرون لال کی ذلت یہ سب دیکھکر وہ سب گھبرا گیا اسکے دل مین پیرون لال کی موجودہ حالت میر دیانت حسین کی بحالی سب امور نے ایسا اثر کیا کہ اسنے اپنے دل مین ٹھان لی کہ ایک حرف جھوٹ نہ بولونگا چاہے کچھ بھی کیون نہو چنانچہ اسنے یہ لکھایا۔

حضور مین بالکل بیقصور ہون یہ تمام مقدمہ لالہ پیرون لال اور ڈپٹی شوکت حسین کا اٹھایا ہوا تھا مجکو یہ بھودیال سیاہہ نویس میرے گھر سے بلا لیگیا مین نے پیرون لال کی مرضی سے خود اپنے ہاتھ سے دانت توڑ لیے اسکے انعام مین مجکو دوسو روپیہ نقد دیئے تھے انھین کے کہنے سے مینے یہ حرکت کی تھی مین جانتا ہون کہ مین مرنے کے بعد کہ مین جاؤنگا کہ گنہگار مجکو جیلخانے بھیجدین مین نے ایک ایسے دھرم مورت اور دھرم اوتار اپنے دیس کے راجہ اور اپنے وقت کے حاکم پر جھوٹا اتہام لگایا ہے جسکے بدلے اگر سرکار مجکو بھیج دے تو بھی بہت ہے کم سزا ہے تحصیلدار ایسا امیر اور ایسے نیک آدمی ضلع مین کوئی نہین مین نے انسے بڑائی کی ایسے بیرحم چلنا تو شاہی اسے اچھو دیا ہماری تحقیقات کا نیا دور کرو سیاہہ نویس بخشی جی اور منشی صاحب کوئی سچ نہین بولا سب پیرون لال کے دباؤ سے جھوٹی گواہی دی آگے سرکار مالک ہین۔

سیاہہ نویس محرر متفرقات نائب تحصیلدار رحیمیاون چپراسی اور مسٹر باور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے بیانات مسٹر ہریسن نے تحریر کیے ان سب لوگون کے بیان سے مقدمہ صاف ہو گیا اور جو اصلیت تھی وہ کھل گئی وہ سخت گھبرائے اور کوئی شخص بھی انکو ایسا نہ دکھلائی دیا جسپر انکو اعتبار ہوتا اور جسکو وہ اپنا گواہ بتلاتے۔ بہت غور کے بعد انھون نے کنہیا جی لال کمپونڈر شفاخانہ ہریسن گنج کو اپنا گواہ صفائی قرار دیا یہ انکا ہم مکتب تھا اور اسپر پیرون لال کو پورا بھروسہ تھا پانچ روز کے لیے مقدمہ ملتوی ہوا دو دو ہزار روپیہ کی ضمانت پر سپاہی سنگہ اور پیرون لال حوالات سے باہر آئے۔ پیرون لال کی ضمانت مین بھی بہت مشکل پیش آئی کوئی شخص پاس نہ کھڑا ہوتا تھا آخرکار شام کو پیرون لال کے باپ نے دو ہزار کا نوٹ داخل کیا جب رہائی ہوئی پیرون لال کی وہ حالت بھی ایک عجیب حالت تھی نہ کوئی عملہ انکے پاس پھٹکتا تھا نہ کوئی وکیل مختار قریب آتا تھا۔

یار اغیار ہو گئے اللہ یہ زمانہ کا انقلاب ہوا

روپیہ پیسا سب کچھ تھا لیکن انکو اپنی رہائی سے مایوسی تھی اور اس سبب سے کچھ بھی خرچ کرنا فضول سمجھتے تھے اور اسی خیال سے کوئی بیرسٹر بھی نہین بلایا تھا۔ آٹھ بجے رات کو یہ کنہیا جی کے مکان پر گئے اور اس سے ملاقات ہوئی

کنہیا جی منشی جی آپ نے کہان تکلیف کی کیا آج بھی کوئی زہر لینا ہے۔

پیرون لال - مین جس حیثیت مین ہون پرمیشر کسی پر ڈالے تمکو اپنا دوست اور سمجھا جاتا ہون اور ہمیشہ ضرورت کے وقت تمھارے سوا کوئی نظر نہین آتا ہے -

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست

در پریشان حالی و در ماندگی

میری اتنی غرض ہے کہ آپ میری صفائی کی گواہی دیدیجیے اور یہ کہدیجیے کہ دیانت حسین اور مجھسے عداوت ہے -

کنچھاری - عداوت کس بات کی -

پیرون لال - مسلمان مسلمان سب ایک ہین جب سے میر خادم علی مرے دیانت حسین کو یہ شک ہوا کہ مین نے زہر دیکر مار ڈالا حالانکہ مین انکو اپنے باپ سے بڑھکر جانتا تھا مجھسے ایسا کیونکر ہو سکتا تھا -

کنچھاری - منشی جی ہم تمھارے شریک ہین اور ہر طرح سے قلمی قدمی مدد کرنے کو موجود ہین لیکن یار یہ تو بتاؤ کہ وہ زہر تم نے کسسے لیا تھا کیا کبھی سچ سچ بتانا ہمارے تمھارے کوئی پردہ نہین -

پیرون لال - (ادھر ادھر دیکھکر اور بہت آہستہ سے) انہی بلیچن سے لیا تھا مگر بھائی بڑی عمدہ چیز تھی فوراً کام تمام ہو گیا اور کسی نے آجتک کانون کان سنا نہ -

کنچھاری - (ہاتھ ملاکر) شاباش میرے شیر کیون نہو جس وقت تم نے وہ شیشی دی تھی کوئی وہان بیٹھا تو نہ تھا -

پیرون لال - یہ تو مجھے خیال نہین شاید مولوی ایوب وہان بیٹھے ہوئے تھے مین انکو وہین بیٹھا ہوا چھوڑ آیا تھا عجب نہین کہ انکے سامنے ہی منشی جی نے کھایا ہو -

کنچھاری - اچھا بھائی صاحب اب آپ جائیے مین جو کچھ ہوگا کہدونگا بھلا تم سے باہر ہو سکتے ہون - ع -

جان سے مال سے ایمان سے سوا تم مجکو

ادھر تو لالہ پیرون لال خوشی خوشی لوٹے اور وہان کنچھاری کے خیالات فاسد ہونے شروع ہوے ایک دن پیر رشتہ داری کے زمانے مین لالہ کنچھاری لال منشی پیرون لال صاحب کی ملاقات کو گئے تھے باتین ہو رہی تھین حسام پور رائے کے ٹھاکر لالہ لال اپنا نقد دیکر بہت معزز مین بیٹھے ہوئے تھے - بیچارے کنچھاری بھی ایک کنارے بیٹھ گئے آپ جانیے بڑے آدمیون سے باتین غریبون کو کون پوچھتا ہے پیرون لال نے کنچھاری کی طرف توجہ بھی نہ کی اور پانچ چھ منٹ کے بعد بہت ہی حقارت سے دیکھکر پوچھا کہ آپ کون ہین -

کنچھاری - آپ مجکو اتنی جلدی بھول گئے مین آپکا قدیم ہم مکتب اور ساتھی ہون آج آپکو خدا نے امیر کیا ہے آپ جانتے نہ پہچانتے -

پیرون لال - بہت آدمی آکے جھوٹ کہدیا کرتے ہین کہ ہم مکتب ہین ہمکو تو آپکی صورت بھی یاد نہین مع منشی صاحب اسکول مین ہزار ہا لڑکے پڑھتے ہین سب ہی ہم مکتب ہین اس سے کسی کا کچھ حق نہین ہو جاتا اچھا آپ رخصت ہوجیے -

کنچھاری کو لالہ پیرون لال کی اس کج ادائی نے ایسا ملول کیا تھا کہ جسکا داغ انکے دل مین ابتک باقی تھا اور ابتک وہ زخم ہرا تھا لالہ کنچھاری اسی دن سے کبھی پیرون لال سے نہین ملتے تھے اور ہمیشہ وہ اس فکر مین رہتے تھے کہ کسی موقع پر لالہ پیرون لال سے اسکا بدلا لینا چاہیے اسکو پہلے ہی سے شک تھا کہ خادم علی کو پیرون لال نے ضرور زہر کھلایا ہے جو اُس سے لیگیا تھا اکثر اسکے دل مین آتا تھا کہ اس راز کو افشا کر دے مگر اس خوف سے کہ کوئی زیادہ فساد نہ بڑھے اس نے اس معاملے کو نہین چھیڑا تھا میر دیانت حسین کے اخلاق کا وہ ہمیشہ معترف تھا اور اسی

ناگہان انقلاب مین بھی وہ انکا ہمدرد تھا گو کچھ واسطہ نہ تھا
لیکن ہمیشہ آنکی کامیابی کی دعائین کرتا تھا دیانت حسین
بھی ہمیشہ اس سے مہربانی سے پیش آتے تھے اور ہم مذہب
سمجھکے معمول سے زیادہ عنایت کیا کرتے تھے - یہ موقع
اسکے نکالنے کا بہت ہی عمدہ ملا اور کنبھاری لال آمادہ ہوگئے
آمادہ ہو لیا کہ میر خادم علی کی وفات کا راز بھی اپنے
اظہار مین افشا کرنا چاہیے اسنے یہ اپنے رجسٹر بھی اپنے
تلاش کیے اور تاریخ نکال رکھی جب تاریخ مین للہ پیرون لال
کے نام زہر کی فروخت لکھی تھی وہ ٹھیک وہی دن تھا
کہ جسکی صبح کو میر خادم علی صاحب مرحوم نے انتقال کیا تھا
خدا خدا کرکے پانچ روز ختم ہوے اور تاریخ معینہ پر
مقدمہ پیش ہوا اس روز کی حالت واقعی چشم عبرت سے
دیکھنے کے قابل تھی سیکڑون آدمی مقدمہ سننے آئے تھے
کہ پیرون لال نے اپنا کیا بھر پایا ہزارہا آدمیون کا مجمع تھا
لیکن افسوس اسمین کوئی افسوس کرنے والا ہمدرد نہ تھا
پانچ ہی چھ روز مین پیرون لال بالکل گھل گئے تھے آدھا
جسم بھی نہین رہگیا تھا بہت میلے کپڑے پہنے نہایت اداس
پریشان صورت بنائے ایک درخت کے نیچے آکر بیٹھے
صدہا آدمی گرد جمع ہوگئے -

ا - واللہ بڑا پاجی تھا زمین سر پر اٹھائی تھی -

۲ - گیہون کی روٹی ہضم نہوسکی سچ ہے خدا گنجے کو
عروج نہ دے -

۳ - اور لالچی کتنا تھا - اپنے باپ کو بھی بیچے ہوتا -

۴ - خدا کرے یہ موذی قید ہو اور چوک مین سر بازار
اس سے کنکر کٹوائے جائین ہم ہو غریب اسنے اسکا کیا
بگاڑا تھا وہ بیچارہ رشوت نہین لیتا تھا اسکے باپ کا
کیا اجارہ تھا ہاے خواہ کو پیچھے پڑ گیا اور قید کرا کے چھوڑا
وہ تو خدا بھلا کرے جج صاحب کو لاٹ گورنر کے بڑا انصاف کیا
نہین تو غضب ہوگیا تھا -

۵ - دیکھیے یہ موذی کو غرور کتنا تھا بڑے بڑے دن کا
سلام ہونا دشوار تھا ڈیوڑھی لگتی تھی -

ا - اجی جب اسنے حجن بی بی سے بے اعتنائی کی دانستہ
میرا تو جی بہت کیا جب یہ خادم علی کا نہوا تو اور کسی کا کیا ہوگا

۲ - خدا آپکی بھلی کرے - خیال کرنے کی بات ہے -

۳ - اجی اسکو کالا پانی ہوگا سنا ملکہ ثوریا نے تیار
کیا ہے کہ اسنے اتنے بڑے رئیس ابن رئیس کو پھنسوایا تھا
اسکو ضرور کالے پانی بھیجنا چاہیے اور مین نے سنا ہے کہ
سلطان روم نے بھی ملکہ ثوریا کو اس بارہ مین خاص
سوار بھیجا ہے -

۴ - یہ کیا آپ نے چانڈو خانے مین سنا تھا - کہان
روم کہان لندن - پانچ دن مین تو خالی ریل جاتی ہے
ہزارہا کوس ہے بھائی سوار کیسے جاتا -

۵ - جانے کو کیا ہوا بادشاہون کی سرکار مین ہیں
کیا ہمارے آپکے ٹٹو ٹھٹو سے ہی ہین وہان ہزارہا
گھوڑے عربی موجود -

(مصنف) جی بجا ہے آپ دونون صاحب انسے بہت
زیادہ محقق ہین -

اتنے مین پکار ہوئی اور ملزمان مسٹر ہربین کے
سامنے لائے گئے پیرون لال کا گواہ صفائی پیش کیا گیا -

بیان کنبھاری لال

مین ڈاکٹر ہربین کے شفاخانہ مین کمپوڈر ہون مجھے
اور پیرون لال سے بہت برسون سے دوستی ہے مین نے
اور اسنے پانچ برس تک ایک ساتھ گورنمنٹ کالج مین تعلیم
پائی ہے مین اسکا خوب جانتا ہون کہ پیرون لال کو دیانت حسین

بہت سچ تھا اور یہ بات تمام شہر مین ہر شخص جانتا ہے
اسکا سبب یہ بتلایا جاتا ہے کہ دیانت حسین نے کوئی
رشوت کی کمیٹی قرار دی تھی اسمین پیرون لال نے
حصہ نہین لیا تھا اور اسیوجہ سے پیرون لال کو خیال
پیدا ہوا تھا کہ یہ کمیٹی خاص انکے ذلیل کرنے کو
کی گئی تھی۔

سوال پیرون لال۔ آپ یہ بتلائیے کہ آپکے نزدیک
میرا چال چلن کیسا ہے اور آپکی راے مین اس معاملے مین
کون قصوروار ہے۔

کنجہاری لال۔ چونکہ مین اسوقت از روے گنگا اپنا
بیان لکھتا ہون لہذا مین بے کم و کاست اپنا بیان
لکھاؤنگا مین خوب واقف ہون کہ پیرون لال نہایت
بدچلن۔ راشی اور ظالم آدمی ہے آپنے میر خادم علی کو
زہر دیکر مار ڈالا۔

صاحب۔ کیا کہسکتے زہر دیکر مار ڈالا؟

کنجہاری۔ حضور خادم علی محافظ دفتر کو جو حضور کے
آنے کے پیشتر انتقال کرچکے تھے جنکی جگہ پیرون لال
محافظ دفتر ہوا تھا انکو زہر دیا تھا۔

صاحب۔ تم اسکا ثبوت دیسکتے ہو

کنجہاری۔ بیشک حضور میری دوکان کا انگریزی رجسٹر
حضور منگوا کر دیکھین اسمین ٹھیک اسی دن پیرون لال کے
نام زہر کی پڑیا لکھی ہے علاوہ اسکے حضور مولوی ایوب
مدرس گورنمنٹ کالج کا اظہار لین آپ سے حال معلوم ہوجائیگا
صاحب نے اسی وقت سوار بھیجکر مولوی ایوب کو بلوا کر
اظہار لیا انھون نے یہ لکھایا کہ وہ آٹھ بجے شب کو ایک
شیشی کسی دوا کی پیرون لال نے میر خادم علی کو دی تھی
اور یہ کہا تھا کہ حکیم نتھو کا دیا ہوا جلاب ہے چنانچہ میرے
سامنے اسی دوا کو ٹھنڈے پانی کے ساتھ میر خادم علی
مرحوم نے نوش کیا اور علی الصباح دوسرے دن انکے انتقال کی
خبر معلوم ہوئی مجھکو یہ نہین معلوم کہ وہ دوا کیا تھی۔

اتفاقیہ حکیم نتھو بھی باہر کھڑے مقدمہ کا تماشا دیکھ رہے تھے
وہ بھی توجہ سے لئے گئے انکا بھی اظہار تحریر کیا گیا انھون نے
قطعی انکار کیا کہ مین نے کوئی انگریزی جلاب یا کبھی پھر کوئی
دوا آجتک پیرون لال کو کبھی نہین دی اور نہ مین نے
کبھی پیرون لال کا علاج کیا اور نہ میر خادم علی نے کبھی میرا
علاج کیا۔

ایک لطیفہ اس مقام پر بھی لکھنے کے قابل ہے کہ حکیم
نتھو صاحب کے والد نے کوئی جولاہن گھر مین ڈال لی تھی
اسی کے بطن سے یہ تھے اور جولاہا کہنے سے بہت چڑھتے تھے
جب وہ اظہار دیکر نکلا تو بعض ناواقفون نے بطیفہ
ہمارے بھی یہ کہا کہ واللہ آپکی تو وہی مثل ہوئی
کہ گھر کا چھوڑ تماشا جائے ناحق چوٹ جولاہا کھائے
اسپر حکیم صاحب بہت ہی بگڑے اور یہ لطیفہ اتنا مشہور ہوا
کہ حکیم کھٹر کا انکا نام پڑ گیا۔

بعد تحریر بیان حکیم نتھو صاحب مسٹر ہربین نے
لالہ پیرون لال سے پھر استفسار کیا اور آپنے ایک عجیب
مایوسی کی حالت مین یہ سمجھکر کہ اب کوئی چھٹکارا نہین
حسب ذیل جواب لکھایا۔

حضور عالی مین ہر طرح گنہگار ہون جو مجھسے ہوا شاید
کسی نے نہ کیا ہوگا مین نے اپنی تھوڑی سی زندگی مین بہت سی
بد افعالیان کین مین نے ضرور اپنے محسن خادم علی کو زہر دیا
اور بیشک مولوی ایوب کے سامنے مین نے میر خادم علی کو دیا
یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ مین آج غضب مین گرفتار ہون ڈپٹی
شوکت حسین کے سکھلانے سے مین نے بیشک بچا سنکھیا کو

پھر دیانت حسین پر مقدمہ دائر کرنے کی ترغیب دی اور تحصیل کے عمال سے گواہی دلائی یہ بھی بہت بڑا قصور ہوا کہ میں نے اپنے مالک کے ساتھ نمک حرامی کی دیانت حسین اس شہر کے راجہ تھے اور میں بیشک انکا ادنی رعایا تھا دنیا اسوقت میری آنکھوں میں تیرہ و تار ہے حضور کی آنکھ پھرتے ہی سارا زمانہ مجھسے پھر گیا وہ لوگ جو میرے یار غار تھے اب میرے تشنۂ خون ہو رہے ہیں غور کا مقام ہے کہ مجھ جیسا ایسا دوست غمخوار خادم علی کے قتل کا راز افشا کر دے اب حضور مالک ہیں جو چاہیں حکم دیں۔

اب کیا تھا پیرون لال نے اقبال کر دیا اور ثبوت بھی پورا پورا دستیاب ہو گیا۔

مسٹر ہیریس نے بھاگنگا اور پیرون لال کو حسب [illegible] ایک ایک سال [illegible] خادم علی مرحوم پیرون لال کو سپرد سیشن کیا کاشی ناتھ نائب تحصیلدار وغیرہ دیگر گواہان کو مسٹر ہیریس نے ایک قلم ملازمت سرکار سے برخاست کر دیا۔

باب بست و دوم

۲۲

پیرون لال کی آخری قسمت

عدالت سیشن میں پیرون لال کا مقدمہ پیش ہوا چونکہ یہاں پیرون لال اقبال کر چکے تھے اسلیے انکے باپ نے کوئی پیروی پیرون لال کے لیے نہیں کی اور اسیوجہ سے کوئی وکیل مختار بھی انکی طرف سے نہ تھے پیرون لال نے سیشن میں بھی جرم سے اقبال کیا اور عدالت نے سزائے موت کا حکم دیا۔

حکم سناتے وقت جج صاحب نے یہ الفاظ کہے تھے۔

پیرون لال تم دنیا کے ان چند مشہور آدمیون میں ہو جنھون نے اپنی شہرت خلق خدا کے ستانے سے اور خدا کے بندون کو نقصان پہونچانے سے پائی خادم علی تمھارا محسن تھا اسنے مثل بیٹے کے تمھاری پرورش کی اور تمنے اسکے ساتھ محض ایک دنیاوی عہدہ کی لالچ میں اتنی عظیم برائی کی اسلیے میری راے میں جسقدر جلد تم دنیا سے الگ ہو جاؤ اتنا ہی زیادہ مفید ہے اور اسلیے میں تمھارے لیے سزاے موت تجویز کرتا ہون۔ مجھکو یقین ہے کہ تم خدا کی سرکار میں بھی اپنے افعال کے لیے روسیاہ ہوگے

پیرون لال اسکو سنکر رونے لگا اور جیل چلا گیا

مسٹر ہیریس اس فیصلہ کو سنکر بہت خوش ہوے اور حسب خواہش انکے خاص فیروز نگر کچہری کلکٹری کے سامنے اسکو پھانسی دیگئی اسدن بھی صدہا آدمیون کا ہجوم تھا لیکن یہ عجیب بات تھی کہ اس جوان مرگ کے بے وقت [illegible] پر کسی کی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہ [illegible] کسی کی زبان سے چون بھی اسکے پھانسی پانے پر افسوس کا نہ نکلا اس مجمع میں اگر کوئی رونے کی آواز سنائی دیتی تھی تو بیشک اسکے بڈھے باپ کی تھی وہ بھلا کیونکر نہ روتا اسکا اکلوتا بیٹا اسکا سپوت بیٹا اسکا با اقبال بیٹا اس طرح اسکے سامنے پھانسی پائے اسکے ہرے بھرے گھر کو اجاڑے اسکو لاولد کا بدنصیب خطاب دے اور وہ نہ روئے؟ یہ کیونکر ممکن تھا۔ وہ برا تھا یا بھلا۔ ایماندار تھا یا بے ایمان جعلیا تھا یا فریبی اسکا نور چشم تھا اسکا لخت جگر تھا اسکے گھر کا چراغ تھا۔ اسکی نوجوان بہو کا بیوہ ہونا اسکی بڈھی جورو کا اپنے اکلوتے بیٹے کو ہمیشہ کے لیے رخصت کرنا یہی سب باتیں تھیں جو بدنصیب چھدمی لال کے زندہ درگور ہونے کے لیے کافی تھیں۔

باب سی و یکم

سید دیانت حسین کا عروج

ان تمام واقعات کے بعد مسٹر ہربین پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ سچائی کیا چیز ہے اور بناوٹ کیا شے ہے انکو یہ پورا تجربہ ہو گیا کہ ابھی تک ہمارے ہندوستانیوں میں ایسی تہذیب اور شائستگی بہت ہی کم لوگوں میں آئی ہے کہ وہ ایک منٹ بھی خود غرضی اور جوڑ توڑ سے اپنے کو الگ رکھ سکیں غول کے غول مخبروں کا بیان انکو اب معلوم ہوا کہ

بناوٹ کی تھی ساری جادوگری

یہ بھی مسٹر ہربین پر ثابت ہو گیا کہ کیسا ہی لائق اور منصف مزاج آدمی کیوں نہو جب ہمیشہ اسکے کانوں میں طرح طرح کی خبریں پڑا کریں گی تو وہ کسی طرح جھوٹ اور سچ میں تمیز نہیں کر سکتا وہ اب بھی جان گئے کہ میر دیانت حسین کس لیاقت اور کس اعتبار کے قابل آدمی تھے جیسے کہ یہ کل حالات مسٹر ہربین پر آئینہ ہوئے انکو دیانت حسین سے بہت ہی انفعال تھا اور ہمیشہ وہ اس فکر میں رہتے تھے کہ کسی طرح اسکی تلافی کرنا چاہیے تو اسمیں کچھ شک نہ تھا۔

گر صد ہزار لعل و گہر ہا بہی چہ سود
دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ

مگر بہرحال مسٹر ہربین جو ایک بالطبع فیاض و نیک نہاد افسر تھے جیسا کہ عموماً انگلشمین ہوا کرتے ہیں انھوں نے اس انقلاب کی ایک خاص رپورٹ گورنمنٹ میں بھیجی اسمیں فیروزنگر کے لوگوں کی شرارت اور دیانت حسین کے حالات کو بالتشریح لکھکر گورنمنٹ سے یہ خواہش کی کہ سید دیانت حسین نٹو سول سروس میں سے لیے جائیں چنانچہ ہر اعتبار سے وہ ہر طرح اسکے مستحق تھے کیونکہ ایک بڑے باپ کے بیٹے تھے لیاقت میں بھی وہ ایک عمدہ انگریزی دان تھے اور مشہور ذہین اور متدین افسر تھے عمر بھی انکی ابھی زیادہ نہ تھی۔ مسٹر ہربین نے یہ بھی سفارش کی تھی کہ راجہ کا خطاب جو انکے باپ راجہ سید لیاقت حسین خانصاحب بہادر کا تھا انکو بھی گورنمنٹ سے دیا جاوے الحمدللہ وہ رپورٹ منظور ہوئی اور دفعتاً سید دیانت حسین کے نام گورنمنٹ سے یہ تار آیا کہ تمکو راجگی کا خطاب عین حیات عطا ہوا اور تم اسسٹنٹ کمشنر فیروزنگر مقرر کیے گئے۔ اس تقرر کو عام طور پر ہر گروہ نے پسند کیا اور ہر قوم کے لوگ مسٹر ہربین کی منصف مزاجی کے از حد شکر گزار ہوئے۔

اے خدا جسطرح تو نے سید دیانت حسین کی دیانت کو برقرار رکھا جسطرح تو نے ایمانداری کے انعام میں انکی مدد کی انکو تمام مصیبتوں سے بچایا اسی طرح تو تمام متدین ملازمان سرکار کے ساتھ ہو اور انکے ہمقوم بھائیوں سے جو مثل برادران یوسف ہوں انکو محفوظ رکھ ع

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

باب سی و دوم

مسٹر اسسٹنٹ کمشنر دیانت حسین

جیسے ہی سید دیانت حسین اسسٹنٹ کمشنر ہوے انھوں نے فیروزنگر سے اپنے تبادلہ کی خواہش کی گو مسٹر ہربین نے انھیں بہت روکا لیکن گورنمنٹ نے مسٹر دیانت حسین کی درخواست پسند کی اور ضلع جہان آباد کو انھیں تبدیل کیا جہان آباد ایک چھوٹا اسٹیشن تھا لیکن دلچسپ اور آب و ہوا کی خوبی میں از حد مشہور تھا مسٹر دیانت حسین کو

خوش نصیبی سے ایک لب دریا بنگلہ مل گیا اُسمین قیام فرمایا۔

جب وہ جہان آباد آئے تو ضلع مین مسٹر جان برون صاحب ڈپٹی کمشنر تھے اور مولوی حکمت اللہ اور رائے دیبی لال اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے منشی رحیم اللہ منصف تھے مسٹر برون ایک نئے فیشن کے ذی اخلاق آدمی تھے مگر شعر کا از حد شوق تھا اسوجہ سے کام مین بہت توجہ نہ تھی کھیل تماشے مین زیادہ وقت بسر کرتے تھے مولوی حکمت اللہ صاحب چپراسی کے عہدہ سے ملازمت سرکار مین داخل ہوئے سر جان کیمبل جب کمشنر ہوئے انھون نے جمعدار کردیا رفتہ رفتہ سررشتہ دار تحصیلدار اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہوئے عمر قریب چھتر برس کے تھی لیکن سرکاری کاغذات مین صرف پینتالیس برس درج تھی صاحب ڈپٹی کمشنر مولوی صاحب کی بڑی خاطر کرتے تھے مولوی صاحب کی رشوت ستانی زبان زد خاص و عام تھی اور ایسا عام طور پر انکا دروازہ کھلا تھا جو چاہے وے آئے ایک روپیہ سے لیکر جو کچھ ملے انکے یہان انکار نہ تھا سر اجلاس رشوت لیتے تھے لیکن ایسے تھے کہ چہرہ پر شکن تک نہ آتی تھی۔

چپراسی اردلی۔ خدمتگار۔ باورچی سبھی محرم راز تھے اور کچہری مین گھوما کرتے تھے جہان کوئی مقدمہ اَلاملا پھانس کر ڈپٹی صاحب کے سامنے لیجاتے تھے۔ اور ڈپٹی صاحب اچھی طرح مونڈ لیتے تھے۔ ڈپٹی صاحب کے اختیارات ایسے وسیع تھے کہ دفتر مین انکے تمام اعزہ و اقارب جمع تھے۔ محافظ دفتر انکا حقیقی چھوٹا بھائی۔ ناظر کلکٹری انکا سالہ تھا۔ دفتری ڈپٹی صاحب کا حقیقی داماد الغرض تمام کنبہ انکا جہان آباد مین جمع تھا۔

رائے دیبی لال صاحب انگریزی دان ڈپٹی تھے اور وہی انچارج خزانہ تھے۔ بارہ برس سے اس ضلع مین تھے اور راستی مین یہ بھی اعلیٰ درجے کے تھے۔ لیکن انکا طریقہ رشوت ستانی جداگانہ تھا یہ مقدمات مین رشوت کم لیتے تھے جبتک ہزار پانچسو نہ ملے ہاتھ نہ ڈالتے تھے لیکن روسا اور مہاجنون کا ناک مین دم کیے رہتے۔ آج اس بابو کی ٹم ٹم عاریت منگوالی اور پھر لکھ بھیجا کہ بندہ زادہ کو آپکا ٹم ٹم بہت پسند ہے اودہ روتا ہے لہذا واپسی سے مجبوری ہے کل فلان راجہ سے ایک ہزار روپیہ قرض منگوا بھیجا اور ڈکار تک نہ لی۔ پرسون آن نوابصاحب کے ہان سے خیمہ منگوایا اور واپس نکیا رائے صاحب گو متدین نہ تھے لیکن اپنے کو ایجا بدلیں جانتے تھے اور اسی گھمنڈ پر اکثر حکام سے لڑا کرتے تھے اور یہی سبب تھا کہ مسٹر برون انسے رضامند نہ تھے۔

لالہ جھنگولال صدر تحصیل کے تحصیلدار تھے یا یہ تو بہ ایک ذرا تیز آدمی تھا مگر انتہا درجہ کو ظالم اور غیر خدا ترس شخص تھا اور بد دیانت۔ مسٹر برون اسکو بہت ہی اچھا جانتے تھے اور دو ایک مرتبہ قائم مقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھی کر چکا تھا اسکا حقیقی چھوٹا بھائی منگولال صاحب اسسٹنٹ کمشنر کے اجلاس کا سررشتہ دار تھا اور وہی مسٹر دیانت حسین کے حصہ مین پڑا تھا۔

مسٹر دیانت حسین جہان آباد مین پہونچکر سب سے پہلے مسٹر برون سے ملنے گئے مسٹر برون نے نہایت تپاک سے انکو لیا اور بہت ہی محبت سے پیش آئے۔

برون۔ فیروزنگر کے لوگ بڑے بے ایمان تھے آپکو بڑی تکلیف پہونچائی۔

دیانت حسین۔ وہین پر کیا منحصر ابھی ہندوستان مین عام طور پر یہی حال ہے۔

برون۔ نہین دیانت حسین ہمارے ضلع مین امن بہت بناہ ہے اور سوا ڈپٹی دیبی لال کے اور بھی ڈپٹی [illegible]

کوئی تعلق دوستی نہین ہے۔

دیانت حسین۔ مین نہایت ہی خوش ہوا خدا کرے آپکا اندازہ صحیح نکلے۔

میرودن۔ آپ ضرور اسکی جانچ کیجیے اور آپ جو انتظام ضلع مین مناسب سمجھین کیجیے۔ مین پورا آپکو اختیار دیتا ہون۔ مین نے خاص جہان آباد کا آپکو منتظم ضلع کیا ہے اور تمام دفتر آپکے متعلق کردیے ہین اور نیز آبکاری و اسٹامپ۔ آپکا جی چاہے خزانہ بھی لے لیجیے۔

دیانت حسین۔ نہین اس سے معاف کیجیے میرا جی خزانے کے کام مین نہ لگیگا۔

دیانت حسین آٹھ بجے صبح سے گیارہ بجے تک اُن صاحب کے پاس رہے اور آپسمین بڑی دوستی اور بے تکلفی ہوگئی۔

گیارہ بجے مسٹر میرودن دیانت حسین کو اپنی گاڑی پر کچہری لائے اور دیانت حسین نے کام کرنا شروع کیا۔

تمام کچہری کے لوگ اپنے نئے اسسٹنٹ کمشنر کو دیکھنے دوڑے اور انکے اجلاس پر ایک ہجوم عمال کا ہوگیا۔

سب لوگ آکر انکو سلام کرتے تھے اور مسٹر دیانت حسین ہر شخص سے بکمال خندہ پیشانی نام اور عہدہ دریافت کرتے تھے

چار بجے صاحب ڈپٹی کمشنر کی گاڑی مین اپنے بنگلے چلے گئے

جہان آباد مین انکی آمد کی بڑی دھوم تھی اور طرح طرح کی رائین انکی نسبت قائم کیجاتی تھین۔

ڈپٹی حکمت اللہ۔ کہیے رائے صاحب نئے مسٹر کو دیکھا

رائے دیبی لال۔ جی ہان وہ تو بڑے صاحب لیگ ہین

ناظر۔ مگر حضور ہین بڑے ہنس مکھ۔

محافظ دفتر۔ اور جناب لائق بھی ہین دستخط بڑے بانکے ہوتے ہین۔

اردلی ڈپٹی حکمت علی۔ مجھے بڑے صاحب کا خانسامان کہتا تھا کہ کلکٹر صاحب کے بڑے دوست ہین۔ اور آج کھانا بھی ساتھ کھایا۔

ڈپٹی حکمت اللہ۔ ہین! انگریز کے ساتھ کھانا کھایا ابھی اسی سید احمد کے پیرو ہونگے۔

دیبی لال۔ پھر کل ملنے چلیے گا۔؟

حکمت اللہ۔ ہان چلنا تو ضروری ہے کل آٹھ بجے آئیے گا ہم آپ ساتھ چلینگے۔

دوسرا دن

دوسرے روز سویرے مسٹر دیانت حسین کے بنگلے پر ملاقاتیون کا ہجوم ہوا۔

دیانت حسین۔ اردلی دیکھو گول کمرے کا دروازہ کھولدو جو لوگ ہمارے ملنے کو آئین انکو بٹھلاؤ اور ہمے خبر کرو۔

اردلی۔ بہت بہتر حضور۔

دیانت حسین۔ اور دیکھو اگر کسی شخص سے تم ایک پیسہ بھی انعام مانگوگے یا کسی کو پریشان کروگے تو مین فوراً تمکو برخاست کردونگا۔

اردلی۔ نہین حضور جب سرکار کی مرضی نہوگی تو ہم کبھی ایسی گستاخی نہ کرینگے۔

دیانت حسین۔ دیکھو کون کون صاحب تشریف لائے ہین

اردلی۔ دونون ڈپٹی صاحب۔ راجہ ہربنس آنریری مجسٹریٹ بابو چمبر لال وکیل اور بابو مادھو داس بابو خزانہ اور تحصیلدار حاضر ہین۔

دیانت حسین۔ اچھا سب صاحبون کو بٹھلاؤ اور راجہ صاحب کو ہمارے پاس بھیجدو۔

راجہ ہربنس کی ملاقات

جیسے ہی راجہ صاحب آئے دیانت حسین نے دروازہ تک استقبال کیا بڑے تپاک سے ہاتھ ملاکر بٹھلایا۔

راجہ صاحب- آپکے بتا سے اور مجھے پتا ہوا تھا-

دیانت حسین- بیشک ہوگا آپ اور وہ ہم عمر بھی معلوم ہوتے ہین-

راجہ صاحب- آپکی اوداسی سے ہم بہت خوش ہوے اور آپکا جو بات کی تکلیف ہوے مجھے بتاو اب- آپکی طلب کیا ہے

دیانت حسین- آپ یہ کیون دریافت کرتے ہین مین تین سو ساٹھ روپیہ پاتا ہون-

راجہ صاحب- ماہواری-

دیانت حسین- (ہنسکر) جی نہین ششماہی-

راجہ صاحب- اور اوپر بھی آمد کا ہوتا ہے-

دیانت حسین- معاذ اللہ کیا آپ مجھکو ایسی ہی جانتے ہین مین رشوت نہین لیتا اور نہ کوئی شریف خیال لیتا ہوگا یہ وہی کمینہ خصلت دشمن ملک لوگ ہین جو قوم کو ذلیل کرتے ہین-

راجہ صاحب- آپ کیسی باتین کرتے ہین کا ... آس فنی بھی ہین جو گھوس نہین لیتے-

دیانت حسین- کیا آپ نے اپنے ضلع مین ایسا کوئی آدمی نہین دیکھا جو رشوت نہ لیتا ہو-

راجہ صاحب- ہمارے ضلع مین تو کوئی ایسا نہین آیا مولوی حکمت اللہ دفتری تک نہین چھوڑتے- کہتے ہین کہ تنخواہ (کھانے کا تمباکو) کو کافی ہوئی- ڈپٹی دینی لال مانگ کے جیب بھرتے نہین- چاہے اونکے عوض مقدمہ جتا دے لیو مدا چیز بھیج ب-

دیانت حسین- مجھکو آپسے یہ سن کر نہایت رنج ہوا اور مین انشاءاللہ آپکے ضلع کو اس بلا سے بہت جلد نجات دلاؤنگا- اور مین بہت شکرگزار ہوا کہ آپنے پہلے ہی روز مجھکو آگاہ کر دیا-

(راجہ صاحب رخصت ہوتے ہین)

دیانت حسین- چپراسی دونون ڈپٹی صاحبون اور تحصیلدار صاحب سے میرا سلام کہو اور میری طرف سے معافی مانگو کہ مین آنکے ملنے کے قابل نہین ہون لہذا مین انسے ملنا نہین چاہتا- وکیل صاحب اور خزانچی بابو کو بھیجدو-

وکیل صاحب اندر آگئے

دیانت حسین نے نہایت اخلاق سے دروازہ تک بڑھکر لیا اور دوستانہ باتین شروع ہو گئین-

وکیل- ہمارے ضلع مین یہ بڑا امر ہے کہ آپکے سا ... اور لائق جنٹلمین آئے ہین ورنہ یہ ضلع ہمیشہ اپنے ... عملون اور حاکمون کا تختہ مشق رہا-

دیانت حسین- مجھکو امید ہے کہ آپ سب لوگ مجھسے راضی رہینگے-

وکیل- راضی کیون نہ رہینگے جو لوٹ مار اس ضلع مین تھی کہین دنیا مین نہ ہوگی- ... فریقین سے رشوت مانگنے مین ایک عجیب تماشا ہوا ... صاحب کے ہان ایک ... کا مقدمہ پیش تھا مدعی نے ... روپیہ ... مدعا علیہ نے ... دیے ڈپٹی صاحب نے فوراً ... خارج کر دیا-

مدعی- حضور ہماری بڑی حق تلفی ہوئی ہے دونون ثبوت داخل کیے اور مقدمہ خارج ہو لیا-

ڈپٹی صاحب- ہان بھائی تیری شکایت سچ مگر مدعا علیہ نے چار ون تردید مین پیش کر دین مین کیا کرتا عجب حال ہے کوئی پوچھنے والا نہین ... کو کوئی پوچھتا ہی نہین-

دیانت حسین- اور بیشک جب حاکم خود رشوت

تو کوئی وکیل نہین کرتا - بہرحال مین یقین کرتا ہون کہ آپ مجھے مدد دینگے اور مین اسکے انسداد کی پوری فکر کرونگا
وکیل صاحب کے بعد بابو صاحب سے مختصر ملاقات ہوئی اور سب لوگ اپنے اپنے گھر تشریف لیگئے -

باب سی و سوم

ہر دو ڈپٹی صاحبان

ناظرین غالباً یہ سمجھ گئے ہونگے کہ سید دیانت حسین نے ڈپٹی حکمت اللہ اور دیبی لال سے کیون ملاقات نہین کی اگر یاد نہ رہا ہو تو مین یاد دلاتا ہون کہ فیروز نگر مین کمیٹی تارک الرشوت کے یہ بانی تھے اور غیر ستا ہین لوگون سے ملنے کی قسم کھا چکے تھے - ڈپٹی صاحبان کو سید دیانت حسین کی یہ کج خلقی سخت ناگوار ہوئی اور واقعی ڈپٹی صاحبان کی یہ برہمی حق بجانب تھی - آنکی تمام عمر مین یہ پہلا دن تھا کہ ایک ہندوستانی ہمعصر نے آنکی ملاقات سے انکار کیا اور یہ انکار بظاہر کسی وجہ سے بھی نہین - دیانت حسین خدانخواستہ بیمار نہ تھے آزاری نہ تھے - سوتے نہ تھے پھر آخر نہ ملنے کی کیا وجہ اور غضب خدا کا ایک ادنیٰ وکیل بلایا جاے ایک بیہودہ راجہ سے سرگوشی ہو اور ہم مرتبہ مجسٹریٹ واپس ہون - یہ سب خیالات تھے جو ڈپٹیون کے مزاج کو اور بھی برہم کر رہے تھے -

تحصیلدار - آخر جناب سکا سبب کیا وہ بھی ہندوستانی ہم بھی ہندوستانی ہمتو اب ہشیاب کرنے بھی نہ آوین -

حکمت اللہ - کیا جناب یہ حرکت آنکی یون ہی چھوڑ دیجائیگی ابھی ابھی چلیے اور صاحب ڈپٹی کمشنر کے آگے سر دے ماریے -

دیبی لال - جبتک میان کو نیچا نہ دکھایا

تحصیلدار - اس غرور کو تو ملاحظہ کیجیے - کیا ہو گئے مزاج ہی نہین ملتے - ابھی ابھی بڑے عہدے نہین ملتے -

حکمت اللہ - بھائی کی بات -

دیبی لال - بڑے صاحب بھی اس حرکت نہایت ناراض ہونگے -

الغرض ہر دو ڈپٹی صاحبان صاحب ڈپٹی کمشنر کے بنگلہ پر اسوقت آئے اور اطلاع کرائی

صاحب - ول ڈپٹی صاحب آپ لوگ نے سید صاحب کو دیکھا -

حکمت اللہ - حضور دیکھا اور پھر پایا انھین کی فرمایش لیکر ہملوگ حاضر ہوے ہین -

دیبی لال - حضور وہ بھی ہندوستانی ہم بھی ہندوستانی آنکو لازم تھا کہ پہلے ہملوگون سے ملنے آتے لیکن جب آنکو یہ توفیق نہوئی تو ہملوگ خود گئے - اطلاع ہوئی صاف جواب دیا کہ ہم ملنا نہین چاہتے -

حکمت اللہ - حضور ایسی ذلت ہملوگون کی ہوئی ہے کہ جا کر چھپائے اگر حضور اسکا انتظام نفرمائینگے تو ہماری بڑی آبروریزی ہوئی -

صاحب - او مسٹر دیانت حسین بڑا اچھا آدمی ہے اسوقت کوئی کام مین ہوگا ورنہ ضرور ملتا -

ڈپٹی صاحبان - نہین حضور کوئی کام نہ تھا ہملوگون کے روبرو راجہ ہربنس نرائن اور پتمبر لال کو بلایا ملاقات کی ہنسی دل لگی رہی - ہمین لوگون نے خدا جانے کیا قصور کیا تھا کہ قابل ملاقات نہین قرار پایا -

صاحب - اچھا ہم دیانت حسین سے

آپسے بتلائینگے کہ صاحب کس واسطے آپسے نہین ملا - بیشک یہ بڑے تعجب کا بات ہے دیانت حسین بڑا خلیق آدمی ہے ہم سمجھتا ہی اسمین ضرور کوئی بات ہوگا - اچھا صاحب سلام

باب سی و چہارم

جہان آباد مین انسداد رشوت کی تدبیرین

مسٹر پروان نے ڈپٹی صاحبون کی خبر بڑے بہت ہی تعجب سے سُنی وہ بار بار سوچتے تھے کہ اسکا کیا سبب ہے وہ ہرچند چاہتے تھے کہ اسکو بھلا دین لیکن انکے دلمین ایک عجب قسم کی گدگدی اس روایت نے پیدا کر دی تھی جو بار بار اس بات پر مجبور کرتی تھی کہ یہ پہیلی جلد بوجھنا چاہیے - انکو اتنا بھی صبر نہ آیا کہ ملاقات کے وقت تک انتظار کرتے انھون نے فوراً گاڑی تیار کرائی اور مسٹر دیانت حسین کے بنگلے پر پہونچے -

ڈپٹی کمشنر - کہو دیانت حسین کیا حال ہے - تم کل جلسہ مین نہین آئے ہم سب کو بڑا انتظار رہا -

دیانت حسین - کل مین ذرا کام مین پھنس گیا تھا آج ضرور آؤنگا -

ڈپٹی کمشنر - کہو ہمارے ہندوستانی ڈپٹیون کو تمنے دیکھا

دیانت حسین - خدا نہ مجکو دکھلائے -

ڈپٹی کمشنر - ہان جی یہ تو بتلاؤ تمنے انسے ملاقات کیون نہین کی وہ میرے پاس گئے تھے اور بہت رنجیدہ تھے -

دیانت حسین - مین ہرگز انسے ملنے کے قابل ہی نہین ہون - مین انجمن تارک الرشوت کا ممبر ہون اور بطور اندرونی حلف مذہبی اسکا پابند ہو چکا ہون کہ راشی اشخاص سے قطع تعلق کرونگا اور یہی سبب تھا کہ مین آپکے ڈپٹی صاحبان سے نہین ملا

ڈپٹی کمشنر - این ! کیا وہ راشی ہین -

دیانت حسین - مجھے افسوس ہے - ہان وہ راشی ہین -

ڈپٹی کمشنر - تمکو آتے ہی یہ کیونکر معلوم ہوگیا -

دیانت حسین - مجھسے دو معزز آدمیون نے بیان کیا اور انکا طرز بیان ایسا نہ تھا کہ مین اسکو یقین نکرتا - رحم ہربنس نرائن مجھسے پوچھتا تھا کہ کہین ایسے بھی ہندوستانی افسر ہین جو رشوت نہین لیتے - مجکو اسکا یہ فقرہ سن کر بڑی ہی غیرت آئی -

ڈپٹی کمشنر - مین بڑے دھوکے مین تھا مجکو ہرگز یہ توقع نہ تھی - لیکن کوئی افسر کیا کر سکتا ہے رشوت کا انسداد بہت دشوار ہے -

دیانت حسین - دشوار ہی نہین بلکہ قریب قریب غیر ممکن ہے - لیکن اگر آپ لوگ اسکے انتظام پر آمادہ ہون تو کچھ دشوار بھی نہین ہے - ابتک راشی اور متدین مین ہرگز کوئی فرق نہین اور یہی سبب ہے کہ بہت سے متدین بھی جو خدا کے ڈر سے متدین نہ تھے راشی ہوگئے -

ڈپٹی کمشنر - ہم لوگ کیا کر سکتے ہین -

دیانت حسین - بہت کچھ اگر ہندوستانیون کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ لوگ فی الاصل راشی سے نفرت کرتے ہین انکی ترقی نہین کرتے انسے ترک ملاقات کرتے ہین اور برخلاف اسکے متدین لوگون سے ہمدردی کرتے ہین انکی ترقی مین دیانت کا خیال کیا جاتا ہے تو آپ دیکھین کہ کسقدر جلد ہندوستانی درست ہو جاتے ہین - ہندوستانی جتنا انگریزون سے ڈرتے ہین خدا سے اتنا نہین ڈرتے -

ڈپٹی کمشنر - لیکن دیانت حسین ہندوستانی تو سب اکثر بے طرح بگڑ چکے ہین انمین متدین ملنا بھی تو دشوار ہے -

دیانت حسین - نہین یہ بھی آپکی غلطی ہے - اگر آپ

اچھے خاندان کے معزز تعلیم یافتہ نوجوان معزز عہدون پر مقرر کرین اور وہ یہ سمجھیں کہ دیانت بھی ایک ذریعہ عزت کا ہے تو ہرگز اُنسے بد دیانتی نہو گی۔

دیکھیے آجکل کے نئے فیشن کے ڈپٹی کلکٹر اور تحصیلدار ہرگز رشوت نہین لیتے

ڈپٹی کمشنر۔ مین بھی تمسے اقرار کرتا ہون کہ اُنسیون سے ہرگز نہ ملونگا جبتک وہ اپنی عادت ترک نکرین اور جو کچھ تمسے اسمین انتظام ہوسکے بے تکلف کرو مین تمھارا شریک ہون اور جب تمکو کسی کی رشوت ستانی معلوم ہو مجھسے ضرور اطلاع کرنا اُسکا پورا بندوبست کرونگا۔

دیانت حسین۔ مین نہایت شکرگزار ہون کہ آپنے ایسے اچھے کام مین میری مدد کا وعدہ فرمایا مسٹر ٹیرسن اور ڈلن میرے بڑے بہی خواہ ہین اور ہمیشہ وہ رشوت کے انسداد کی فکر مین رہتے ہین۔ لیکن مسٹر بردن اگر بُرا نمانو تو ایک بات مین اور کہون جسطرح والدین کے افعال کا اولاد پر اثر پڑتا ہے ویسا ہی افسرون کے افعال کا ماتحتون پر۔

ڈپٹی کمشنر۔ (گھبرا کر) مین ہرگز رشوت نہین لیتا۔

دیانت حسین۔ یہ مین جانتا ہون کہ تم رشوت نہین لیتے لیکن ڈالیان لینا تحفہ تحائف قبول کرنا کبھی گھوڑا مانگ مانگ بھیجنا یہ سب رشوت ہی ہے غرض کوئی کسیکو نہین دیتا۔ دیکھو پڑوس مین مسٹر انڈرسن پنشن یافتہ سپرنٹنڈنٹ پولیس رہتے ہین کوئی اُنکے ہان جاتا ہی نہین میری راے ہی کہ اس سے بھی احتراز ضروری ہے۔

ڈپٹی کمشنر۔ مین تمسے وعدہ کرتا ہون کہ آج سے مین کسی کی ڈالی وغیرہ نہ لونگا۔ واقعی یہ نہایت ہی شرمناک عادت ہملوگون مین پڑ گئی ہے۔

دیانت حسین۔ ایک بات اور بھی ضروری ہے اگر کہو تو بیان کرون۔

ڈپٹی کمشنر۔ شوق سے کہیے۔

دیانت حسین۔ مین نے سنا ہے کہ آپ کام مین اپنے عمال کا بہت اعتبار کرتے ہین اور عملون کی سفارش بہت سنتے ہین۔ تھوڑی سی محنت آپ گوارا کیجیے تو عملون کا زور بالکل ٹوٹ جاے۔

ڈپٹی کمشنر۔ بہت کام اور کھیل کچھ نہین۔ آدمی کو سست کر دیتا ہے۔ ہا ہا ہا ہا ہا۔

دیانت حسین۔ مین کھیل کو منع نہین کرتا۔ کام بھی کرو اور کھیل بھی۔

ڈپٹی کمشنر۔ اچھا مین اب سب کام اپنے ہاتھ سے کرونگا اور تم بہت جلد سنوگے کہ مین نے کیسا عمدہ انتظام کیا۔

دیانت حسین۔ بہت بہت شکریہ۔

مسٹر بردن رخصت ہو کر اپنے بنگلے لئے۔ اور جاتے ہی چپراسی کو پکارا۔

چپراسی۔ صاحب۔

صاحب۔ چپراسی دیکھو جو کوئی ڈپٹی صاحب یا تحصیلدار خواہ کوئی عملہ ہماری ملاقات کو آوے اُس سے صاف کہدو کہ پہلے دیانت حسین صاحب اسسٹنٹ کمشنر سے ملاقات کر آوے تب ہم ملیگا اگر چھوٹا صاحب نے نہین ملاقات کریگا تو ہم بھی نہین ملیگا۔

اُسی دن سے جہان آباد کی ہوا بدلی اور تمام ضلع مین اسکی طرح طرح شہرت ہوئی کوئی کہتا تھا کہ مسٹر دیانت حسین اس ضلع کے انتظام کو گورنمنٹ سے تعینات ہوے ہین کوئی کہتا تھا کہ بردن صاحب نے خود آنکو انتظام رشوت کے لئے بلایا تھا۔ کسی کا قول تھا کہ بردن صاحب اور دیانت حسین فقیر کا بھیس بدلکر رات کو سب عملون مین گھومتے ہین

ناچ رنگ دعوت تواضع سب یکقلم لوگون مین بند ہو گئی
اور ہر شخص بجائے خود خائف تھا اگر کوئی بھی گروہ اس
دیانت گردی مین خوش تھا تو وکلا اور زمیندار الی
ورنہ تمام عمال ہیجان ہو رہے تھے۔

مسٹر دیانت حسین نے دو ہی چار دن کی کچہری مین
یہ امر ثابت کر دیا کہ وہ اسطرح لائق اور اسطرح بے رو رعایت
افسر ہین تمام اہل مقدمہ کو انہین اعتبار ہو چلا اور اگر
ذرا بھی کوئی اہلکار کچھ بدسلوکی کرتا فورا آن تک اطلاع
ہوتی تھی ادھر صاحب ڈپٹی کمشنر نے بھی خود کام کرنا چھوڑ دیا
اور وہ اور بھی وقت سے خوش ہوا۔ اگر کوئی جگہ خالی ہوتی
اسکے انتظام کے واسطے نہ ہر رشتہ دار سے صلاح پوچھی جاتی تھی نہ
ڈپٹی حکمت اللہ بلائے جاتے۔ دیانت حسین جسکو چاہتے
مقرر کر دیتے۔ لیکن دیانت حسین کے آوردے نہ آشنا
رشتہ دار ہوتے۔ نہ متوسل۔ یا کسی کالج کے تعلیم یافتہ
گریجویٹ یا انڈر گریجویٹ ہوتے یا کسی معزز خاندان کے
تعلیم یافتہ نوجوان۔ تمام عمال مین یہ مشورے ہوتے تھے
کہ اسکول کے لونڈے کام کیسے کرینگے خواہ مخواہ نکالے جاینگے
لیکن وہ اسکو بھی خوب جانتے تھے کہ یہ دیانت حسین کا
راج ہے انکے آوردے کو نکالنا ٹیڑھی کھیر ہے۔ ادھر
صاحب ضلع نے تمام افسرون سے ملنا چھوڑ دیا تھا اسکا
بھی اثر جدا پڑا۔ ڈپٹی دیبی لال نے فورا اپنا تبادلہ
کرا لیا اور انکے جگہہ بابو آتما داس بی اے تشریف لائے
اور یہ بھی مسٹر دیانت حسین کے گروہ مین داخل ہوئے۔

باب سی و پنجم

راجہ جہان آباد کا مقدمہ

ادھر جہان آباد مین دیانت دیانت ہی تھی ادھر
ایک نیا گل کھلا یعنی راجہ ہربنس نرائن نے ایک پٹواری کو
مار ڈالا۔ کنجبہاری لال نامے ایک پٹواری راجہ صاحب کا
قدیم دشمن تھا ہمیشہ انکے خلاف گواہیان دیا کرتا تھا
اور راجہ صاحب اس سے سخت پریشان رہتے۔ ہربنس ایک دن
شکار کو جاتے تھے۔ راستہ مین پٹواری ملا راجہ صاحب کی
آتش غضب تیز ہوئی پٹواری نے خدا جانے کیا گستاخی کی
کہ راجہ صاحب نے بندوق فیر کر دی اور کنجبہاری کا شکار کر ڈالا
راجہ صاحب کی طرف سے فورا پورا انتظام کیا گیا
پولیس و حاکم پرگنہ یعنی ڈپٹی حکمت اللہ موافق کر لیے گئے
اور بہ اطمینان تمام پولیس نے کارروائی شروع کی۔

راجہ کے ایک ملازم نے اقبال کیا کہ اسکی بندوق
اتفاقیہ سر ہو گئی اور کنجبہاری مر گیا۔ پولیس نے اسی
ملازم کو چالان کیا اور ڈپٹی حکمت اللہ کے اجلاس مین یہ
مقدمہ پیش ہوا۔ راجہ صاحب سے کسی نے پوچھا بھی نہیں
دو چار۔ ذریعہ مسٹر دیانت حسین کو کل حالات کی
اطلاع ہوئی اور یہ بھی خبر پہونچی کہ دس ہزار روپیہ
ڈپٹی صاحب کو اس مقدمہ مین ملنے والا ہے وہ فورا
صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس چلے گئے۔

دیانت حسین۔ براون آج بڑا بھاری شکار لایا ہون
مسٹر براون۔ کیا دیانت حسین خیریت تو ہے
دیانت حسین۔ تمنے کنجبہاری پٹواری کے قتل کا
حال سنا۔
مسٹر براون۔ ہان مین نے سنا ہربنس کے
کسی سپاہی نے مار ڈالا اور شاید وہ اقبالی بھی ہے۔
دیانت حسین۔ یہ محض غلط خبر ہے خود ہربنس کے
ہاتھ سے وہ مارا گیا اور حکمت اللہ کو دس ہزار روپیہ
مقدمہ مین دیا گیا ہے یا دیا جانیوالا ہے

بڑی بھاری رقم ماری - یہ مقدمہ میرے اجلاس مین فوراً منتقل کردو مین اصلی مجرم برامد کرونگا -

مسٹر بردن نے وہ مقدمہ اسیوقت مسٹر دیانت حسین کے اجلاس مین منتقل کردیا اور دیانت حسین سرگرم تحقیقات ہوگئے انھون نے خفیہ طور پر تحقیقات کی اور مقتول کی عورت کو طلب کرکے مفصل حال دریافت کیا خوش نصیبی سے سید دیانت حسین کو دو گواہ چشم دید ملگئے ایک انگنو کوہی جو موقع واردات کے قریب کھیت مین وہان گھاٹ رہا تھا اور جب ہربنس نرائن نے بندوق چلائی اسنے غل مچایا لیکن راجہ نے اسکو روک دیا - دوسرا گواہ بیت سپاہی تھا یہ بھی وہین اپنے کھیت مین تھا اور اسنے بھی راجہ کو بندوق چلاتے دیکھا تھا جس سپاہی نے قتل سے اقبال کیا تھا تحقیقات کرنے پر ثابت ہوا کہ وہ اس وقت جہان آباد مین جوئے مین تھا

الغرض سارے ہربنس نرائن ملزم قرار پائے اور سید دیانت حسین کے اجلاس مین مقدمہ کی پیشیان ہونے لگین بیرسٹر اور وکلا دور دور سے بلائے گئے اور شملہ سے بھی ایک بیرسٹر آیا تھا -

دوران مقدمہ مین دیانت حسین کے پاس اکثر گمنام خطوط آتے تھے کہ اگر تمنے راجہ کو بری نہ کردیا تو تم اپنی جان سے صبر کرو - مسٹر دیانت حسین کو ان دھمکیون کی کوئی پروا نہ تھی اور وہ بڑی مضبوطی سے مقدمہ کی کاروائی مین مصروف تھے -

ہنوز مقدمہ ختم ہوا تھا کہ ایک روز آٹھ بجے شب کو دیانت حسین کے پاس انکا اردلی آیا -

اردلی - اگر جان بخشی ہو تو مین کچھ عرض کرون -

دیانت حسین - کہو کیا کہنا چاہتے ہو -

اردلی - حضور ناراض ہون تو مین کہون -

دیانت حسین - نہین ہم ہرگز ناراض نہونگے -

اردلی - راجہ ہربنس نرائن کے بیٹے مجکو ملے تھے اور وہ حضور سے ملنا چاہتے ہین -

دیانت حسین - کس واسطے -

اردلی - حضور حضور وہ -

دیانت حسین - بولو کیا کہنا چاہتے ہو ڈرو مت -

اردلی - اگر حضور ہربنس نرائن کو چھوڑ دین اور انکی آبرو بچا دین تو وہ ایک لاکھ روپیہ حضور کے نذر کرین اور ایسی رقمین تو صاحب لوگ بھی لے لیتے ہین -

دیانت حسین - ہمارے سامنے سے تم چلے جاؤ اور ایسی بات پھر مت کہنا اگر ایک لاکھ نہین وہ ایک کروڑ مجکو دین تو مین لات نہ مارون - مین ایمان فروشی کرنے نہین نکلا ہون -

دیانت حسین پر واقعی یہ وقت بہت ہی سخت تھا انکی حالت کے آدمی کے واسطے ایک لاکھ روپیہ کم نہ تھا اور اسکا واپس کرنا ایک مشکل کام تھا - لیکن انکا عقیدہ ثابت قدم رہا دوسرے دن انھون نے ہربنس رائے کو سشن سپرد کردیا اور بالآخر عدالت سشن سے ہربنس رائے کو سزاے موت دیگئی -

دیانت حسین کی اس لیاقت اور ایمانداری کی ازحد تعریف ہوئی اور تمام ضلع مین لوگ انکا لوہا مان گئے مسٹر بردن نے بھی ازحد شکر گذاری کی -

مولوی حکمت اللہ یہان سے علیحدہ کیے گئے اور انکے اعزہ کی بھی تبدیلیان ہوگئین -

اس مقدمہ کے بعد دیانت حسین کے دشمنون کی تعداد جہان آباد مین بہت بڑھ گئی اور ہزارہا آدمی انکے تشنہ خون تھے کوئی دن ایسا ہوتا تھا کہ دو چار گمنام

خطوط انکے پاس نہ آتے ہون۔ آٹھین ہزار ہا گالیان لکھی ہوتی تھین اور یہ دھمکی ہوتی تھی کہ بہت جلد ہم جس نرا بچکے پاس تم بھی بھیجے جاؤگے۔ دیانت حسین بالطبع ایک جوانمرد اور جری شخص تھے ایسی گیدڑ بھبکیوں کو وہ خیال مین بھی نہ لاتے تھے مسٹر بیروان نے بھی انکو سمجھایا کہ اپنی حفاظت کا کچھ انتظام کرلو لیکن وہ ہمیشہ ہنسکر ٹال دیتے تھے۔

باب سی و ششم

مسٹر دیانت حسین کی شہرت

راجہ جہان آباد کے مقدمہ کی شہرت ایسی نہ تھی جو مسٹر دیانت حسین کی لیاقت اور دیانت کو پوری رونق نہ دیتی تمام انگریزی اور اردو اخبارات مین اسکا تذکرہ بہ کمال آب و تاب شائع ہوا۔ اور ملک کے ہر حصہ سے دیانت حسین کی مدح و ثنا کی صدائین آتی تھین۔

مسٹر پٹرسن جوڈیشنل سکرٹری گورنمنٹ جو دیانت حسین کے بڑے پرانے دوست اور انکے حالات سے پورے آگاہ تھے اس کامیابی کو سنکر نہایت خوش ہوے اور انھون نے مسٹر دیانت حسین کو یہ چٹھی لکھی۔

میرے پیارے دیانت۔

مجھکو امید ہے کہ تم جہان آباد کو بہت پسند کرتے ہوگے وہ بہت ہی اچھا چھوٹا اسٹیشن ہے اور تمکو کامیابی کے ساتھ بڑا موقع ہے۔

مین نے دلی مسرت سے اخبارات مین جہان آباد کے مقدمے کے حالات دیکھے جس کامیابی سے آپنے ایسے متمول اور ذی اختیار ملزم کو سزا دلائی وہ بیشک قابل تعریف ہے اور میری دلی مبارکباد قبول کیجیے۔ مین نے تمام مسل مع بیانات جارلس کو دکھلائی اور لفٹنٹ گورنر خواہش کرتے ہین کہ مین انکی طرف سے انتہا شکر گزاری آپ تک پہونچاؤن۔ مجھکو معلوم ہوا ہے کہ سر جان نے تمھاری دیانت اور لیاقت کی بابت ایک خاص رپورٹ گورنمنٹ ہند کو بھیجی ہے اور مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ بہت زمانہ نہ گذریگا کہ مین تمکو اسٹار آف انڈیا لکھونگا۔

مین نے بہت افسوس کے ساتھ سنا کہ جہان آباد کے لوگ تمسے رنج رکھتے ہین اور تمکو طرح طرح کی دھمکیان دیتے ہین مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ یہ سب اشتعال چند روزہ ہے اور جو جو زمانہ ترقی کرتا جائیگا یہ سب لوگ تمھارے شکر گزار ہوتے جائینگے لیکن اگر تمکو وہان کی سوسائٹی سے خوف ہو تو مجھکو فوراً اطلاع دو مین تمکو دوسرے ضلع مین تبدیل کرا دونگا جو کچھ میرے امکان مین ہے مین ہمیشہ تمھارے لیے اسکو مستعد ہون۔

مین شروع موسم سرما مین وطن جانیوالا ہون مسز پٹرسن مجھسے کہتے ہین اگر کیا اچھا ہوتا اگر دیانت حسین بھی ہمارے ہم سفر اور وطن مین ہمارے مہمان ہوں۔

تمھارا دلی دوست۔ پٹرسن

مسٹر دیانت حسین نے یہ خط پڑھکر بہت خدا کا شکر کیا انکی محنت ٹھکانے لگی اور لفٹنٹ گورنر نے اظہار مسرت کیا۔ اسٹار آف انڈیا کے خطاب کی انکو کوئی مسرت نہ تھی کیونکہ وہ بمقابلہ ان خطابون اور بڑی بڑی عہدون کے اپنی عزت کی جو انکے ملک والون کے دل مین ہے زیادہ قدر کرتے تھے مسٹر پٹرسن کے اس جملہ کو جو انھون نے تبدیل کرنے کو لکھا تھا ہمیشہ معرف رکھتے تھے وہ جانتے تھے کہ مین سرکار کا نوکر ہون لیکن ملک کی خدمت کرنے کو اگر ملک مجھسے راضی ہے تو گویا مین نے اپنی خدمات کا انعام پالیا۔

مسٹر دیانت حسین اس جملہ کو پڑھکر بہت ہنسے تھے جو

رعیتیوں کے بارے میں مسٹر پیرسن نے اپنی چٹھی میں لکھا تھا
وہ خوش نصیب تھا اور جوانمرد تھے کہ ان کو رعیتیوں کی ذرا
پرواہ نہ کرتے تھے۔ مطلب یہ ہمیشہ اپنے کام کو کرتے تھے وہی
اچھا سمجھ کر کرتے تھے تو کسی کی کچھ پرواہ نہ کرتے تھے۔ انکی خوشامد
جیسا انسان کو بھی گوارا نہ تھی۔ اور اسی وجہ سے
وہ وہاں سے جایا نہ کرتے تھے۔ لیکن مسٹر پیرسن کا پیام
البتہ ایسا تھا کہ وہ اسکو ٹال جاتے۔ انگلینڈ جانے کا
انکو لڑکپن سے شوق تھا اور مسٹر پیرسن سے وہ کئی مرتبہ
اپنا ارادہ بھی ظاہر کر چکے تھے لیکن دو امر مانع تھے اول تو
انکے پاس اتنا روپیہ نہ تھا کہ سفر یورپ کو کافی ہوتا دوسرے
کوئی ایسا دوست ساتھی نہ تھا۔ مانع دوم تو جاتا رہا یعنی مسٹر
و مسٹر پیرسن تیار تھے بہتر ساتھی سفر کون مل سکتا تھا۔ مانع
اب صرف روپیہ کی ضرورت تھی اور یہی سب سے اول چیز تھی
بغیر روپیہ کوئی کام نہیں ہو سکتا بقول شاعر

اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

ہمارے دیانت حسین کے پاس اگر کچھ تھی تو روپیہ کی کمی تھی۔
تین سو پچاس روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے تھے انگریزی طریقے سے رہتے تھے
بنگلہ کا کرایہ گھوڑا گاڑی انگریزی کپڑے نوکر چاکر سب میں
خرچ ہو جاتا تھا۔ ساٹھ روپیہ اپنی ماں کو بھیجتے تھے اور
تین سو روپیہ میں اپنے دن کاٹتے تھے۔ انکی مفلسی اور
تکلفات سے جو لوگ آگاہ تھے وہ انکی دیانت کی اور بھی
زیادہ قدر کرتے تھے۔ واقعی جو لوگ صاحب اقبال اور عہدوں پر
ہیں اور وہ رشوت نہ لیں تو کوئی بڑا کام نہیں لیکن وہ
غریب جو محتاجی میں زندگی بسر کرتے ہوں بال بچوں والے پریشان
رہتے ہوں اور پھر اپنی نیت ڈانواں ڈول نہ کریں مرد ہیں
مسٹر دیانت حسین نے چندہ ٹکٹ لاٹری میں پانچ ٹکٹ
خرید کیے تھے وہ اسی امید میں تھے کہ اگر لاٹری کا پہلا انعام
پچاس ہزار روپیہ انکی خوش نصیبی سے نکل آئے تو وہ فوراً
انگلینڈ چلے جائیں چنانچہ انہوں نے مسٹر پیرسن کو بھی ہوا
لکھا تھا گو یہ شیخ چلی کے سے منصوبے تھے لیکن

آسمان تقبل کرے نہ میں انکی بات
ہو اس سے مایوس امیدوار

اس عرصہ میں مسٹر دیانت حسین نے اور بھی بہت
اچھے اچھے کام کیے اور ڈپٹی کلکٹر کو نہایت راضی کیا
جہان آباد میں بالخصوص اور تعلقہ کے کل ہندوؤں اور مسلمانوں کا
مجمع تھا یا اب دیانت حسین کی بدولت گریجویٹ ڈپٹی کلکٹر
کے سوا تعلقہ کے عملہ میں دوسرا کوئی نہ رہتا تھا۔ جو لوٹ
ایسی نوچ کھسوٹ کچہری میں مچی تھی وہ بالکل مٹ گئی اور تمام
اہل معاملہ زمیندار اور رعایا خوش خوش آتے تھے کچہری سے
واپس جاتے صحبت کا اثر واقعی بہت ہوتا ہے جو پرانے
وقت کے دو چار عملے ضلع میں رہ گئے تھے انہوں نے بھی
رشوت ستانی ترک کر دی۔ جہان آباد کی جو آجکل حالت ہے
وہ وکیل کی مکالمت سے بخوبی ثابت ہو سکتی ہے

ایک روز حافظ نذر کلکٹری جو پرانی قطع کے ایک
اہلکار تھے اپنے گھر میں بیٹھے تھے بیچارے یا تو ہمیشہ جب
کچہری سے لوٹتے دو چار روپیہ اپنی بی بی کے ہاتھ دھرتے
اور اب زمانے کا رنگ دیکھ کر انہوں نے بھی رشوت لینا ترک
کر دیا تھا کچہری سے خالی ہاتھ آتے اور کھانا کھا کر سو رہتے تھے
انکی بی بی نے آتے ہی یوں گفتگو کی۔

بی بی - بھلا یہ تو بتاؤ کہ آج دو مہینے سے تم کیا ہاتھ سو اتھلے دیکھتے ہو

میاں - کیوں یہ تم نے کس وجہ سے پوچھا

بی بی - آج پوچھا وجہ یہ ہے کہ تم خالی ہاتھ کچہری سے آتے ہو

ایک پیسہ بھی نہیں تمہارے لڑکے آوارہ ہوئے جاتے ہیں کرایا
پچھی سے لوٹ کر مٹھائی کھانے کو کچھ دینگے اور پچھارے
اپنا سا منھ لیکے رہجاتے ہیں۔

میان - منھ تو مین تمہارا ہی دیکھتا ہون۔

بی بی - نوج میرا منھ ایسا منحوس ہوتا تو تم تہمت رکھتے ہو

میان - مین نے تمہارے منھ کو منحوس نہین بتایا تم خفا
کیون ہوتی ہو۔

بی بی - پھر آخر کیا سبب ہے۔

میان - مین نے اب رشوت لینا ترک کر دی۔

بی بی - کیون سب تو بتاؤ۔

میان - ہمارے یہان مسلمان ڈپٹی جو چھوٹی صاحب
کہلاتے ہین وہ اس سے بہت حرفت ہین اور بڑے صاحب
بالکل انکے پیچھے ہین جن تمام ضلع مین مدرسے بلوا کر
لونڈے بھرتی کر دیے ہین وہ لوگ کسی سے ایک پیسہ
نہین لیتے - مثل مشہور ہے جیسا دیس ویسا بھیس اسیوجہ
ہم سب لوگون نے اپنے حقوق لینا بند کر دیا۔

بی بی - تم کو منشی کی چال چلنے کی کوئی ضرورت نہین ان
کموڑ وان کے کوئی آگے پیچھے ہوگا تمہارا خدا رکھے
دو بیٹا اور بیٹیان ہین بیاہ اور شادی کا سامان ہے
اور اس پر ... یہ گھر اچھو گرہستی کا سب چیزین
... ہوگا۔

میان - ... اللہ ... مرکب رکھیگا۔

بی بی - ... گھر کا ... جو ... پیدا ...
بی بی سے ... بھی ... گیا ... ہے
گھر کا ... ہے ... کا تم ... اور ... تمہارا ...
اب مولوی ... حرام سے ... مین ...

میان - کیا رشوت کے حرام ہونے مین کچھ شک ہے

بی بی - کیا لنگوٹی رشوت ہی سے تو کمایا دنیا بھر کا مجمع
ہے ہر وقت زبان پر رہتا ہے وہ حرام نہین۔

میان - پھر کیا کیا جاے اب کوئی اپنی آبرو بچاوے
تب آپ خوش ہون۔

بی بی - جی ہان ہمتو آپکے دشمن ہین ہم آپکی آبرو بچینگے
خوش ہونگے تو کیا دوسرا خوش ہونے آویگا۔

میان - تم تو بات بات مین فی نکالتی ہو سمجھتی ہو یہ
زمانہ پر آشوب ہے ذرا سی شکایت پر پلے برابر موقوف
ہوتے جاتے ہین اسوقت مین پھونک پھونک کر قدم رکھنا
چاہیے مین اب باہر جاتا ہون وہین سو رہونگا۔

باب سی و ہشتم

نجم الله دیانت حسین

جیسے مسٹر پٹرسن نے سید دیانت حسین کے نجم الله ہونے کی
پیشین گوئی کی ہر طرف سے افواہین مشہور ہونی شروع
ہوئین تمام یورپین حلقون مین اسکی شہرت تھی کہ عنقریب
مسٹر دیانت حسین کو اسٹار آف انڈیا کا خطاب ملنے والا ہے
بہت سے احباب نے انکو پیشگی مبارکباد کی چٹھیان لکھیں ہند کے
ولایت اپنے دوستون اور اعزہ کے نام انکی سفارش کی ...
خطوط بھیجے - ایک ... صاحب ڈپٹی کمشنر کے ہان کھانے ... ین
یون بات چیت ہوئی۔

ڈپٹی کمشنر - دیانت حسین ابھی تک ... معلوم ہوا
کہ تمکو خطاب کب ملیگا۔

ڈاکٹر - یہ تو تحقیق ہے کہ انکا نام جا چکا ہے ... سے آیندہ
جو اس مرتبہ تقسیم ہونگے مجکو کامل یقین ہے کہ آپ ہمین
انمین انکا نام ضرور ہوگا۔

دیانت حسین - لیکن مجکو اسکا بہت شوق نہین ہے

اور شاید مین نے کوئی کام ایسا کیا جسکا مجکو صلہ ملنے والا ہے

ڈپٹی کمشنر۔ دیکھو دیانت حسین یہ کوئی چھوٹا کام نہتھا
اور تمنے [illegible] رشوت نہین لی اتنی بڑی
رقم کا [illegible] پاس کر [illegible] کام ہے۔

دیانت حسین۔ [illegible]

ڈپٹی کمشنر۔ [illegible]
یہ حال لفٹنٹ گورنر [illegible] بیان کیا تھا

دیانت حسین۔ یہ کوئی ایسی بات نہتھی کہ جسکی شہرت
دیجاتی [illegible]
[illegible]

ڈپٹی کمشنر۔ [illegible]
[illegible]
وجہ نہین [illegible]

دیانت حسین۔ مین سمجھتا ہون کہ آپ لوگ مجھے
سب [illegible] واسطے [illegible] کی احتیاج نہین [illegible]
[illegible] مصیبت مین [illegible] ہون اسکا [illegible] فائدہ
کر [illegible] جانتے ہین کہ مین صرف دال
اور چاول [illegible] کھاتا ہون لیکن مین اسپر بھی خدا کا
شکر کرتا ہون کہ وہ مجھے کسی کا دست نگر تو نہین کیے ہے۔

ڈاکٹر۔ دیانت حسین تم اپنی شادی کیون نہین کرتے۔

دیانت حسین۔ عجب آدمی ہو۔ ایسے میان بیٹھے جب ہو
کہ تنہا تو بسر ہی نہین ہوتی بیاہ کرکے کیا کرینگے۔

ڈپٹی کمشنر۔ نہین جی تم ابھی بیاہ نکرنا انگلینڈ ہو آؤ
تب بیاہ کرنا۔

ڈاکٹر۔ کبتک جاؤگے۔

دیانت حسین۔ صریح سنتے جاتے ہو کہ کوئی بات نہین
ابھی مین کیسے بتاؤن کہ کب جاؤنگا۔ [illegible] علیخان کی
بیٹی سے میری شادی ٹھہرتی ہے لیکن مین ہرگز اسکو
پسند نہین کرتا کہ روپیہ کی لالچ مین ایک غیر تعلیم یافتہ
عورت سے زندگی بھر کا ساتھ اختیار کرون مین نے
چندہ کر کر لاٹری مین کچھ ٹکٹ خریدے ہین اگر مجھے کچھ روپیہ
مل گیا تو فورًا ولایت جاؤنگا مسٹر [illegible] سے مین
نے وعدہ کیا ہے کہ مین انھین کا ہمسفر ہونگا۔

ڈاکٹر۔ لیکن وہ تو جلد جانیوالے ہین۔

دیانت حسین۔ ہان مجھے معلوم ہے۔

اس ٹھہرنے کے دوسرے دن صاحب ڈپٹی کمشنر نے
جناب لفٹنٹ گورنر کو یہ چٹھی لکھی۔

مائی ڈیر سرجان۔

دیانت حسین کے پورے حالات سے مین آپکو وقتًا فوقتًا
اطلاع دیچکا ہون لیکن وہ حالات صرف انکی دیانت
اور لیاقت کے متعلق تھے۔ جن مصائب مین وہ اپنی
زندگی بسر کرتے ہین وہ آپکو اطلاع دینا مین ضروری
سمجھتا ہون۔ وہ غریب ابھی تک تین سو ساٹھ تنخواہ پاتا ہے
انگریزی سوسائٹی مین شریک ہے اور یورپین کی طرح
زندگی بسر کرتا ہے۔ اسکی میز اکثر بے آلو اور اسکا منہ اکثر
بغیر چرٹ کے رہتا ہے۔ اس غریب کی مصیبتین جیسے مجکو
معلوم ہوئی ہین مجکو نہایت رنج ہے۔ اور واقعی یہ امر
کہ تین سو ساٹھ اسکے واسطے کیا کافی ہوسکتا ہو جو شخص اپنی
ترقی خود نہ کرلیتا ہو میری رائے مین گورنمنٹ کو اسکی ترقی
کرنی چاہیے۔ دیانت حسین نے اپنی حالت مجھسے چھپائی
لیکن اتفاق سے مجکو اسکے خانگی حالات معلوم ہوگئے
اور اسی وجہ سے مین آپکی مدد کی اس معاملہ مین خواہش
کرتا ہون۔

آپکا مخلص خاص

سرکاری رپورٹ میں خواہ کیسی ہی بے اثر ہوں لیکن پلکٹن نہیں ایڈیمی افضل سفارش بیکار ہو مگر جان چارلس ایسفائیڈ کی بڑی قدر کی اور مسٹر دیانت حسین کو قائم مقام جنٹ مجسٹریٹ درجہ اول مقرر فرمایا اور اپنے ہاتھ سے دیانت حسین کے نام یہ چٹھی بھیجی

مائی ڈیر راجہ

آپکو میں خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے آج آپ کو قائم مقام جائنٹ مجسٹریٹ درجہ اول مقرر کیا مجکو امید ہے کہ یہ تقرری آپکی موجودہ تکلیفات میں مدد دیگی۔

آپکا وفادار — جان چارلس

گزٹ کی اشاعت سے پہلے انکو خود لفٹنٹ گورنر کی تحریر سے اپنی ترقی کا حال معلوم ہوا فوراً وہ چٹھی لیے ہوئے ڈپٹی کمشنر کے پاس گئے اور انکا شکریہ ادا کیا اور لفٹنٹ گورنر کے نام شکریہ کی چٹھی روانہ کی۔ تمام اسٹیشن کے لوگ اس ترقی سے نہایت خوش ہوے۔

اس اضافہ تنخواہ سے واقعی دیانت حسین کی حالت میں بڑا فرق آگیا انکا افلاس دور ہوا اور وہ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے گورنمنٹ کی اس برمحل پرورش نے تمام ملازمان سرکار پر بہت ہی اچھا اثر ڈالا اور یہ بات سب کو پورے طور پر معلوم ہوگئی کہ اگر کوئی شخص اپنی خدمات کو لیاقت اور دیانت سے انجام دے گورنمنٹ اسکی دستگیری کرنے کو تیار ہے۔

ہمارے دوست مسٹر دیانت حسین کو جائنٹ مجسٹریٹ ہوے بہت زمانہ نہ گذرا تھا کہ پانیر نے دفعتاً انکے نجم الملک ہونے کی خوشخبری سنائی آنریری گزٹ جو لندن میں شائع ہوا اسکی نقل بعینہٖ پانیر میں شائع ہوئی ضمیمہ اور لوگون راجہ دیانت حسین سی آئی ای کا بھی اسمین نام تھا۔ اس خبر کے مشتہر ہوتے ہی ضلع میں بڑی مسرت ہوئی بہت سے جلسے ہوئے کی طرف سے گورنمنٹ میں شکریہ ادا کیے گئے اور خود دیانت حسین کو مبارکباد دیگئی۔ دو مہینہ بعد لفٹنٹ گورنر نے خاص دربار کیا اور تمغہ ستارہ ہند سید دیانت حسین کو عطا کرتے وقت جو الفاظ کہے وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"مجکو اپنی تمام افسری زندگی میں ایسی مسرت بہت شاذ ہوئی جیسی آج آپکو تمغہ اسٹار آف انڈیا دینے میں ہوئی۔ حضور قیصرہ ہند نے براہ مراحم خسروانہ آپکو یہ عزت عطا فرمائی جسکے آپ ہر طرح مستحق ہیں۔ حضور ویسرائے نہایت افسوس کرتے ہیں کہ وہ اس موقع پر غیر حاضر ہیں اور میں انکی قائم مقامی کر رہا ہوں۔ مسٹر دیانت حسین جو شخص آپکے حالات سے آگاہ ہے واقعی وہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ دنیا میں اپنی آپ مدد اسطرح ہو سکتی ہے جب آپکے والد نامدار نے انتقال کیا آپ بالکل بے سروسامان ہو گئے اور کوئی شخص یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ قدیم خاندان پھر کبھی کچھ نام پیدا کریگا۔ لیکن مسٹر مارپ کے نے ایسا اچھا بیج بویا تھا کہ وہ اب خدا کی مہربانی سے ایسا خوشنما درخت ہے۔ آپ نے اپنی لیاقت دیانت اور محنت سے ہندوستان میں ایک عمدہ مثال پیدا کر دی اور یہ ثابت کر دکھایا کہ اس ملک میں بھی ایسے بہادر لوگ موجود ہیں جہان آباد کے مقدمہ میں آپنے جو سرگرمی اور مستعدی دکھلائی وہ ایسی نہ تھی کہ حضور قیصرہ ہند کی اطلاع تک نہ پہونچائی جاتی آپ نے شروع عمر میں جو مصائب برداشت کیے انکا مجکو نہایت افسوس ہے لیکن میں یقین دلاتا ہوں کہ آپکے آپکا وقار دوگونہ ہو گیا ہے۔

میں پھر اپنی دلی مسرت ظاہر کر کے آپکو مبارکباد دیتا ہوں دعا کرتا ہوں کہ میں اپنے نوجوان دوست کو با اقبال اور معزز بحال دیکھوں۔"

مرحوا [illegible] تھے بیٹا انشاءاللہ میں مسٹر دیانت حسین کے
ولایت جانے [illegible] اور بہت مختصر تھے لیکن بہت سے
انہیں [illegible] کہ سید دیانت حسین کی ابتدا اور انکی
[illegible] خیال کرنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ثابت
استقلال عجیب چیز ہے اور انسان اگر چاہے تو اپنی تمام
[illegible] استقبال سکتا ہے۔

[illegible] ہونے کے بعد سید دیانت حسین کا نام
[illegible] کیا بار بار وہ بھی تمنا کرتے تھے
[illegible] پہلا انعام انہیں ملا تھا
اور [illegible] جاتے۔

[illegible] دن دیانت حسین
خیال [illegible] روز شام کے
[illegible] تھا اور دیانت
[illegible] کھیل [illegible] سے مسرت تھے
[illegible] آیا اور دیانت حسین کو
[illegible] دیانت حسین فرط مسرت سے
[illegible] کہ شادی مرگ ہو جاتے
[illegible] لگے۔

ڈپٹی [illegible] کیا [illegible] خوش ہو بیٹے
دیانت حسین [illegible] کا شکر ہے کہ ہم لائق ہیں
پہلا [illegible]
[illegible] خدا کا شکر ہے۔

ڈاکٹر [illegible] تمہاری
مدد [illegible] انعام دیا
ڈپٹی کلکٹر [illegible]
دیانت حسین [illegible] مسٹر
چرسن کے ساتھ جانا [illegible]

ڈپٹی کلکٹر - مگر یار ہو بڑے خوش نصیب جنے تمام عمر میں
[illegible] لاٹری بائیں خرید کیں مگر ایک پیسہ کبھی نہ پایا۔
ڈاکٹر - ابی مجھے تمام عمر اسکی ارمان ہی رہی کہ ٹیپی میں
[illegible] ملے لیکن ایک دفعہ بھی کبھی نہ ملی - اسوقت ایسی خوشی
[illegible] نے کھیل بند کر دیا اور اسی کی باتیں ہونے لگیں
سب ہنسیں اور انگریز بار بار دیانت حسین کو مبارکباد دیتے
[illegible] کے عوض دعوت مانگتے تھے دیانت حسین بھی انتہا
مسرور تھے اور بار بار خدا کا شکر کرتے تھے۔

باب سی و ہشتم

[illegible] رخصت [illegible] یاد [illegible] مسلامت [illegible]
[illegible] عرض کر چکے ہیں کہ مسٹر دیانت حسین ولایت
[illegible] بالکل تیار تھے صرف روپیہ کی کسر تھی اسمد [illegible]
[illegible] اور انھوں نے فوراً دو سال کی درخواست
[illegible] کر دی اور مسٹر چرسن کو اطلاع دی کہ جس تاریخ کو
[illegible] اسے ہوں اسی تاریخ سے انکی بھی رخصت منظور کیجائے
[illegible] جہاں آباد کو انکی جدائی ناگوار تھی لیکن
سمجھے [illegible] دیانت حسین اپنے ارادے میں ایسے پکے تھے
کہ [illegible] ٹال نہ سکتے تھے گورنمنٹ نے رخصت فوراً
منظور [illegible] اور مسٹر دیانت حسین نے سفر کی تیاریاں کرنی شروع
کیں ۱۲ نومبر کو بمبئی سے روانگی قرار پائی اور یہ بھی ہوا کہ
بمبئی میں مسٹر چرسن انکو ملیں [illegible] ایس گنگ
[illegible] کی معرفت [illegible] سب طے ہو گیا اور یکم نومبر تاریخ
روانگی جہاں آباد میں مقرر ہوئی - تمام یورپین افسران نے
مسٹر دیانت حسین کا رخصتی ڈنر دیا اور باشندگان ضلع جہاں آباد
[illegible] کو سید دیانت حسین کا جلسہ الوداع اور ڈنر تھا
اس جلسہ میں تمام رؤسا و کلا عمال و حکام شریک تھے

اور ایک طلائی کشتی میں ذیل کی عبارت کا اڈریس پیش کیا گیا

بحضور راجہ دیانت حسین سی ایس آئی جائنٹ مجسٹریٹ

ضلع جہان آباد۔

ہم لوگ کمال رنج سے آپکو وداع کہتے ہیں اور آپکو رخصت کرنے جمع ہوئے ہیں آپ ڈھائی برس تک ہمارے ضلع میں حکمران رہے اور جسوقت آپ تشریف لائے تھے اسمیں کچھ شک نہیں کہ ضلع ایک عجیب حالت میں تھا۔ رشوت کا بازار گرم تھا اور کوئی اہل معاملہ یا زمیندار ایسا نہ تھا جو کچہری آتے وقت مغموم اور پریشان ہوتا تھا۔

آپنے اپنے اخلاق۔ انصاف اور بیدار مغزی سے وہ سب قباحتیں دور کیں اور ہملوگوں میں اپنا ایسا اعتبار جمالیا کہ اب کسی کو ذرا بھی کچہری کے آنے میں پس و پیش نہیں تھا۔

دفعہ ۲۔ آپکے انتظام نے صرف یہی نہیں کیا کہ آپ کی خود کچہری میں سب کو آرام ملا بلکہ آپکی خوش انتظامی اور نگرانی سے تمام ضلع میں رشوت کا انسداد ہوگیا اور تمام عدالتوں میں ہر شخص با اطمینان تمام آتا ہے اور خوشی خوشی واپس جاتا ہے نہ مدعی کو یہ خوف ہے کہ مدعا علیہ متمول ہے اور نہ مدعا علیہ کو یہ خوشی ہے کہ مدعی غریب ہے۔ یہ سب نتیجہ آپکی لیاقت اور بیدار مغزی سے ہوا۔

دفعہ ۳۔ اس تھوڑے زمانہ میں آپ نے جو ہملوگوں کے ساتھ احسانات کیے وہ ایسے نہیں ہیں کہ ہملوگ تمام عمر فراموش کرسکیں اور ہملوگوں کو آپسے ایک دلی محبت ہوگئی اور ہم التماس کرتے ہیں کہ آپ ہملوگوں کو ہمیشہ یاد رکھینگے۔

ہملوگوں کو امید ہے کہ آپ بعد سفر ولایت کسی اور معزز عہدہ پر ہونگے اور آسوقت ہماری تمنا ہے کہ آپ اس ضلع کو نہ بھولینگے۔

اس اڈریس پر قریب قریب ہزار دو ہزار آدمیوں کے دستخط تھے اور جس جوش کے ساتھ لوگ مسٹر دیانت حسین کو رخصت کرنے جمع ہوئے تھے اسکی کبھی توقع نہ تھی۔ تمام لوگوں پر معلوم ہوتا تھا کہ خلقت دیانت حسین کی عدالت سے نہایت خوش تھی اب ثابت ہوا کہ صرف وہی چند لوگ جنکو آپنے نقصان پہونچایا وہی آپکے دشمن تھے ورنہ عام رعایا آپکی قدر کرتی تھی اور دل سے خیر خواہ تھی۔

مسٹر دیانت حسین نے اس اڈریس کا یہ جواب دیا۔

وکلاے زمینداران و رؤساے ضلع جہان آباد

میری تمام زندگی میں اس سے زیادہ قابل عزت کوئی دن نہیں تھا۔ جیسا آج آپ لوگوں کی وجہ سے مجھکو فخر ہوا میں تہ دل سے آپکی محبت کا شکر گزار ہوں کہ میرے رخصت کرنے کی تکلیف آپنے گوارا فرمائی۔

آپنے مہربانی سے میری آن ناچیز خدمات کا تذکرہ کیا ہے جو میں نے جہان آباد میں انجام دیں۔ جنٹلمین وہ خدمات ہرگز اس قابل نہیں کہ انکا تذکرہ کیا جائے میں نے جو کچھ کیا وہ اپنی قوم اور اپنے ملک کی فائدہ رسانی کی غرض سے کیا آپ لوگ ہمارے بھائی ہیں اور ہندوستان ہمارا گھر ہے اسواسطے میرا دل کبھی اسبات کو گوارا نہیں کرتا کہ میں ایک بھائی کا گھر دوسرے بھائی کے ہاتھوں برباد ہونے دوں۔ مجھکو خوف تھا کہ راجہ جہان آباد کے مقدمہ نے آپ لوگوں کو مجھسے برہم کردیا ہوگا لیکن آپکے دیکھنے سے وہ شبہ رفع ہوا اور میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جسقدر گورنمنٹ نے میری خدمات پسند فرمائیں اسیطرح آپ لوگ بھی مجھسے اچھی رہے۔

آپ یقین کیجیے کہ اگر راجہ صاحب برہم ہوتے تو بھی میں ... تیار تھا لیکن آنکی برہمی سے ...

مجبور کیا اور اسی وجہ سے مین کوئی مدد آنکی نکر سکا ہماری
عادل گورنمنٹ کا یہ اصول نہین ہے کہ امیر آدمی غریبون کو
تنگ کیا کرین اس راج مین اور قانون کے سامنے امیر
اور غریب سب برابر ہین اور یہی سبب ہے کہ برٹش گورنمنٹ مین
اسقدر امن ہے جو آجتک ہندوستانیون کو کبھی نصیب نہوا تھا
خیالمین مین ابھی نہین کہہ سکتا کہ ولایت سے واپسی کے
بعد مین کہان جاونگا اور کیا کرونگا - میرا ارادہ ہے کہ مین
ولایت مین بیرسٹری کا امتحان دون - حضور قیصر ہند
لیڈی آف اسٹیٹ سے ملون ہندوستان کے
حالات جہانتک ممکن ہو ادب کے ساتھ آپکے مالک کے
حضور مین پیش کرون اور اس ذریعہ سے اپنے ملک کو فائدہ
پہونچاؤن بہرحال جو کچھ میرے ناچیز ہاتھون مین ہے
ہمیشہ آپ لوگون کے واسطے کرنے کو تیار ہون اور اب
مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اور خدا حافظ کہتا ہون

دو بجے شب تک یہ جلسہ رہا اور ہزارہا آدمیون کا مجمع تھا
روشنی و آرائیشات کا نہایت عمدہ انتظام ہوا تھا اور
انگریزی و ہندوستانی کھانا بہت نفیس پکوایا گیا تھا
بعد فراغت ڈنر سب لوگ رخصت ہوئے جب پانچ بجے
وہان سے رخصت ہو کر گاڑی پر سوار ہوئے تو لوگ کھڑے تھے
آنکی آنکھون سے آنسو گر رہے تھے - ؎

کی جہیڑا اسقدر غم فرقت کے جا پئے
گھبرا کے رو دیا دل بے اختیار نے

دو بجے روز میل ٹرین مین راجہ ویانت حسین خان صاحب
جہانگیر آباد سے روانہ ہو گئے - اور بمبئی مین ہندوستانی سے
ملے اور وہان سے روانہ انگلستان ہوئے -

آنکے حالات سفر انگلستان انشاءاللہ تعالی ہم دوسری
جلد مین ہدیہ ناظرین کرینگے -